UNIVERSAL LIBRARY
OU_224751
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY.

تکلّموا من الترکیب والترتیب

المنّۃ للہ کہ درین ہنگام نزہت انضمام فرحت التیام نسخۂ نادر و شگرف
متضمن صنائع و بدائع عروض و مشتمل بر قواعد قوافی وغیرہ سراپا افادت یعنی اردو

ترجمۂ حدائق البلاغت

نتیجۂ طبع وقاد فارس مضمار سخندانی سخنور لاثانی موجد طرز فصاحت و خوش بیانی یکتائے عرصۂ
ہمہ دانی سراپا کیاست و دانائی جناب مولوی امام بخش صاحب دہلوی متخلص صہبائی رحمہ اللہ

در مطبع منشی نولکشور کانپور بسپرنٹنڈنٹی شیام ناتھ منیجر طبع و شائع گرد

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول اسکی ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ سے شایقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمتین بھی انکی زیادہ نہین اس کتاب کے مثل ہیچ کے تین صفحہ سادہ مین بعض کتب عروض و قافیہ صرف و نحو اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو +

عروض و قافیہ اردو

عروض فضا - عجب مجموعہ رسالہ ہے جسمین نام بحرون کے مع اونکے ارکان و اصول کے کمال تشریح و تصریح سے لکھے ہین اور ہر ایک مثالین کلام اساتذہ و شعرا سے منتخب کرکے تحریر کیا ہے اور زحافات کا بیان قافیہ کا فصاحت سے لکھا ہے اور نہایت فصاحت سے اردو مین نظم کیا ہے مصنف اسکے منشی گوبند پرشاد متخلص فضا ملازم مطبع اسلئے مدعہ کے جو مخزن ہین شایقان شعر و سخن کے واسطے بہت مفید و کارآمد کتاب ہے جسکے انضباط قواعد کے لحاظ سے ملکہ شعرگوئی پیدا ہو سکتا ہے -

مطلوب العروض - یہ عروض کی کتاب نایاب منظوم مستقل نکالا ہے ارباب شوق شعر و سخن شعرگوئی مین اس سے بڑی مدد ملتی ہے عروض و قافیہ مین خطا کم ہوتی ہے مصنف اسکے سید مومن حسین متخلص بہ صفی ہین -

بحر العروض - مطول جسمین قواعد جدید اردو زبان مین سریع النفع عام فہم عمدہ طور سے لکھے ہین تقطیع و اوزان بحور نہایت صراحت سے بیان کی ہین اقسام بحرون کی جو کہ ہر ایک مبتدی کی سمجھ مین بخوبی آسکے اور شعرگوئی پر معین و مددگار ہوا اور اوسکے عیوبات و قبوحات پر بخوبی واقفیت حاصل کرے - اشکال و مثالین بھی اپنی اپنی جگہ پر لکھدی ہین مصنف اسکے پنڈت کنھیا لال منصرم ریاست گڈھ امیٹھی ہین -

ایضاً - خرد معہ نقشہ زحافات جسمین آسان و سہل بیان اضافات کا اچھی طور سے لکھا ہے کہ ہر شخص مبتدی اوسکو ذہن نشین کرسکے اور اوسکے قوانین کی حفاظت پر قادر ہو مختصر طور پر بیان کیا ہے -

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمن

ترجمہ حدائق البلاغت

[illegible] متخلص صہبائی [illegible] نتیجہ طبع رسا و زادہ فکر آسمان [illegible] بحسن انتظام بہتر اہتمام

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

۵۶۹۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور ہمین کب ترے وصفون کی رقم کا ۔ حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

حمد کے مضمونون کا فکر جب دل مین گذرتا ہے اور نعت کے معانی کا خیال جسوقت آتا ہے تو کوتاہی حوصلہ کا غم اور تنگی ظرف و دوات بلکہ عقل کی نارسائی اور اندیشہ کی ناتمامی اس امر سے مانع ہوکر چاہتی ہے کہ اس عقدۂ مالاینحل سے ناخن فکر کو نارسائی کا متہم نہ کرے دوستون واثق الاخلاص کی خدمت مین دو کلمہ ضروری العرض کو عرض کرے کہ نسخہ حدائق البلاغت علم بیان اور بدیع اور عروض مین شمس الدین فقیر رحمۃ اللہ علیہ کے قلم بلاغت رقم کا ثمرہ ہے اور اس کتاب کا اس فن کے استیعاب مین شہرہ ہے صاحب والا مناقب بلند مراتب حاکم دادگر داور دانش گستر لوترس صاحب بہادر دام اقبالہ نے کہ شہر سعادت بہر شاہجہان آباد کے مدارس کے پرنسپل ہین فقیر سراپا تقصیر خاک علما، گدائے سر کوچۂ فضلا، سرگشتۂ وادی ناتوانائی امام بخش صہبائی کو کہ طلبۂ فارسی خوان کی تعلیم کے لیے مدرسی اول کے عہدے پر مشرف ہے ارشاد کیا کہ اگر یہ نسخہ فارسی زبان سے اردو مین ترجمہ کیا جاوے اور اسمین عربی اور فارسی مثالون کی جگہ اشعار اردو زبان ہند کے مندرج ہون تو اُن لوگون کے

واسطے کہ اردو اشعار سے ذوق رکھتے ہین اور اسقدر استعداد نہین رکھتے کہ فارسی
کتابون سے اُن مطالب عالیہ کو سمجھ لین بہت مفید ہوگا اسواسطے اس خاکسار نے
بموجب اسکے کہ المامور معذور باوجود کمی استعداد کے تقدیم امر مین سعی کرکے اس
رسالہ کو سنہ ۱۲۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۲ عیسوی مین مرتب کیا لیکن مستعدان انصاف
پسند پر مطالعہ کے وقت ظاہر ہوگا کہ اس کم استعداد نے مسائل علمی کے لکھنے اور
امثلہ اردو کے فراہم کرنے مین کسقدر سعی کی ہے جو کہ یہ مقصود تھا کہ علم بیان اور
بدیع اور عروض سے طالبین کو فائدہ تمام حاصل ہو اسواسطے بہت مسائل
اصل کتاب سے زیادہ کردیے اور ازبسکہ لفظ لفظ کے ترجمہ مین مطلب کی توضیح
خوب نہین ہوتی اسلیے ترجمہ مین اس امر کا مقید نہین ہوا ہرچند اپنے عندیہ مین
غور اور تامل کو کسی مقام مین معاف نہین رکھا لیکن بفحوائے اسکے کہ الانسان
مرکب من الخطاء والنسیان اگر خطا ہوئی ہو تو کم استعدادی پر نظر کرکے معاف
کرین واللہ یحب المحسنین جاننا چاہیے کہ اس کتاب مین پانچ حدیقے اور ایک خاتمہ ہے
حدیقہ پہلا علم بیان مین حدیقہ دوسرا علم بدیع مین حدیقہ تیسرا علم عروض مین
حدیقہ چوتھا قافیہ مین حدیقہ پانچوان فن معما مین اور خاتمہ سرقات
شعریہ مین اور ہر ایک کی تعریف اُسکے موقع مین بیان ہوگی۔

حدیقہ پہلا علم بیان مین

علم بیان چند قاعدون کا نام ہے کہ اُنکو اگر ایسی طرح سے یاد کرین کہ وہ سب
ذہن مین حاضر رہین تو ایک معنی کو کئی طریق سے ادا کرسکتے ہین اور وہ طریق مختلف
ہوتے ہین بعض اُنمین سے اُس معنی پر اسطرح سے دلالت کرتا ہے کہ اُس سے

وہ معنی صاف سمجھے جاتے ہین اور بعض سے وہ معنی صاف صاف اور واضح نہین سمجھے جاتے بلکہ بعد تفکر اور تامل کے سمجھ مین آتے ہین اور ان سب کی مثالین آگے بیان کیجاینگی اب معلوم کیا چاہیئے کہ قید اسطرح سے یاد کرنے کی سبب ذہن مین حاضر رہین اسواسطے ہر کہ اگر کوئی شخص فقط زید کے سخی ہونے کو مثلاً کئی عبارت مین ادا کرنا معلوم کرلے تو اسکو یہ نہ کہینگے کہ یہ شخص علم بیان کا عالم ہے اور قید معنی کی ایک کے ساتھ اسواسطے ہر کہ اگر کوئی شخص کئی معنی کو کئی عبارت مین ادا کرے اور وہ کئی عبارتین البتہ ایسی ہون کہ ایک کی دلالت دوسرے کی دلالت سے واضح تر ہو وی اور یہ امر بھی علم بیان سے نہین ہر علم بیان سے وہی ہر کہ ایک معنی کو کئی عبارت مختلف الدلالۃ مین ادا کرے اور دلالت کے واضح ہونے مین اختلاف کی قید اسواسطے کہ اگر کوئی شخص ایک معنی کو عبارتون مختلفہ مین ادا کرے اور ہر عبارت سے وہ معنی یکسان واضح ہوتے ہون یعنے جسطرح سے پہلی عبارت سے واضح تھے اُسی طرح سے دوسری عبارت سے بھی واضح ہون مثلاً آفتاب کو الفاظ مترادف سے تعبیر کرے چنانچہ شمس اور بیضا اور لوح اور عین اور سوا اسکے تو یہ امر بھی علم بیان سے نہین ہے اور چونکہ اس تعریف مین دلالت کا ذکر ہی لازم آیا کہ دلالت کو بھی بیان کیا چاہیئے پوشیدہ نہ ہر کہ دلالت ہونا کسی چیز کا ہر ایسی طرح پر کہ اگر اُس چیز کو جان لین تو اُس سے دوسری چیز کا جاننا لازم آجاوے مثلاً دھوان ایسی حالت پر ہر کہ اُسکے معلوم ہونے سے معلوم ہوجاتا ہر کہ وہان آگ ہے پس دلالت کرتا ہر آگ پر اور جو دلالت کرے اُسکو دال کہتے ہین یعنے دلالت کرنے والا اور جو چیز دلالت کری اُسکو مدلول کہتے ہین یعنی دلالت کیا گیا چنانچہ دھوان دال ہر اور آگ مدلول اور دلالت کرنیوالا اگر لفظ ہو تو اُس دلالت کو دلالت لفظی کہتے ہین

اور اگر کچھ اور شے ہو سوا لفظ کے اُس دلالت کو دلالت غیر لفظی کہتے ہین جیسے رقم
لفظون پر اور منار فرسخ پر اور دھوان آگ پر دلالت کرتا ہی اُسکی دلالت غیر لفظی ہی کیونکہ
یہ سب چیزین لفظ نہین ہین اور دلالت لفظی تین قسم ہی ایک قسم یہ کہ اُس لفظ کو جس شے پر
دلالت کرنے کے واسطے وضع کیا ہے وہ لفظ اُسی شے پر دلالت کرے مثلاً اسد کہ
مقابل جانور درندہ مشہور کے اصل مین بنایا گیا ہے اور اسی جانور پر دلالت کرے
اور علی ہذا القیاس اس دلالت کو دلالت وضعیہ کہتے ہین اسواسطے کہ اسمین وضع کو
دخل ہے دوسری یہ کہ طبیعت کے چاہنے سے وہ لفظ سرزد ہو جیسے بیمار آہ آہ کہتا
ہے اور اس لفظ سے معلوم ہوتا ہی کہ اسکے درد ہی پس طبیعت بولنے والے کی درد کے
وقت خواہ مخواہ تقاضا کرتی ہی کہ یہ لفظ زبان سے نکلی ئے اس دلالت کو دلالت طبعیہ
کہتے ہین کیونکہ اس لفظ کے بولنے مین طبیعت کے چاہنے کو دخل ہے تیسری یہ کہ نہ واضع
نے اُسکو اُس شے پر دلالت کے واسطے وضع کیا ہو اور نہ بولنے والے کی طبیعت کے
تقاضے سے زبان سے نکلا ہو بلکہ جسوقت وہ لفظ بولا جاوے تو عقل اُس سے کوئی شے
سمجھ لے مثلاً کوئی شخص دیوار کے پیچھے کھڑا ہو کر لفظ دیز کا کہے اور اُس سے معلوم ہو کہ
پیچھے دیوار کے کوئی شخص بولتا ہے پس دیز نے فقط بولنے والے کے وجود پر دلالت کی
اس دلالت کو دلالت عقلیہ کہتے ہین کیونکہ اسمین عقل کو دخل ہی اور علم بیان مین فقط
دلالت لفظیہ کام آتی ہے اسواسطے کہ ازبسکہ طبیعت اور فہم مختلف ہوتی ہین اور اس
اس سبب سے دلالت طبعیہ اور عقلیہ منضبط نہین ہوتی اور وضعیہ مین سے بھی دو قسم
آتی ہین اور اسکا بیان آگے مفصل آویگا اب معلوم کیا چاہیئے کہ دلالت لفظیہ وضعیہ کی
تعریف یہ ہی کہ وہ سمجھنا معنی کا ہی لفظ سے جسوقت بولا جاوے اور یہ سمجھانا نسبت

اُس شخص کیے ہے کہ وہ اُس لفظ کے اُس معنی کیواسطے وضع ہونے پر آگاہ ہو کیونکہ اگر آگاہ نہوگا اُسکے نزدیک وہ معنی مجہول ہونگے اور یہ دلالت یا اسطرح ہی کہ لفظ جس شے کے مقابل وضع ہوا ہے اُس تمام شے پر دلالت کرتا ہی مثلاً انسان جب اسکے بولنے سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ مراد بولنے والے کی فقط حیوان ہے بلکہ یہ سمجھا جائے کہ مراد اسکی وہ شے ہے کہ جسمین حیوان ہونا اور ناطق ہونا جمع ہو اس دلالت کو دلالت مطابقی کہتے ہین اسواسطے کہ لفظ اور معنی مطابق ہین اور یا اسطرح ہی کہ اُس شے کے ایک جزء پر دلالت کرے مثلاً انسان سے حیوان کے معنی سمجھے جائین اسکو تضمنی کہتے ہین اسواسطے کہ یہ جزو اُسی کے ضمن مین ہی کہ جسکے واسطے وہ لفظ بنایا گیا ہو اور یا اسطرح ہے کہ وہ لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے کہ نہ وہ لفظ اُس معنی کے واسطے بنایا گیا ہے اور نہ وہ معنی اُس لفظ کی سارے معنی کا ٹکڑا ہی بلکہ یہ معنی خارج سے اُسکو لازم ہوگئے ہین مثلاً انسان کا دلالت کرنا ہنسنے والے پر یا لکھنے والے پر کسواسطے کہ ہنسنا اور لکھنا انسان کی ذات مین داخل نہین بلکہ خارج سے ایک امر اُسکو لازم ہوگیا ہی اس دلالت کو دلالت التزامی کہتے ہین بسبب لازم ہونے اس امر خارج کے اور یہ اصطلاح منطق والون کی ہے اور علم بیان والون کی اصطلاح مین مطابقی کو وضعیہ کہتے ہین اسواسطے کہ واضع نے اُس لفظ کو اُس تمام معنی پر دلالت کرنے کے واسطے وضع کیا ہے پس یہ دلالت وضع کی طرف منسوب ہے اور دلالت تضمنی اور دلالت التزامی کو عقلیہ کہتے ہین تضمنی کو اس واسطے کہ عقل اس بات پر حکم کرتی ہے کہ جب کل ذہن مین حاصل ہوگیا جزو بھی ذہن مین حاصل ہوگیا اور التزامی کو اسواسطے کہ عقل اس بات پر بھی حکم کرتی ہے کہ جب وہ شے کہ اُسکو کوئی اور شے لازم ہی ذہن مین حاصل ہوگئی وہ شے لازم بھی

ذہن مین حاصل ہوگی دونون اصطلاحون مین فرق یہ ہے کہ منطقیون کے نزدیک وضعیہ
اور عقلیہ دونون قسم مطلق دلالت کی ہین اور تینون قسمین کہ جو علم بیان کی اصطلاح
کے موافق ہین وضعیہ مین داخل ہین اور علم بیان والون کی تقسیم کے موافق
وضعیہ اور عقلیہ ہر چند دونون ایک دوسرے کے مقابل ہون لیکن مطلق دلالت
کی قسمین نہین ہین اور جاننا چاہیے کہ ایک معنی کو ایسے چند طریق مین ادا کرنا کہ بعض زیادہ
واضح ہووے اور بعض اسکی نسبت کم واضح تر دلالت مطابقی کے ساتھ نہین ہوسکتا
اسواسطے کہ الفاظ اپنے معانی پر دلالت مطابقی کے ساتھ ایکطرح سے دلالت
کرتے ہین یہ نہین ہوسکتا ہے کہ بعض کی دلالت اُنمین سے بہت ظاہر ہو اور بعضے کی کم
اور یہ امر بھی سبب ہے کہ سُننے والا یہ جانتا ہو کہ یہ الفاظ ان معنی کیواسطے بنائے گئے
ہین اور اگر یہ نہ جانتا ہوگا تو وہ الفاظ دلالت ہی نہین کرینگے مثلاً لفظ لیث اور اسد
اور غضنفر اور حارث یہ چارون لفظ شیر کے واسطے بنائے گئے ہین جب یہ معلوم ہوگیا
پس دلالت ہر واحد کی اُس معنی پر برابر ہے کچھ کم اور بیش نہین یا یون کہین کہ رخسارہ
اُسکا گلاب کے مانند ہے پس سُننے والا جسوقت یہ جانتا ہوگا کہ رخسارہ اور گلاب
اور مانند کے معنی یہ ہین تو ممکن نہین کہ کوئی اور کلام اس معنی مین بشرطیکہ دلالت
مطابقی رکھتا ہو بہ نسبت اُس کلام کے واضح ہونے مین کم ہو یا زیادہ کیونکہ جسوقت
ہم ان سب لفظون کے قائم مقام اور لفظ اسی معنی مین لاوینگے مثلاً بجاے
رخ کے خد اور بجاے گلاب کے ورد اور بجاے مانند کے مشابہ تو سُننے والا اگر
ان لفظون کے معنی جانتا ہوگا جیسا اُس کلام سے سمجھا تھا ویسا ہی اس کلام سے
سمجھیگا اور اسمین ہرگز کچھ تفاوت نہین ہونے کا اس مقام مین ایک اعتراض وارد ہوتا ہے

اور دو ہی کہ یہ نہین ہوسکتا کہ سُننے والا اگر اُن لفظون کے معنون سے آگاہ ہو تو وہان
واضح ہونے مین اختلاف نہو اسواسطے کہ شاید بعضے الفاظ خیال مین اسطرح سے موجود
ہون کہ اُنکے معنی تھوڑی سی توجہ سے عقل مین آجاوین بسبب کثرت استعمال کے
اس جہت کرکہ اسکو سُنے ہوئے عرصہ قریب ہوا ہی اور بعضے الفاظ خیال مین اسطرح سے
ہون کہ بڑی توجہ کے بعد اُنکے معانی عقل مین حاضر ہون اور اکثر ہوتا ہی کہ باوجودیکہ
ہم پہلے جان چکے ہین کہ یہ لفظ فلانے معنی کیواسطے بنایا گیا ہی اور پھر اُس معنی کے
نکالنے کے واسطے بار بار فکر اور تامل کرنے کی حاجت پڑتی ہی اور یہ امر یا اس سبب سے ہی
کہ اسکو سُنتے ہوئے بہت زمانہ ہوا ہی یا اُس لفظ کی تکرار کم ہوتی ان دونون صورتون
مین ظہور اور خفا ممکن ہے اسکا جواب یہ ہی کہ وضوح اور خفا مین اختلاف ہونے سے
یہ مراد ہی کہ یہ امر خود دلالت کی ذات مین پایا جاتا ہو نہ بواسطہ کسی اور شے کی چنانچہ
دلالت التزامی مین کہ اگر لوازم کسی شے کے قریب ہونگے تو اُسکی دلالت واضح ہوگی
اور اگر لوازم اُسکے بعید ہونگے تو دلالت اُسکی خفی ہوگی اور بیان اسکا آگے مفصل
آویگا پس یہ خفا اور ظہور نفس دلالت مین ہی اور دلالت مطابقی مین دلالت خود
برابر ہے گو بسبب بہت تکرار کے معنی کسی لفظ کے جلد ذہن مین حاضر ہو جاوین یا
بسبب تکرار نہونے کے یا مدت گذر جانے کے دیر کے بعد ذہن مین حاضر ہون بہرصورت
ایک معنی کا ادا کرنا طریقون مختلفہ مین دلالت مطابقی کے ساتھ ممکن نہین ہے لیکن
دلالت التزامی اور دلالت تضمنی کے ساتھ ہوسکتا ہی اسواسطے کہ دلالت التزام
مین ملزوم کے ساتھ لوازم کو لزوم ہوتا ہی اور اسی طرح سے دلالت تضمن مین کل کے
ساتھ اجزا کو لزوم ہوتا ہی اور ان دونون لزوم کی مرتبے مختلف ہوتے ہین یہ اختلاف

ودلالت التزام مین یا اسطرح سے ہی کہ شاید ملزوم ایک ہو اور اُسکو لازم بہت ہون اور
اُن لوازم مین سے بعضے بسبب کم ہونے واسطون کے ملزوم سے قریب ہون
اور بعضے بسبب زیادہ ہونے واسطون کے اُس ملزوم سے بعید ہون پس جسمین واسطے
کم ہو دینگے وہ زیادہ واضح ہوگا اور جسمین واسطے زیادہ ہونگے وہ اُسکی نسبت کم
واضح ہوگا مثلاً لنبے قد والے کو کہا جاوے طویل النجاد یعنی لمبے پرتلے والا کیونکہ نجاد نون
بکسر نون اور جیم اور آخر اُسکے دال تلوار کے پرتلہ کو کہتے ہین پس پرتلہ اُسی کا ہوگا جسکا قد
بہت لنبا ہوگا پرتلہ کے لنبے ہونے سے قد کے لنبے ہونے تک کوئی واسطہ نہین ہے
اسی سبب سے یہ عبارت اپنے مقصود پر صاف دلالت کرتی ہے اور سخی کو کہین کثیر الرماد
یعنی بہت راکھ والا اس مثال مین ملزوم تک واسطے بہت ہین اس سبب سے کہ بہت راکھ
بہت لکڑی جلنے سے ہوتی ہے اور لکڑیون کا بہت جلنا بہت کھانا پکنے سے ہوتا ہے
اور بہت کھانا پکنا موقوف ہے اوپر زیادتی مہمانون کے اور زیادتی مہمانون کی موقوف
ہے اوپر سخاوت کے یا کہین کہ جبان الکلب یعنے وہ شخص کہ جسکے گھر کے کتے نامرد ہین
نامرد ہونا کتون کا یہ ہے کہ مار کھاوین اور ماوین نہین اور یہ بات جب ہے کہ اُنکو استخوان
بہت حاصل ہو دین اور کتون تک بہت استخوان کا حاصل ہونا بہت گوشت ہونے پر
موقوف ہے اور یہ اوپر بہت کھانا پکنے کے اور یہ اوپر بہت ہونے مہمانون کے علی ہذا القیاس پہلے
کی نسبت اسمین واسطے کچھ کم ہین یا کہین مہزول الفصیل یعنے وہ شخص کہ جسکی اونٹنیون کے
بچے دبلے ہین فصیل لدے ہوئے اونٹ کے بچے کو اور ماں سے جدا کیے ہوئے کو کہتے ہین
پس بچے کا دبلا ہونا جب ہوتا ہے کہ اُسکی ماں کو پاس نہ رکھین اور یہ امر بسبب کثرت
اسباب کے ہے کہ اُسکے لانے کے واسطے بھیجا جاوے اور بہت اسباب اونٹون پر

لاکر منگوانا بہت مہمانون کے واسطے ہوتا ہے ان سب عبارتون مین ایک دوسرے کی نسبت کچھ پوشیدگی ہے اور اسی طرح سے ہوسکتا ہی کہ لازم ایک ہو اور ملزوم بہت مثلاً سفیدی برف اور ہاتھی دانت اور شیرا اور بط اور گچ اور غیر اسکے بہت چیزون مین ہوتی ہی جائز ہی کہ سفیدی کا لازم ہونا ان ملزومون مین سے بعض کے ساتھ بہت ظاہر ہو اور بعض کے ساتھ کم اور دلالت تضمنی مین اسطرح سے ہی کہ شاید ایک معنی کسی شے کا جز ہو اور حیوان دوسری شے کے جزو کا جز ہو پس دلالت کرنا پہلی شے کا جزو پر بہت ظاہر ہوگا اس سے کہ دوسری شے اپنے جزو کے جزو پر دلالت کرے مثلاً جسم حیوان کا جز ہی اور حیوان انسان کا جز ہی پس انسان کے جزو کا جز ہوا اس کا بیان یہ ہے کہ انسان کہتے ہین حیوان ناطق کو یعنے ایسی چیز کو جسمین حیوان ہونا اور ناطق ہونا جمع ہو اور ناطق یعنے اس چیز کے ہے کہ کلیات کو معلوم کرے اور حیوان جسم نامی حساس متحرک بالارادہ کو کہتے ہین یعنے ایسی چیز کو کہ وہ جسم ہو اور ایسا جسم کہ بڑھنے والا ہو اور اسکو ادراک ہو اور اپنی خواہش سے حرکت کرتا ہو اس صورت مین انسان حیوان اور ناطق سے مرکب ہوا پس حیوان انسان کا جز ہوا اور حیوان جسم اور نامی وغیرہ سے مرکب ہوا پس حیوان انسان کا جز ہوا اور حیوان جسم جز ہے اور انسان کے جز ہے جب یہ بات ثابت ہوئی تو معلوم ہوا کہ حیوان کا دلالت کرنا اپنے جز پر یعنی جسم پر بہت واضح ہے بہ نسبت اسکے کہ انسان دلالت کرے اسی جسم پر کہ وہ انسان کے جز کا جز ہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ علم بیان مین معنی کے لوازم کو اعتبار کیا کرتے ہین دلالت لازم ایک امر خارجی ہوتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے اور دلالت تضمنی مین

لازم کل کا جزو ہوتا ہی کسواسطے کہ پہلے بیان ہو چکا کہ جیسے لوازم کو ملزوم کے ساتھ
دلالت التزام مین لزوم ہی اسی طرح سے جزو کو کل کے ساتھ دلالت تضمنی مین لزوم ہے
اور انھین لزومون مین باعتبار وضوح اور خفا کے اختلاف ہوا کرتا ہی اور لزوم بعضے
جاے مین دونون طرف سے ہوتا ہے جیسے امام اور مقتدی کا لزوم کہ امام جب
کہین گے کہ مقتدی موجود ہونگے اور مقتدی جب کہین گے کہ امام موجود ہوگا
کسواسطے کہ اگر امام نہو کسکے پیچھے کھڑے ہونے والے کو مقتدی کہین اور اگر
مقتدی نہون کسکے آگے کھڑے ہونے والے کو مقتدی کہا جاوے اور بعض جا ایک طرف
سے لزوم ہوتا ہے جیسے علم اور زندگی مین اس مثال مین ایک طرف سے لزوم ہے
کسواسطے کہ علم کو زندگی لازم ہی جسجگہ ہوگا زندگی ضرور ہوگی کیونکہ علم بے زندگی نہین ہوتا
اور زندگی کو علم لازم نہین کیونکہ یہ ضرور نہین کہ جو زندہ ہو اسکو علم بھی ہو اور جیسے
لزوم بہادری اور شیر مین کہ شیر کو بہادری لازم ہی اور بہادر کو شیر کا ہونا ضرور نہین
بلکہ جائز ہے کہ سوا شیر کے مرد مین پائی جاوے بعد اسکے یہ جاننا چاہیے کہ لفظ جس
معنی کے واسطے بنایا گیا ہی اگر اس لفظ سے وہ معنی مراد نہ رکھین بلکہ وہ مراد رکھین
کہ اسکے معنی کو لازم ہو پس دیکھا چاہیے کہ کوئی قرینہ بھی ایسا پایا جاتا ہی کہ جس سے
یہ معلوم ہو کہ وہ معنی مراد نہین یا ایسا قرینہ نہین پایا جاتا اگر وہ قرینہ پایا جاتا ہے
تو اس لفظ کو مجاز کہتے ہین اور اگر ایسا قرینہ نہین پایا جاتا تو اسکو کنایہ کہتے ہین اور
ان دونون کے جدا جدا نام رکھنے کی وجہ انکی بحث مین معلوم ہوجاویگی اور قید قرینہ
ہونے کی مجاز مین اور قرینہ نہونے کے کنایہ مین اسواسطے ہے کہ ان دونون مین
ملزوم سے لازم کی طرف انتقال ہوتا ہی اگر یہ قید نہو تو دونون مین امتیاز حاصل نہووے

جس شخص نے یہ کہا ہو کہ کنایہ مین لازم سے ملزوم کی طرف انتقال ہوتا ہے یہ بات غلط ہے
کسواسطے کہ دلالت التزامی لازم پر دلالت کرنے کا نام ہے نہ ملزوم پر دلالت
کرنے کا چنانچہ مفصل معلوم ہوچکا اور چونکہ مجاز مین فقط ارادہ لازم کا ہوتا ہے
اور کنایہ مین ملزوم دونون کا ارادہ جائز ہے پس مجاز حکم جزو رکھتا ہے اور کنایہ
حکم کل کا اور جز کل پر مقدم ہوتا ہے اسی واسطے مناسب ہے کہ مجاز کی بحث کنایہ کی
بحث سے پہلے بیان کیجاوے اب جاننا چاہیے کہ مجاز کی قسمون مین سے ایک قسم
کو استعارہ کہتے ہین یعنے مشبہ بہ کو ذکر کرین اور مشبہ مراد رکھین پس استعارہ کی بنا
تشبیہ پر ہے اسواسطے مناسب معلوم ہوا کہ مجاز کے بیان سے پہلے تشبیہ کو بھی بیان
کرین اس تقریر سے ثابت ہوا کہ علم بیان کے مقصد فقط دو چیزین مجاز اور کنایہ
تشبیہ مقدمہ ہے استعارہ کہ وہ مجاز کی ایک قسم ہے لیکن تشبیہ مین ازبسکہ فائدے
بہت ہین اور اُس سے بہت بحث کیجاتی ہے اسواسطے تشبیہ کو بھی ایک مقصد مقرر کر دیا
ہے اور علم بیان کے تین مقصد ٹھہرائے ہین ایک تشبیہ دوسرا مجاز تیسرا کنایہ لیکن تشبیہ کے
مقصد ٹھہرانے کی یہ وجہ خوب نہین کسواسطے کہ بہت بحث ہونے سے کوئی چیز مقاصد مین
داخل نہین ہوجاتی اور فی الحقیقت تشبیہ علم بیان کے مقاصد مین سے ایک مقصد ہے
نہ مقدمہ استعارہ کا پس یہ تقریر کرنی چاہیے کہ لفظ جس معنی کے واسطے بنایا گیا ہے
اگر اُس لفظ سے سوا اُس معنی اور شے مراد رکھین یہ دو حال سے خالی نہین یا یہ ہے
کہ ارادہ کرنا خلاف موضوع لہ کا موضوع لہ کے ارادہ کے منافی ہو یا موضوع لہ کے
ارادہ کے منافی نہو پس قسم اول یعنی جسمین ارادہ کرنا خلاف موضوع لہ کا موضوع لہ کے
ارادہ کے منافی ہوتا ہو اگر اُسمین علاقہ مشابہت کا ہو تو اُسکو استعارہ کہتے ہین

اور اگر سوا مشابہت کے کوئی اور علاقہ ہو اُسکو مجاز مرسل اور قسم دوسری یعنے جسمین ارادہ کرنا خلاف موضوع لہ کا موضوع لہ کے ارادہ کے منافی نہین ہے اُسمین بھی اگر علاقہ مشابہت کا ہو اُسکو تشبیہ کہتے ہین اور اگر سوا مشابہت کے کوئی اور علاقہ ہو اُسکو کنایہ کہتے ہین اس صورت مین علم بیان کے چار مقصد ہو گئے اور تشبیہ بذاتہ مقصد ٹھہر گئی یہ افادہ بعضے فضلا کا ہے کہ میر شریف قدس سرہ نے مطول کے حاشیہ مین نقل کیا ہے اور اگر کوئی کہے کہ تمہاری تقریر سے ثابت ہوا کہ تشبیہ مین بھی سوا معنی موضوع لہ کے اور شے مراد ہوتی ہے اور یہ غلط ہے کسواسطے کہ جب کوئی کہے کہ منھ اُسکا چاند کے مانند ہے صریحاً اُسمین دلالت مطابقی پائی جاتی ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ بعضے فضلا نے لکھا ہے کہ جب کہے تو کہ وجہہ کالبدر یعنی منھ اُسکا مانند چاند کے ہے مراد اُس سے یہ ہے کہ وہ شخص نہایت حسین اور لطافت رکھتا ہے پس معنی لازمی مراد ہو گئی لیکن معنی لازمی کا مراد ہونا معنی موضوع لہ کی ارادہ کے منافی نہین ہے چنانچہ اوپر کی تقریر سے معلوم ہو چکا اب سننا چاہیے کہ علم بیان کی چار اصلین اور ہم ان چارون اصل کو چار فصل مین بیان کرتے ہین اور ہر فصل کا نام شجرہ ہے حدائق البلاغت کی مناسبت سے

شجرہ پہلا تشبیہ کے بیان مین

تشبیہ لغت مین دلالت ہے اوپر اس بات کے کہ ایک شے دوسری شے کی ساتھ ایک معنی مین شریک ہے شے اول کو مشبہ کہتے ہین یعنی مانند کیا گیا اور دوسری شے کو مشبہ بہ یعنے اُسکے ساتھ مانند کیا گیا اور وہ معنی کہ جسمین وہ دونون شریک ہین اُسکو وجہ شبہ کہتے ہین یعنے وجہ مانند ہونے کی کیونکہ اگر وہ معنی ان دونون چیزون کو آپسمین مشابہت دین اور علم بیان کی اصطلاح مین تشبیہ دلالت ہے دو چیز کی ایک معنے مین

شریک ہونے پر اصطلاح سے کہ بطور استعارہ کے نہو اور استعارہ کا حال آگے آدے گا اور
بطریق تجرید کے بھی نہو اور تجرید علم بدیع کی اصطلاح مین یہ ہے کہ شے ذی صفت سے
ایک اور شے مانند اسکے یعنی متصف اُسی صفت کے ساتھ حاصل کرین واسطے مبالغہ کے
تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ شے ذی صفت پہلی اُس صفت مین ایسی کامل ہے کہ اُس سے ایک
اور شے موصوف باین صفت حاصل ہو سکتی ہے اسکی مثالین عربی اور فارسی مین بہت ہین
اردو مین یہ مثال ہو سکتا ہے شعر آتش غم ایسی کچھ بھڑکی کہ پل مین ہو گیا ✤
داغ دل سے آفتاب روز محشر آشکار ✤ حاصل یہ ہے کہ اسجگہ مبالغہ منظور ہے سوزش مین
داغ دل کے یعنی داغ دل کا سوزش مین اس مرتبہ کو پہونچا کہ اُس سے آفتاب
حاصل ہو گیا ظاہر مین یون بیان ہوتا ہے کہ داغ کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے لیکن
چونکہ یہ بطریق تجرید کے ہے تشبیہ نہین ہے اور یہ ضرور ہے کہ مشبہ بہ آپسمین کسی ایک وجہ
سے باہم شریک ہون اور کسی اور وجہ سے آپس سے جدا ہون جیسے کوئی دو چیزین
ایسی ہون کہ ان دونون چیزون مین صفت ایک پائی جاتی ہو اور حقیقت اُن
دونون کی جدا ہو جیسے بال اور درخت سنبل کا کہ حقیقت مین دونون جدا ہین اور
سیاہی اور باریکی اور پیچیدگی دونون مین ہے یا صفت دونون کی جدا ہو اور حقیقت
دونون کی ایک جیسے دو انسان اور اگر دونون مین کسی طرح سے جدائی اور غیریت نہو
تو تشبیہ باطل ہو جاوے کیونکہ تشبیہ کو دو چیزین چاہئین اور تشبیہ کے بیان مین
پانچ چیزون سے بحث ہوتی ہے اول مشبہ اور مشبہ بہ اور طرفین تشبیہ کی کہتے ہین
ظاہر ہے کہ اگر یہ دونون نہون تو کسکو کسکے ساتھ مانند کرین دوسری وجہ تشبیہ کی اور
یہ اگر نہ پائی جاوے تو ایک کو دوسرے سے مشابہت نہو تیسرے حرف کہ ایک کو

دوسرے سے مانند کرنے کا واسطہ چوتھی غرض تشبیہ کی کسواسطے کہ اگر کچھ غرض نہو تو تشبیہ فعل عبث ہوجاوے اوران چار امر کو تشبیہ کے ارکان کہتے ہین پانچوین تشبیہ کی قسمین کسواسطے کہ بعضے تشبیہ ایسی ہوتی ہی کہ اسمین مشابہت کی وجہ مثلاً جلد سمجھ مین آجاتی ہی اُسکو تشبیہ قریب کہتے ہین اور بعضی ایسی ہوتی ہے کہ اسمین وہ وجہ بعید تامل کے معلوم ہوتی ہے اسکو تشبیہ بعید کہتے ہین اور اسی طرح سے حال ہے تشبیہ کے فرد اور مقبول ہونے کا اسکا حال مفصل آگے آویگا اور بسبب ان حالات کے تشبیہ کی بہت قسمین ہوجاتی ہین اور پانچون چیزین فصل مین بیان کیجاتی ہین اور ہر فصل کا نام فرع ہے کسواسطے کہ یہ پانچ قسمین ہین شجرہ کی کو فرع یعنے شاخ لازم ہے

پہلی فرع تشبیہ کی دو طرف یعنی مشبہ اور مشبہ بہ کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ مشبہ اور مشبہ بہ یا ایسے ہوتے ہین کہ دونون کو پانچون حواس مین سے کسی حس کے ساتھ معلوم کرسکین مراد پانچون حواس سے دیکھنا اور سُننا اور چکھنا اور سونگھنا اور چھونا کسی چیز کا ہی یا اُن دونون کو حواس سے نہ معلوم کرسکین بلکہ عقل سے یا دونون مختلف ہووین یہ دونون قسم یہ ہین ایک یہ کہ مشبہ کو عقل سے معلوم کرسکین اور مشبہ بہ کو حس سے دوسرے یہ کہ مشبہ کو حس سے اور مشبہ بہ کو عقل سے پس مشبہ اور مشبہ بہ باعتبار حسی اور عقلی ہونے کے چار قسم ہوگئے پہلی قسم یہی دونون حسی ہون اسمین سے ایک یہ ہی کہ دونون دیکھنے سے معلوم ہون جیسے رخسار مشبہ اور گل مشبہ بہ ان دونون مین دیکھنے کو دخل ہے دوسرے یہ کہ سننے سے محسوس ہون مثلاً ایک ضعیف آواز کو کہ یا سننے والا اُسکو سُن سکتا ہے ایسی آواز نرم کے ساتھ تشبیہ دین کہ وہ منھ سے بھی باہر نہ نکلی ہو تیسرے یہ کہ سونگھنے سے معلوم ہو مثلاً ایک بو کو کسی اور بو کے ساتھ تشبیہ دین

چوتھی چکھنے سے جیسے کہیں کہ معشوق کے آب دہن کا مزہ مانند شراب کے ہے پانچوین چھونے
سے جیسے بستر کی نرمی کو گل کی نرمی سے تشبیہ دیجاوے یا بدن کی ملائم جلد کو حریر سے
اور ان پانچون کی مثال مین علی الترتیب اشعار اردو کے لکھے جاتے ہین مثال دیکھنے کی
شعر سودا کا شکل ہے یہ قرہ جان بخش جو مین کھولی آنکھ + شعلہ نور کی سی مجکو نظر آئی جھلک
معشوق کے حسن کو روشنی کے ساتھ تشبیہ دی ہے مثال سننے کی شعر سودا کا شعر
بلبل خوش نغمہ ہون لیک اس گلستان مین جہان + ناز مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ
زاغ کی آواز کو بلبل کی آواز سے تشبیہ دی ہے مثال سونگھنے کی شعر سودا کا شعر چمن مین
کسکی مدارات تھی بتا تو نسیم + کہ صبح غنچون کے سب عطردان کھولدیے + غنچے کی
بو کو عطر کی بو سے تشبیہ دی ہے اور اگر عطردان کی شکل مین تشبیہ اعتبار کرین تو دیکھنے
کی چیزون کی مثال مین داخل ہوجاوے مثال چکھنے کی شعر سودا کا شعر خون جگر
شراب ترشح ہے چشم تر + ساغر مرا گرو نہین ابر بہار کا + خون جگر کے مزہ کو تشبیہ دی ہے
شراب کے مزہ سے مثال چھونے کی شعر میر کا شعر مت کہہ پا کو برگ گل ہے خار + حیف ہے
گر ہو خار سے وہ فگار + برگ گل و ملایمت کو تشبیہ دی ہے خار کی سختی سے دوسری قسم
یعنے دونون عقلی ہون مثلاً علم کو زندگی سے تشبیہ دین اور جہل کو موت سے ان ساری
چیزون کے معلوم کرنے مین حواس کو دخل نہین بلکہ عقل سے معلوم ہوتی ہین تیسری
قسم یعنی مشبہ عقلی ہو اور مشبہ بہ حسی مثلاً عمر کو رشتہ اور موت کو گرگ اور خلق
نیک کو عطر اور غضب کو آگ اور آہ کو کمند اور نالہ کو شرار او خنجر اور ایمان کو شمع
اور کفر کو ظلمت سے تشبیہ دین مثال مین دو تین شعر سودا کے لکھتا ہون اشعار

نہین ہے بحث کو طوطی ترا دہن مجھسے	سخن ہی سن لے تو رنگین تر از چمن مجھسے

مری زباں ہے ملک سخن میں اک خیاط	عروس معنے کا ہو ٹھیک پیرہن مجھسے
کہ اسکو گوش گہر سے تھا جہاں میں اہل کمال	یہ سنگریزہ ہوا ہے دُرِ عدن مجھسے

پہلے شعر مین کو باعتبار رنگینی کے چمن سے اور دوسرے شعر مین معنی کو عروس سے اور تیسرے مین سنگریزہ یعنے سخن کو دُرِ عدن سے تشبیہ ہے اس جا مے دو شبہ نظر مین ہوتی ہے ایک تو یہ کہ سخن بسبب سُنائی دینے کے چاہیے کہ مسموعات سے ہو اسکا جواب یہ ہو کہ سُنائی دینا شان سے صوت کی ہے اور سخن بواسطہ اُس صوت کے مدرک ہوتا ہو عقل سے چنانچہ یہ بات عقلا پر واضح ہو اور دوسرے یہ کہ سنگریزہ اور دُرِ عدن مین دونون طرف دیکھنے کی چیزون سے ہون یعنی دونون حسی نہ یہ کہ مشبہ عقلی اور مشبہ حسی اسکا جواب یہ ہو کہ سنگریزہ استعارہ ہے مشبہ بہ یعنی سنگریزہ مذکور ہے اور مراد اُس سے مشبہ ہو یعنی سخن اور سخن کا عقلی ہونا ظاہر ہو چوتھی قسم یعنے مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی ہو مثلاً زلف کو سیاہی مین آہ یا گنہگارون کے نامۂ اعمال سے اور چہرۂ معشوق کو نیکبختون کے نامۂ اعمال سے یا گندھی ہوئی چوٹی کو مصرعِ پیچیدہ سے مشابہت دیوین معلوم کیا چاہیے کہ جیسے پانچ حواس ظاہر کے ہین چنانچہ سابق دریافت ہوا اسی طرح سے پانچ حواس باطن کے ہین ایک اُنمین سے حس مشترک ہے اسکا کام یہ ہو کہ جو شے حواس ظاہر سے محسوس ہوتی ہے وہ حس اسکو لے لیتی ہے دوسری حس خیال ہو اور وہ حس مشترک کا خزانہ ہو کہ جو صورتین حس مشترک لیتی ہے خیال مین رکھ دیتی ہو تیسری متخیلہ ہو اور اُسکو متفکرہ بھی کہتے ہین ان دو نامون کی وجہ اپنے محل مین مذکور ہے اسکا کام یہ ہو کہ جو صورتین خیال مین جمع ہین کبھی اُنکو ایک دوسرے سے مرکب کرتی ہو اور کبھی ایک دوسرے سے علیحدہ اور ایسے ہی ان

صورتون مین جو معنی ہین شلاً گرگ کی دشمنی گوسپند سے یا باپ کی دوستی بیٹے سے
ان معنون کو مرکب کرے یا علیحدہ شلاً ایک آدمی دوسرکا تصور کرے اسمین ترکیب
ہے یا آدمی بن سرکا اسمین تفصیل ہے اور علی ہذا القیاس اور کبھی بعضی چیزین کہ اُنکی
کچھ اصل نہین ہے اپنی طرف سے اختراع کرتی ہو شلاً سنا جاتا ہی کہ غول ایسی چیز ہے
کہ آدمیون کو راہ مین ہلاک کرتا ہے متخیلہ نے یہ اختراع کیا کہ وہ بہ شکل جانور درندہ
کے ہوگا اور اُسکے واسطے دانت تجویز کرلیے یا سُنا جاتا ہی کہ فرشتے حق تعالے کی
تسبیح اور تہلیل بہت کرتے ہین متخیلہ نے یہ اختراع کیا کہ اُنکے پاس تسبیح بھی ہوگی کہ
اُسپر پڑھتے ہونگے اور علی ہذا القیاس اور چوتھی حس وہم ہے اُسکا کام یہ ہے کہ خاص
صورتون مین جو خاص معنی ہین اُنکو ادراک کرے شلاً کوئی بھیڑیا خاص ہو اُسکو
جو خاص کسی گوسپند کے ساتھ عداوت ظہور مین آئی ہو اُسکو معلوم کرلے پانچوین
حس حافظہ اور وہ خزانہ وہم کا ہی جیسے خیال خزانہ ہے حس مشترک کا جب یہ معلوم
گیا اب سُنا چاہیے کہ جس چیز کو متخیلہ نے مرکب کیا ہے اُن چیزون سے کہ وہ حس
مشترک کے واسطے سے حاصل ہوئی ہین اُسکو خیالی کہتے ہین شلاً ایک نیزہ
تصور کرین کہ یاقوت کا ہو یا ایسا جانور تصور کرین کہ اُسکے پر زمرد کے اور منقار یاقوت
کی اور آنکھین موتی کی ہون پس یہ دونون چیزین خارج مین نہین پائی جاتین اور
معدوم ہین لیکن متخیلہ نے اُنکو جن چیزون سے مرکب کیا ہی شلاً نیزہ اور یاقوت اور
مرغ اور پر اور منقار اور آنکھین اور زمرد اور یاقوت اور موتی وہ چیزین البتہ
خارج مین موجود ہین اور حس مشترک کے واسطے خیال مین پہونچی ہین اور جس چیز کو
متخیلہ اپنی طرف سے اختراع کرے کہ اُسکی کچھ اصل نہو اُسکو وہمی کہتے ہین شلاً غول دانت

چنانچہ پہلے معلوم ہوا خیالی اور وہمی کی حقیقت یہ ہے جو بیان ہوئی اور خیالی اس
صورت کو نہیں کہتے کہ حس مشترک سے خیال میں حاصل ہوئی ہو اور اسی طرح سے
وہمی اُن معانی کو کہ وہم نے انکو ادراک کیا ہو کسواسطے کہ حس مشترک نے نیزہ یاقوت
اور مرغ موصوف کی صورت خیال میں کبھی نہیں پہونچی ہاں مگر مادہ انکا سو یہ امر
وہم ایجاد ہوا اور نہ دس سر کا آدمی اور نہ دانت غول کے اور نہ تسبیح فرشتوں کی معنی خبریہ
ہیں کہ وہم سے ادراک ہوئے ہوں کسواسطے کہ اگرچہ محسوس نہیں ہوئے لیکن ایسے
ہیں کہ اگر بالفرض پائے جاویں تو البتہ بصر سے مدرک ہو سکیں پس اس صورت میں
یہ بھی صورت ہوئی نہ معنی بہر کیف خیالی کو علم بلاغت والوں نے حسی میں داخل کیا ہے
اسواسطے کہ حسی سے مراد وہ چیز ہے کہ یا وہ خود حواس سے ادراک کیجاتی ہو یا اُسکا مادہ
پس خیالی کا مادہ حواس سے مدرک ہوتا ہے چنانچہ معلوم ہوا اور وہمی کہ عقلی میں
داخل کیا ہے کسواسطے کہ نہ وہ بھی مثل معقولات کے حواس سے ادراک نہیں کیجاتی لیکن ایسے
ایسی کہ اگر پائی جاوے تو البتہ حواس سے مدرک ہو اور اسی امر کی جہت سے عقلی اور
وہمی میں تمیز ہوتا ہے وگرنہ دونوں ایک ہو جاویں مخفی نہ رہے کہ حدائق البلاغت کے
مصنف نے تشبیہ وہمی کی مثال میں تصور دس سر کے آدمی کا غول کے تصور کے
ساتھ مذکور کیا اور بعد اسکے خود اس امر کو اعتراض کیا کہ بادی النظر میں ان دونوں
تشبیہوں وہمی اور خیالی میں فرق نہیں معلوم ہوتا کسواسطے کہ دس سر کے آدمی کا تصور
شکل غول یا تو سکے ہے کہ اجزا ان دونوں صورتوں کے محسوسات میں ہیں مگر کا ہم یہ کہتے ہیں
کہ دس سر کے آدمی کے تصور کو تشبیہ وہمی میں ذکر کرنا ضرورت نہیں رکھتا بلکہ یہ
خیالی کی مثال ہے اور کسواسطے کہ خیال وہی ہے کہ جسکو تخیلہ نے ترکیب دیا ہو ان

صفت حسی مثل کیفیت جسمانیہ کے مثل اُن کیفیتون کے کہ جسم سے مختص ہون مخفی نہ رہے
کہ صفت کے منقسم ہونے سے بطرف حقیقی اور حسی کے اور صفت حسی کی مثال
مین کہنے سے یہ قول مثل کیفیات جسمانیہ کے معلوم ہوتا ہے کہ کیفیات جسمانیہ سے
اصطلاح علم معقول کی مراد نہین ہے بلکہ کیفیات جسمانیہ سے صفات جسمانیہ مراد ہین
اسواسطے کہ اگر کیفیت اصطلاحی مراد ہو پس مقادیر اور حرکات ہین کہ اس جگہ وہ دونون
مذکور ہوتی ہین جیسے آگے آتا ہی اشکال واقع ہووے کسواسطے کہ مقدار کمیت ہی کہ وہ
بذاتہ قسمت کو تقاضا کرتی ہی اور حرکت اعراض نسبیہ سے ہی اور کیفیت نہ قسمت کو بذاتہ تقاضا
کرتی ہی اور نہ نسبیہ کو اور یا مقادیر سے اوصاف مقادیر کی مراد ہوون یعنی طویل اور عریض
اور قصیر اور انکے بین بین ہونا اور حرکت سے خود حرکت مراد نہو بلکہ وہ وہ چیز کہ حرکت کو
لاحق ہوتی ہی مثل سرعة اور بطوء اور بین بین اسکے بہر کیف یہ کیفیتین باعتبار حواس کے
پانچ قسم ہین قسم اول یہ ہی کہ بصر سے ادراک کیجاوے مثل رنگ کے اور شکل کے اور شکل
اس ہیئت کو کہتے ہین کہ جسم کی ایک نہایت کو یا دو کو یا زیادہ کو احاطہ کرے اول
جیسے دائرہ اور دوسرے جیسے آدھے دائرہ کی شکل اور تیسرے جیسے مثلث یا مربع
یا مخمس علی ہذا القیاس اور مثل مقادیر کے اور مقدار عبارت ہی کمیت متصل ثابت الاجزا سے
کم سے مراد ایسا عرض ہے کہ وہ بالذات ٹکڑے ٹکڑے ہونے کو قبول کرے اور متصل سے
یہ کہ اُسکے اجزا کے واسطے حد مشترک ہووے کہ وہ اُسکے پاس سے ملتے ہون اور
ثابت الاجزا سے یہ کہ وہ اجزا مفروض کیے ہوئے متقرر اور ثابت ہون اور مقدار
اگر طول اور عرض اور عمق مین منقسم ہوسکے اُسکو جسم تعلیمی کہتے ہین اور اگر فقط طول
اور عرض مین اُسکو سطح کہتے ہین اور اگر فقط طول مین اُسکو خط کہتے ہین اور مثل

حرکات کے اور حرکت جسم کی ایک جاے سے دوسری جاے مین حاصل ہونے کو کہتے ہین
اور شل اُن چیزون کے کہ ان امور کے قریب ہون جیسے حسن اور قبح کہ اُن دونون سے
شخص متصف ہوتا ہے باعتبار حلقہ کے اور حلقہ عبارت ہی مجموع تشکل ور اُن سے
یا جیسے ہنسا اور رونا کہ دونون باعتبار تشکل و حرکت کے حاصل ہوتے ہین یا جیسے
سیدھا ہونا اور ٹیڑھا ہونا یا اوپر سے کٹ نکلنا اور نیچے سے گڑھا پڑنا کہ یہ بھی تشکل
کی بحث مین داخل ہین قسم دوسری یہ ہی کہ گوش سے ادراک کیا دی جیسے آواز خواہ قوی
ہو خواہ ضعیف خواہ اسکے بین بین قسم تیسری یہ کہ ذالقہ سے ادراک کیجاوے مثل
طعوم کی اور طعوم کے نو اصول ہین ایک حرافت یعنے تیزی دوسرے تلخی تیسرے نمکینی
چوتھے ترشی پانچوین کسیلا پن چھٹے قبض لبتگی ساتوین وسولت وسومت یعنے
چکنائی آٹھوین مٹھاس نوین پھیکا پن قسم چوتھی یہ کہ قوت شامہ سے معلوم ہو مثل
خوشبو اور بدبو کے قسم پانچوین یہ کہ قوۃ لامسہ سے معلوم ہو جیسے خشونت یعنی کھُردرا پن
کہ کہین اونچا اور کہین نیچا ہو اور ملاست یعنی صاف ہونا کہ سارے اجزا
برابر ہون اور لینت یعنی نرمی اور ثقل اور یہ ایسی کیفیت ہو کہ بسبب اُسکے جسم
اپنے مرکز کی طرف کو مائل ہوتا ہی بشرطیکہ کوئی روکنے والا نہو مثلاً پتھر اگر اوپر سے
کوئی چیز اُسکو نہ روکے خود بخود نیچے آپڑے اور خفت اور وہ ایک کیفیت ہے کہ جسم
اُسکے سبب سے اپنے محیط کی طرف مائل ہوتا ہی جیسے آگ اور حرارت یعنی گرمی اور
برودت یعنی سردی اور رطوبت یعنی تری اور یبوست یعنی خشکی صفت عقلی جیسے
کیفیات نفسانیہ یعنی وہ کیفیتین کہ ذی نفس کے ساتھ مختص ہین یعنے اجسام مین سے
اُسی جسم مین پائی ہین کہ وہ ذی نفس ہے مثلاً ذ کا ذال معجمہ کے فتحہ سے اقسام

فہم کی تیزی اور مثل علم اور معرفت اور قدرت اور کرم اور سخاوت اور حلم اور غضب اور شجاعت اور مثل انکے اور چیزین کہ عقل سے ادراک کیجاوین بیان تک بیان صفت حقیقی کا تمام ہوا صفت اضافی کہ ذات مین متمکن اور متقرر نہو بلکہ دو چیزون سے متعلق ہو مثلاً کوئی شخص دلیل کو آفتاب سے تشبیہ دے اس نظر پر کہ دونون مین صفت ازالہ حجاب کی ہے اور یہ صفت دلیل اور آفتاب کی ذات مین متقرر نہین بلکہ دونون سے متعلق ہے یا کوئی شئی اس امر کے ساتھ متصف ہو کہ اسکا وجود مطلوب ہے یا عدم مطلوب ہے صفت اعتباری کہ اسکا مفہوم واقع مین متحقق نہو اور محض عقل نے اسکو اعتبار کرلیا ہو جیسے درندہ کی شکل اور دانت کا اختراع کرنا غول کے واسطے کہ محض صورت وہمیہ ہے اور واقع مین اسکے واسطے کچھ تحقق نہین اور صفت کا مرجع کبھی ایک چیز ہوتی ہے اور کبھی کئی چیزین اور اسی طرح حقیقت یعنی مفرد ہوتی ہے اور بعضی مرکب اجزا مختلفہ سے پس وجہ شبہ باعتبار ان انواع کے کئی نوع ہو جاتی ہے جب یہ جان لیا اب سننا چاہیئے کہ وہ معنی کہ جسمین مشبہ اور مشبہ بہ شریک ہون یا ایک امر ہو یا کئی اور یہ کئی امر دو قسم پر ہین ایک یہ کہ سب آپسمین اکٹھی ہوکر بمنزلہ واحد کے ہو جاوین یا ہر ایک ذہن سے علیحدہ منتسب ہو اور ایسی ترکیب کہ جس سے کوئی شئے بمنزلہ واحد کے ہو جاوے یا حقیقی ہوتی ہے یا اعتباری حقیقی جیسی ترکیب کی اور مختلفہ سے مثلاً ترکیب حیوان اور ناطق کی کہ ان دونون سے ایک شئے بمنزلہ واحد کے حاصل ہوتی یعنے انسان اور اعتباری جیسے کئی امور سے عقل ہئیۃ انتزاع کرے اور حقیقت مین وہ سب بلکہ بمنزلہ واحد کے نہوئے ہون اسکی مثال آگے آویگی معلوم کیا چاہیئے کہ وجہ شبہ مین دونون ترکیب کا اعتبار کرنا مذہب مفتاح العلوم کے

مصنف یعنی سکاکی کا ہی اور حدائق البلاغت کے مصنف نے بھی سکاکی کے اتباع سے ترکیب حقیقی کو اختیار کیا ہی چنانچہ کہا کہ یا در حکم واحد ست بسبب آنکہ حقیقت از چند چیز ترکیب یافتہ یعنی وجہ شبہ واحد کے حکم مین ہے اس سبب سے کہ ایک حقیقت کئی چیز سے مرکب ہوئی ہو لیکن تعجب یہ ہے کہ ترکیب اعتباری کو بالکل چھوڑ دیا ہی کیونکہ اعتبار کرنا ترکیب حقیقی کا اس جاے مین مخل نظر ہی اسواسطے کہ ایسی چیزون کو مرکب نہین اعتبار کرتے بلکہ واحد مثلاً کہین کہ زید شیر کے مانند ہے تو یہ نہ کہین گے کہ مشبہ اور مشبہ بہ اسکے مرکب ہین بلکہ مفرد ہین اور مثلاً کہین کہ زید مانند عمرو کے ہی انسانیت مین ہر چند انسانیت مرکب ہے حیوانیت اور ناطقیت سے لیکن یہ نہ کہینگے کہ یہ وجہ شبہ مرکب بمنزلہ واحد کے ہی بلکہ واحد ہی بہر صورت وجہ شبہ مین قسم ہی واحد یا بمنزلہ واحد کے یا متعدد قسم پہلی یعنی وجہ شبہ واحد یا حسی ہوتی ہی یا عقلی اور وجہ شبہ حسی مین لازم ہی کہ مشبہ اور مشبہ بہ بھی دونون حسی ہون اسواسطے کہ وجہ شبہ حاصل ہوتی ہے مشبہ اور مشبہ بہ سے اور یہ بھی ظاہر ہی کہ عقلی سے جو چیز حاصل ہوگی عقلی ہوگی پس اگر مشبہ اور مشبہ بہ عقلی ہون اور وجہ شبہ حسی یعنی ایسی چیز ہو کہ اسکو حس کے ساتھ ادراک کر سکین تو لازم آوے کہ حس سے عقلی کو بھی ادراک کر سکتے ہین اور خیال یہ ہی کہ حس غیر حسی مین سے کسی شے کو ادراک نہین کر سکتے اور یہ لازم نہین کہ اگر وجہ شبہ عقلی ہو تو مشبہ اور مشبہ بہ بھی عقلی ہون بلکہ عام ہی خواہ وہ دونون عقلی ہون خواہ حسی خواہ ایک حسی ایک عقلی اسواسطے کہ یہ امر جائز ہی کہ کسی شے حسی کے ساتھ بتقاضاے وصف عقلی قائم ہو جیسے جرأت زید اور شیر مین کہ وصف عقلی ہے اور ان دونون کے ساتھ قائم ہی باوجودیکہ وہ دونون حسی ہین جیسا یہ معلوم ہو چکا

پس جاننا چاہیے کہ وجہ شبہ واحد حسی مثل سرخی کے رخسار اور گل کی تشبیہ مین اور آواز
کا پوشیدہ ہونا صورت ضعیف اور ایسی صورت کی تشبیہ مین کہ دہن سے باہر نہ نکلی ہو اور
خوشبو زلف و عنبر کی تشبیہ مین اور حلاوت شراب اور کوثر کی تشبیہ مین اور نرمی
جلد بدن اور حریر کی تشبیہ مین اور وجہ شبہ واحد عقلی مثل جرات کے شجاع
اور شیر کی تشبیہ مین اور ہدایت علم و نور کی تشبیہ مین اور طبیعت کا خوش ہونا عطر
اور خلق کی تشبیہ مین قسم دوسری یعنی وجہ شبہ بمنزلہ واحد کے ہو اسکو وجہ شبہ
مرکب بھی کہتے ہین پہلے معلوم ہوا کہ وجہ شبہ مرکب وہ ہے کہ کئی چیزین اکٹھی ہو کر صورت
واحد کی حاصل کرین اور یہ بھی یا حسی ہوتی ہے یا عقلی اور وجہ شبہ مرکب حسی کی دونون
طرفین بھی مثل وجہ شبہ واحد حسی کے ہوتے ہین اب معلوم کیا چاہیے کہ وجہ شبہ
مرکب حسی چار قسم ہے اول یہ ہے کہ دونون طرف اسکے مفرد ہون جیسے انگور کو چشم خروس کے
ساتھ تشبیہ دیوین گول ہونے اور سرخی اور مقدار مین یہ تینون چیزین ہئیت واحد
حاصل کر کے شبہ واقع ہوئی ہین یا موتی اور ژالہ مین مدور اور سفیدی اور چمکنا
اور مقدار خاص سب ہئیت مجموعی سے وجہ شبہ ہین اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا
شعر رنجک ہی بہ مشق اڑایا کرے ہے برق - گولی ہی ڈھالتا ہے سحاب تگرگ بار
مصرع اول مین رنجک اور برق دونون مفرد ہین اور اسی طرح سے مصرع ثانی مین
گولی اور تگرگ لیکن اول مین روشنی اور دفعتہً چمکنا اور پھر بعد اسکے جاتی رہنا اور اسکا
انعکاس فضا مین اور اس سے دیکھنے والون کی آنکھون کا جھپکنا پانچ چیزین مرکب
ہو کر وجہ شبہ واقع ہوئی ہین اور دوسرے مین مدور ہونا اور مقدار مخصوص فقط دو
چیزین قسم دوسری یہ ہے کہ دونون مرکب ہون مثلاً لڑائی مین غبار کا بلند ہونا

اور اسمین شمشیرون کا چمکنا مشبہ ہوا اور شب تاریک اور اسمین دمبدم ساقط ہونا شہاب
ثاقب کا مشبہ بہ یہ دونون مرکب ہین اور ہر واحد سے ایک ہئیت مجموعی مشبہ بہ واقع
ہوئی ہی اور وجہ شبہ اسمین ایک کالی چیز کی جوانب و اطراف مین روشن چیزون
دراز اور پراگندہ کا حرکت کرنا یا معشوق صبیح کا رقص کرنا اور اسکا کبھی آگے بڑھنا اور
کبھی پیچھے ہٹنا اور ہاتھ دراز کرنا اور چکھیری لینا اور سمٹ کر بیٹھ جانا مشبہ اور آفتاب
کا عکس دریا مین اور پانی کی حرکت مضطربہ سے اسکا کبھی آگے جانا اور کبھی پیچھے
آنا اور کبھی دراز ہو جانا اور سمٹنا اسطرح کہ پھر وہ قرص سالم معلوم ہونے لگے اور کبھی
پھیلنا مشبہ بہ ہوا اسمین ایک شے روشن کا کسی شے صاف مین نمودار ہونا حرکات مختلفہ
کے ساتھ وجہ شبہ ہے یہ مضمون شعر مین اسطرح سے موزون ہے شعر رقص مین وہ
مہروش ہے اسطرح جلوہ گر + جیسے آب موج زن مین عکس ہو خورشید کا + اسی
قبیل سے ہین یہ اشعار سودا کے شعر یون منعکس صفائی عمارت سے ہو چمن + جو ایک رو
مکان ہو سو معلوم ہو دو رو + چادر تلے ہو آب کے یون سنگ آبشار + چین بر جبین
نقاب تلے جون رخ نکو + پانی کی چادر اور سنگ اور کھدا ہوا ہونا سنگ کا مجموع مشبہ
ہی اور نقاب اور چین جبین اور رخ معشوق مشبہ بہ اور وجہ شبہ ظاہر ہی شعر یون جلوہ گر
ہو سرو کا سایہ کہ جسطرح + کوئی سیاہ مست پڑا ہو کنار جو + یہ نسمجھا جاوے کہ مصرع اول مین
اس شعر کے سایہ سرو مشبہ مفرد ہی بلکہ ازبس اسکا جلوہ گر ہونا حوض پر منظور ہے چنانچہ
ان چند شعر کا حوض کی تعریف کے تحت مین وارد ہونا قرینہ تو یہ ہے پس وہ مرکب
ہے ایضاً بخشی ہے گل نور کو رنگ آمیزی + پوشش حسیں قلم کار بہر دشت و جبل +
تار بارش مین پروتے ہین گہر ہاے تگرگ + ہار پہنائے کو اشجار کے ہر سو بادل +

آب جو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہی + خط گلزار رکھے صفحہ پہ طلائی جدول + ان اشعار مین
مشبہ اور مشبہ بہ اور وجہ شبہ کا مرکب حسی ہونا متامل پر ظاہر ہی قسم تیسری یہ ہی کہ مشبہ مفرد
حسی اور مشبہ بہ مرکب حسی ہو جیسے آفتاب کو ایسے آئینہ سے تشبیہ دیوین کہ رعشہ دار ہاتھ
مین آفتاب مفرد اور آئینہ کا دست رعشہ دار مین ہونا مرکب ہے اور ایسی ہیئات
کہ گول ہونے اور روشنی اور حرکت سریع سے حاصل ہوئی ہی اسمین وجہ شبہ ہے
اور حرکت کا ہونا مشبہ یعنی آفتاب مین ظاہر ہے مثال اُسکی یہ شعر ہی شعر ہی چشم اُسکی
یا گل نرگس ہے باغ مین + ہی زلف اُسکی یا کہین آتش پہ ہی دخان چشم اور زلف
مفرد ہی اور نرگس کا باغ مین ہونا اور دھوین کا آگ پر ہونا مرکب اور وجہ شبہ
اسمین ہے ہونا ایک شے خرد مدور کا ایسی فضا مین کہ وہان طراوت اور شگفتگی ہو اور
ہونا ایک شے سیاہ اور دراز اور پیچیدہ کا ایک شے روشن پر قسم چوتھی کہ مشبہ مرکب
اور مشبہ بہ مفرد ہو اسکی مثال ہی یہ شعر سودا کا شعر شاخ مین گل کی نزاکت پہ سیم ہو گیا ہے
شمع شان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگل + شاخ گل کی مرکب ہے باعتبار شاخ اور گل کے
اور شمع مفرد ہی اور اسمین وجہ شبہ ہے ہونا ایک شی کا راست اور دراز اور اُسکے
سر پر ایک شے سرخ کا نصب ہونا پوشیدہ نہ رہے کہ وجہ شبہ مرکب حسی مین سے نادر
اور بدیع وہ ہی کہ تشبیہ ایسی ہئیت مین واقع ہووے کہ اُسمین حرکات ہون اور یہ
دو طرح پہ ہی کہ ساتھ حرکتون کے بعضے اوصاف جسم کے اور بھی شامل ہون جیسے شکل
مستدیر اور مستطیل اور عریض اور جیسے لون سرخ یا سفید مشرق یا سیاہ وغیرہ
اسکی مثال قسم دوسری یعنی اُس وجہ شبہ مین کہ مشبہ اور مشبہ بہ دونون مرکب ہون
بیان ہو چکی دوسری یہ ہے کہ فقط حرکت ہو اور اوصاف جسم کے اسکے

ساتھ ہون اس صورت مین ترکیب جب مقصود ہے کہ حرکتین مختلف ہو جائین مثلاً کسی شے
کا حرکت کرنا کبھی بطرف چپ کے اور کبھی بطرف بالا کے اور کبھی بطرف بائین کے
مثلاً رقص کی حرکتون کو تشبیہ دیجاوے شاخون کی ہوا سے متحرک ہونے کے
ساتھ اور جسکی حرکتون اتحاد ہو اسمین ترکیب نہین ہو سکتی جیسے حرکت
چکی اور دولاب کی اور تیر کی حرکت فقط اوپر جانے کی یا نیچے آنے کی اور
اگر دونون حرکت بالا اور پست کو اعتبار کرین ترکیب ممکن ہے اور جیسی حرکتون کی
ہیئت مین ترکیب واقع ہوتی ہے چنانچہ معلوم ہوا اسی طرح کبھی سکون کا ہیئت مین بھی
ترکیب واقع ہوتی ہے مثلاً کتے کا بیٹھنا مشبہ ہو اور گوارون کا آگ کے تاپنے کے
واسطے بیٹھنا مشبہ بہ اسمین کئی سکون واقع ہوئے کسواسطے کہ بیٹھنے مین کئی کے
ہر عضو کا ایک موضع علیحدہ ہوتا ہے اور ایسے ہی آگ کے تاپنے کے واسطے بیٹھنا گوارون
کا کہ انکے دونون پانون آگے پھیلے ہوئے اور موضع سرین اُس سے تفاوت کے
ساتھ یہ کئی سکون مجتمع ہوئے ہین وجہ شبہ و مرکب عقلی جیسے فائدہ مند نہونا بڑی
قطع کرنے والی چیز سے باوجود متحمل ہونے مصائب اور کھینچنے تعب کے عالم بے عمل کی
تشبیہ مین ایسے گدھے سے کہ اُسپر کتابین لادا کرتے ہون معلوم کیا چاہیے کہ وجہ شبہ
جب مرکب بمنزلہ واحد کے ہو اس صورت مین چاہیے کہ کوئی جزو اُسکا ترک نہ کرین
اور سارے اجزا مین مشبہ کو مشبہ بہ سے تشبیہ ہو اور اگر ایسا نہوگا تو تشبیہ مین غلطی
واقع ہوگی جیسے وجہ شبہ مرکب کی دوسری قسم مین مذکور ہوا اور وہان غور کرین تاکہ
خوب ذہن نشین ہو جاوے یہان تک تمام ہو چکا بیان وجہ شبہ مرکب حسی کا - وجہ شبہ متعدد
تین قسم پر ہے ایک قسم یہ ہے کہ وہ وجہین حسی ہون جیسے رخسار اور گل کی تشبیہ مین سرخی

رنگ کی اور ملایمت اور زلف اور سنبل کی تشبیہ مین شاخ کی درازی و باریکی اور
پیچیدگی اور ساغر اور آفتاب کی تشبیہ مین مدور ہونا اور روشنی اور گردش ۲ دوسری قسم
یہ ہے کہ وہ سب عقلی ہون جیسے شعر سودا مین شعر بسان دانہ روئیدہ ایکبار گرہ جو کھلی جو
کام سے میرے پڑی ہزار گرہ - وجہ شبہ اسمین تدریجاً آسان ہونا ایک امر کا پہلی دفعہ
اور بعد اسکے زیادہ تر ہوجانا یہ دو امر ہین علیحدہ اپنے کام کے دونون حال کو دانہ کے
دونون حال سے جدا جدا تشبیہ دی ہے تو مجموع کو مجموع سے چنانچہ کرنے والون پر مخفی نہین
ہے تیسری قسم یہ ہے کہ بعضے اُنمین سے حسی ہون اور بعضے عقلی شعر سودا کا شعر یادہ معجون
بہسی کی ڈبیان دونون - آتی ہے جہان مین جھپڑے سے تشبیہ روح ملک + پستان کو
معجون بہسی کی ڈبیا سے تشبیہ دی ہے اور وجہ شبہ اسمین کئی چیزین ہین ایک مدور
ہونا اور دوسرے اُبھرا ہوا ہونا یہ دو امر حسی ہین اور رغبت دلانا مرد کو عورت
کی یہ امر عقلی ہے شعر آفتاب صبح محشر داغ پر دل کے مرے + حکم رکھتا ہے طبیعو مرہم
کافور کا - اسمین وجہ شبہ سفیدی رنگ کی اور راحت کا پہونچانا پہلا امر حسی ہے
اور دوسرا عقلی اور شاید [illegible] ہونے کو بھی دخل ہو کسواسطے کہ جیسے مرہم داغ
پر رکھتے ہین ویسا ہی مدور تراش کر رکھا کرتے ہین اس صورت مین دو امر حسی ہووے
اور ایک امر عقلی دانشمندان خبیر پر ظاہر ہے کہ عادت اہل بلاغت کی اسطرح پر جاری
ہوئی ہے کہ کبھی دو شے کو ایک دوسرے کی ضد ہو آپسمین تشبیہ دیتے ہین اور وہ معنی
کہ مشبہ مین موجود ہین اُسکو وجہ شبہ لیتے ہین اور مقصود اُس سے وہ معنی ہوتے ہین
کہ مشبہ مین ہے نہ وہ معنی کہ جسکو ظاہرا وجہ شبہ کیا ہے اور اسکو وجہ شبہ کرنا اس سبب سے ہے کہ
بطریق استہزا کے مشہور الیا ہے کہ یہ معنی مشبہ مین بھی ہے اور حالانکہ نقیض اس امر مین

اُسکے اندر نہین ہے مثلاً نامرد کو کہین کہ شیر ہے یا رستم ہے اور بخیل کو کہین کہ حاتم ہے پس وجہ شبہ اس جگہ جرات اور بخشش ہے از روے اعتبار کے نہ از روے نفس الامر کے اور وہ ضدیت کہ اُن دونون مین ہے اس جگہ بمنزلہ تناسب کے ہے نہ خود وجہ شبہ کسواسطے کہ جب ہم کہینگے کسی نامرد کو کہ وہ شیر کے مانند ہے یا بخیل کو کہ وہ حاتم کے مانند ہے اور ارادہ کرینگے کہ وجہ شبہ کو بھی ظاہر کرین تو یہ نہ کہینگے کہ تضاد مین بلکہ یون کہینگے کہ جرات مین یا بخشش مین

فرع تیسری حرف تشبیہ کے بیان مین

حرف تشبیہ کے ہین مانند اور مثل اور ہندی جیون اور جیسے اور سوا اسکے

فرع چوتھی غرض تشبیہ کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ تشبیہ کی غرض اکثر مشبہ کی طرف راجع ہوتی ہے یعنی اکثر تشبیہ غرض یہ ہوتی ہے کہ مشبہ کا حسن یا قبح یا اور امر بیان کیا جاوے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ غرض مشبہ بہ کی طرف راجع ہوتی ہے قسم پہلی کی قسم یہ ہے اول یہ کہ غرض تشبیہ سے بیان اس امر کا ہو کہ مشبہ کا وجود ممکن ہے اور یہ اُس جاے ہوتا ہے کہ جس جگہ مین اسکے ممتنع ہونیکا دعوی کر سکتے ہون اسکی مثال یہ دو شعر شیخ ابراہیم ذوق سلمہ اللہ تعالے کے ہین شعر تجھسے دیکھا سبکو اور تجھکو نہ دیکھا جون نگاہ + تو رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا + علم ہے کچھ اور شے اور آدمیت اور شے - کتنا توتے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا + پہلے شعر مین یہ دعوے کیا ہے کہ معشوق باوجود آنکھون مین ہونے کے آنکھون سے پوشیدہ ہے اور اس جاے مین یون کہہ سکتے ہین کہ یہ امر ممتنع ہے کیونکہ جو شے آنکھون سے ایسی قریب ہو کہ خود آنکھون مین رہے

یہ بعید ہے کہ وہ دکھائی نہ دے جب نگاہ سے اسکو تشبیہ دی وہ دعوے ثابت اور اسکا امکان معلوم ہوگیا اور دوسرے شعر مین یہ دعوے کیا کہ آدمیت کا حاصل ہونا علم کی تحصیل پر موقوف نہین اور اس جگہ بھی یہ کہ سکتے ہین کہ امر ممتنع ہے کسو واسطے کہ علم ہی سے آدمیت حاصل ہوتی ہے جب توتے سے تشبیہ واقع ہوئی ثابت ہوگیا کہ یہ امر ممکن ہے شعر زبان پیدا کردن جون آسیا سینہ مین پیکان سے + دہن کا ذکر کیا یان سرہی غائب ہے گریبان سے + ظاہر ایہ امر ممتنع ہے کہ جسکا گریبان کے پاس سے کٹ گیا ہو وہ شخص سینہ مین پیکان کی زبان بنا کر گویائی پر قادر ہو جاے پس امکان اسکا آسیا کی تشبیہ سے ثابت ہوگیا کسو واسطے کہ آسیا کے بیچ کے حلقہ کو گریبان سے تشبیہ ہے اور دہان سے اسکے اوپر ایسی چیز نہین ہوتی کہ مشابہت سر سے رکھتی ہو گویا گریبان کے پاس سے اسکا سر کٹا ہوا ہے اور اسکے سینہ یعنے بیچ مین لوہے کی ایک کیل ہوتی ہو اسکے سبب وہ پھرتی ہے اور اس سے آواز نکلتی ہے اس شعر مین کمال بلاغت ہے اور اسکا حال متامل پر ظاہر دوسرا یہ کہ مشبہ کا حال بیان کرنا مقصود ہو جیسے ایک کپڑے کو دوسرے کپڑے سے سیاہی یا سفیدی مین مثلاً تشبیہ دیجادے اور اس قسم کے اندر مشبہ بہ مین وجہ شبہ بہت ظاہر اور مشہور چاہیے تاکہ حال مشبہ کا خوب واضح ہو جاے مثال اسکی شعر سودا کا ہے آسمان کی مذمت مین شعر کہا ہے سر غرور کو جون نیزہ سر بلند + جون جادہ خاکسار کو دے ہے زمین پہ ڈال + سر غرور کی سر بلند رکھنے کا حال اور خاکسار کے زمین پر ڈالنے کا حال نیزہ اور جادہ کی تشبیہ سے واضح ہوگیا تیسرے یہ کہ مشبہ کے حال کی مقدار کا بیان کرنا مقصود ہو کی تشبیہ سے واضح ہو گیا تیسرے یہ کہ مشبہ کے حال کی مقدار کا

بیان کرنا مقصود ہو کمی اور زیادتی اور قوت اور ضعف مین مثلاً کالے کپڑے کو زاغ
کے پر سے تشبیہ دیوین سیاہی کی شدت مین یا سفید کپڑے کو برف سے اور دہن معشوق
کو ذرہ سے کمی مین اور زلف کو عمر خضر سے درازی کی زیادتی مین اور چوتھے یہ کہ
تشبیہ دینے سے غرض یہ کہ مشبہ کا حال سننے والے کے دلنشین کرے مثلاً سعی
بیفائدہ کو پانی پکھچی ہوئی لکیر سے تشبیہ دیوین چونکہ بیفائدہ ہونا اور جلد مٹنا اُس
لکیر کا ظاہر ہے ہرگاہ شعی کو اُس سے تشبیہ دین اسکا بیفائدہ ہونا ذہن مین خوب
متمکن ہوجائیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کا نفس بہ نسبت عقلی کے حسی کی طرف
بہت مائل ہوتا ہے اور اسی قبیل سے ہے کسی شخص کے اقرار واثق کے حق مین کہنا کہ یہ بات
پتھر کی لکیر ہے اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا شعر نہین ہون طالب رزق آسمان
سے کہ مجھے + یقین ہے کاسہ واژون مین کچھ نہین ہوتا + آسمان کا نعمت سے خالی
ہونا کاسۂ واژون کی تشبیہ دلنشین ہوگیا پانچوین یہ کہ مشبہ کی زینت منظور ہو
سننے والے کی نظر مین یا برائی اور زشتی اُسکی اول جیسے دانتون کی تشبیہ
موتی سے اور لب کی یاقوت سے اور دوسرے جیسے بدصورت کی تشبیہ دیو سے
چھٹے یہ کہ مشبہ کا نادر اور طرفہ ہونا ثابت ہووے یا مشبہ کی ایسی صورت بیان کیجاوے
کہ موافق عادت کے محال ہو مثلاً کوئلے بعضے افروختہ اور بعضے غیر افروختہ ہون اُنکو
مشک کے دریا سے تشبیہ دین کہ اُسکی موج سونے کی ہو ایسا دریا از روے
عادت کے محال ہے یہ شعر سودا کا شعر چہرۂ مہروش ہے ایک سنبل شبگفام دو حسن
بتان کے دور مین ہے سحر ایک شام دو + دو شام مین ایک سحر کا ہونا طرفہ اور نادر ہے
اور یہ بھی تشبیہ خیالی اور وہمی مین پایا جاتا ہے چنانچہ اہل فہم پر ظاہر ہے

معلوم کیا چاہیے کہ مشبہ کا نادر اور طرفہ ہونا دو طرح سے ہوتا ہے ایک تو یہ کہ مشبہ بہ جسکے
واسطے سے مشبہ نادر اور طرفہ ہو جاتا ہی فی نفسہ نادر اور طرفہ ہو جیسے مشک کا دریا کہ اس
مین سونے کی بیج ہو چنانچہ پہلے بیان ہوا اور دوسرا یہ کی فی نفسہ نادر اور طرفہ
نہین بلکہ جسوقت مشبہ حاضر ہوا اسوقت اسکی ندرت اور طرفگی متحقق ہو اور
ظاہر ہی کہ جب مشبہ بہ نادر اور طرفہ ہو خواہ اسطرح سے ہو خواہ اسطرح سے مشبہ بھی طرفگی
اور ندرت پیدا کریگا مثال دونون قسم کی یہ دو شعر میرزا رفیع السودا کے ہین شعر
فندق پا لگی نیتے کہ نہ دیکھا ہوگا + سرو کی بیج سے پھولا گل اورنگ اتبک +
زلف یون بکھری ہوئی چہرہ پہ مانگے تھی دل + جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک +
سرو کی بیج سے گل اورنگ کا کھلنا فی نفسہ نادر اور طرفہ ہے اور دو لڑکون کا ایک
کھلونے پر ہٹ کرنا فی نفسہ کچھ نادر نہین لیکن جب زلفون کے دل مانگنے کا اور دو
لڑکون کے ایک کھلونے پر ہٹ کرنے کا تصور ہوا دو صورتین بقاعدہ کے متصل
ہونے سے ایک ندرت حاصل ہو گئی جاننا چاہیے کہ جب غرض تشبیہ کی ہو یہ ہو کہ
مشبہ ممکن ہونا یا اسکا حال بیان کیا جاوے تو چاہیے کہ مشبہ وجہ شبہ کے ساتھ
بہت مشہور ہو تا کہ مشبہ کے ممکن ہونے پر دلیل ہو یا اسکے حال پر اس سے آگاہی ہو
اور جب غرض یہ ہووے کہ اسکے حال کی مقدار بیان ہو تو چاہیے کہ مقدار مشبہ کی
حال کی مشبہ بہ کے حال کے برابر ہو نہ کم نہ زیادہ تا کہ مشبہ حال کی مقدار جیسی ہے
ویسی ہی معین کیجاے اور جس جگہ مشبہ کے حال کو خاطر نشین سننے والے کی
کرنا منظور ہو وہان چاہیے کہ وجہ شبہ اکمل اور اشہر ہوئے کسواسطے کہ طبیعت
کامل اور مشہور کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہی اور جبکہ تشبیہ سے زینت یا نشتی یا نادر

اور طرفہ ہو مشبہ کا مقصود ہو وہان نہ اکمل ہونا وجہ شبہ کا لازم ہی نہ سب مشہور ہونا کہ اسواسطے
کہ مثلاً ہندی کے چہرہ کو کہ بہت سیاہ ہو آہو کی آنکھ سے تشبیہ دینا زینت کے
واسطے صحیح ہے باوجودیکہ نہ سیاہی ہرن کی آنکھ مین کامل ہے اور نہ ہندی کے
چہرہ کی سیاہی کی بہ نسبت مشہور زیادہ ہی اور ایسی ہی تشبیہ دینا اسطرح کے چہرہ کو کہ
داغ چیچک اسپر بہت ہون ایسے سرگین سے کہ اسمین جا بجا کسی جانور کے ٹھونگے
مارنے کے سبب سے سوراخ پڑگئے ہون جو نسبت کہ ان دونون مین مشترک ہے نہ وہ
سرگین مین اکمل ہے اور نہ سرگین اس ہئیت کے ساتھ بہ نسبت چیچک والے چہرہ
کے مشہور ہی زیادہ ہی اور جسقدر مشبہ بہ مخفی تر اور نادر تر ہو وے اسی قدر تشبیہ
کی ندرت اور طرفہ ہونے کی غرض زیادہ حاصل ہوگی اور حدائق البلاغت کے مصنف سے
تعجب ہے کہ انھین تین چیزون مین وجہ شبہ کے اکمل اور اشہر ہونے کو واجب لکھا ہے
واللہ اعلم بالصواب بہرکیف یہ بیان ان قسمون کا تھا کہ جنمین غرض تشبیہ کی مشبہ کی طرف
راجع ہوتی ہی صنف دوسری یعنی تشبیہ کی غرض کا مشبہ بہ کی طرف راجع ہونا یہ دو طرح ہے
اول یہ ہے کہ جس چیز مین وجہ شبہ ناقص ہو اسی کو مشبہ بہ کرین اور اس سے
اس امر کا ادعا مقصود ہو کہ وہ ناقص کامل ہو جیسے اس شعر مین سودا کے
شعر آئینہ خانہ اسمین ہوا ایسا کہ ایک بت + موزون نہ اس صفا سے گلستان
مین ہو کبھو + گلستان اس شعر مین بمعنے مشہور کے ہے حاصل یہ ہی کہ صفائی آئینہ
خانہ مین بہ نسبت بیت شعر کے اکمل ہے اور بنا برادعا کے بیت کی صفائی کو کامل قرار
دیا ہی اسکا ادعا اس بات کا ہے کہ بیت کی صفائی اس مرتبہ مین ہے کہ آئینہ خانہ
کو اس سے تشبیہ دے سکتے ہین اور اسی طرح سے ماہ اور آفتاب اور گل کے رخسار

اور سنبل کی زلف اور نرگس کی چشم سے مثلاً تشبیہ دیتی اور دوسرے یہ کہ جسکی طرف
زیادہ اہتمام ہو اُسے مشبہ بہ کرین اور غرض تشبیہ کی یہان اُس اہتمام کا بیان کرنا ہے مثلاً
ہلال عید کو روٹی کے ٹکڑے سے تشبیہ دین اسکو اظہار المطلوب کہتے ہین جیسے میرزا
رفیع السودا کے ان شعرون مین کہ آسمان کی مذمت مین کہتے ہین اشعار ہاتھ سے
قسمت کے اسکے جگ مین پیش خاص و عام + حال روشن دل کریون مطلع ثانی
بیان + ماہ کی خاطر مقرر وقت شب ہے ایک نان + پر جو یہ چاہے سدا ساری وہ ہو دو
سو کہان + یک لب نان کے لیے حیران ہوتے شہر شہر + مثل ماہ نو پڑے پھرتے
ہین عالی ہمتان + پوشیدہ نہ رہے کہ تشبیہ اس جاے مین متحقق ہوتی ہے کہ مشبہ
باعتبار وجہ شبہ کے مشبہ سے کامل تر ہو خواہ از روی ادعا کے اور جہان وجہ شبہ
مین مشبہ اور مشبہ بہ دونون کا برابر ہونا مراد ہو اور یہ مقصود نہو کہ ایک زاید ہو اور دوسرا
ناقص عام ہے اس سے زیادتی اور کمی پائی جاوے یا نہ پائی جاوے بہتر یہ ہے کہ وہان تشبیہ
کو ترک کرین کیونکہ تشبیہ مین ایک کی زیادتی اور ایک کے نقصان کا قصد ہوتا ہے
اور جہان دونون کے مساوات کا قصد ہو اسکو تشابہ کہتے ہین یعنے یہ اُس کے
مشابہ ہے اور وہ اُسکے کیونکہ تشابہ تفاعل کے وزن پر ہے اور یہ اشتراک کے
واسطے موضوع ہے مثال اسکی چنانچہ سودا کہتا ہے اشعار جسکے تو پاس نہ ہو وے
تو اُسے عالم مین + مجلس و شادی و تنہائی و غم چار دن ایک + کر دیا پل مین
گردش نے ترے آنکھون کے + مسجد و میکدہ و دیر و حرم چار دن ایک + اس جاے
مین تشبیہ مجلس کی تنہائی سے اور شادی کی غم سے منظور نہین اور
اسی طرح دوسرے شعر مین بلکہ دونون چیزون مین مساوات مقصود ہے اسکے

ان دونون شعرون مین زیادہ تر واضح ہو اشعار ترے روے عرق آلودہ اور کانون کے موتی کا + بیان کیا کیجئے ہے لطف دونون مین برابر کا + گہر ہے تیرے کانون مین

دیا قطرہ عرق کا ہے + یہ ہے قطرہ عرق کا یا کہ ہی دانہ گوہر کا۔

فرع پانچوین تشبیہ کی قسمون کے بیان مین

معلوم کیا چاہیئے کہ تشبیہ از بسکہ باعتبار مشبہ اور مشبہ بہ اور وجہ اور غرض کے کئی نوع پر ہے اسواسطے انواع تشبیہ کی چند شعبون مین بیان کیجاتی ہین شعبہ پہلا تشبیہ کی تقسیم مین باعتبار مشبہ اور مشبہ بہ کے اور وہ کئی قسم ہے ایک یہ کہ مشبہ اور مشبہ بہ دونون مفرد ہون اور ان دونون مین کوئی قید نہ لگی ہو جیسے تشبیہ رخسار کی گل سے اور شجاع کی شیر سے اور علم کی نور سے دوسری یہ کہ وہ دونون مفرد ہون اور کچھ قید ان دونون کے ساتھ بھی ہو جیسے سعی بیفائدہ کی تشبیہ نقش بر روی آب سے مشبہ مین بیفائدہ کی اور مشبہ بہ مین روے آب کی قید ہے تیسرے یہ کہ ایک ان دونون مین سے مفرد غیر مقید ہو اور ایک مفرد مقید خواہ اول مقید اور دوسرا غیر مقید اور خواہ دوسرا مقید اور اول غیر مقید مثلاً تشبیہ شرار جستہ کی شمشیر سے چوتھے یہ کہ دونون شریک ہون اسکی مثال وجہ شبہ مرکب کی بحث مین ہو چکی اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا شعر ہر گل رنگ حنا یون عرق دے ہے بہار + لالہ زار اوپر ہو شبنم جسطرح گوہر فشان + یہ شعر گھوڑے کی تعریف مین واقع ہوا ہے یعنے رنگ حنا کے جو گل اسکے بدن پر ہین انپر عرق اسطرح سے زیبا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے لالہ زار پر شبنم رنگ حنا کے گل مع قطرات عرق کی تشبیہ مین اور لالہ زار مع شبنم کے مشبہ بہ پانچوین یہ کہ ایک مفرد ہو اور دوسرا مرکب

مثلاً صراحی کی تشبیہ ایسے کبک سے کہ خون اُسکی منقار سے لگا ہو اور اُسکے لب سے نالۂ
کبوتر نکلتا ہو اور جیسے اس شعر مین شعر نہ کر ساقی مجھے مائل کہ مینا میری نظرون مین
لگے ہے مثل خاکستر کہ اُسمین آگ پنہان ہے ۔ چھٹی یہ کہ دونون متعدد ہون ۔
اور یہ چند قسم ہے اول یہ کہ کئی مشبہ ایک جا مذکور کرین اور بعد اُسکے کئی مشبہ
بہ چنانچہ میان نصیر غفر اللہ لہ کے شعر مین ہے شعر نہا کے افشان جبین پر نچوڑو
زلفون کو بعد اُسکے + دکھاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
ہنسے ہے کوٹھے پہ یوسف اپنے مین زیر دیوار رو رہا ہون + عزیزو دیکھو مری
نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران + اور اس شعر مین سودا کے شعر خرد و بزرگ
دہر مین نسبت جام و شیشہ جان + بادہ اُنھون مین ایک ہے گو کہ ہوئے
نام دو + اس قسم کو ملفوف کہتے ہین کسواسطے کہ لف بمعنے پیچیدہ کرنے
کے ہے اور اسمین کئی مشبہ اور کئی مشبہ بہ باہم پیچیدہ ہوتے ہین دوسری یہ ہے
کہ ایک مشبہ مشبہ بہ باہم ذکر کرین اور بعد اُسکے ایک اور مشبہ و مشبہ بہ مذکور کرین
علی ہذا القیاس شعر زلف سنبل رخ ہے گل اور چشم ہا دام سیاہ + قد ہے سرو بوستان
لب ہے یاقوت یمن + ساتوین یہ کہ ایک واحد ہو اور دوسرا متعدد یہ دو قسم ہے
پہلی قسم یہ کہ مشبہ واحد ہو اور مشبہ بہ متعدد چنانچہ سودا کی شعر مین شعر سمور و قاقم و
سنجاب ہے سرما مین منعم کو + رکھیں ہین آسرا اسکین دلیخ و لنگ آتش کا + آتش کی
اُن چند چیزون سے تشبیہ منظور ہے کسواسطے کہ اس شعر کے معنی یہ ہین کہ اگر منعم کے پاس
وہ اشیاء نفیس اور گرم موجود ہین غریب کو آگ ہی مثل اُن چیزون کے ہے
ایضاً شعر اس چشم خون چکان کا احوال کیا کہون مین + گر زخم ہے تو یہ ہے ناسور ہے

تو یہ ہو۔ اس قسم کو تشبیہ جمع کہتے ہین دوسری قسم یہ کہ مشبہ متعدد اور مشبہ بہ واحد ہو اسکی مثال یہ شعر سودا کا ہے شعر دل کو میان خط و زلف تو جو رکھے ہے عدل ہے ایک یہ مرغ ناتوان جسکے لیے ہین دام دو۔ مشبہ یعنی خط و زلف دو چیزین ہین اور مشبہ بہ یعنے دام ایک چیز ہے اس قسم کو تشبیہ تسویہ کہتے ہین دوسرا شعبہ تقسیم مین تشبیہ کے باعتبار وجہ شبہ کے اور قسمین تشبیہ کی اس اعتبار سے چھ ہوتی ہین تمثیل غیر تمثیل مجمل مفصل قریب بعید تشبیہ تمثیل وہ ہے کہ وجہ شبہ اسمین کئی چیز سے حاصل ہوئی ہو اسکی مثالین وجہ شبہ مرکب مین بہت بیان ہوئین اور سکاکی نے کہا ہے کہ تمثیل وہ تشبیہ ہے کہ جسمین وجہ شبہ کئی امور سے حاصل ہوئی ہو اور وصف حقیقی نہو یعنی وہ متوہم جیسے عالم بے عمل کی تشبیہ مین ایسے گدھے سے کہ اسپر کتابین لادی ہون وجہ شبہ بے فائدہ مند نہوتا بڑے نفع کی چیز سے باوجود متحمل ہونے مصائب کے اور کھینچے تعب کے یہ امر ایک وصف ہے مرکب کئی چیز سے ہے اور حقیقی نہین ہے بلکہ توہم کیا گیا ہے اس صورت مین یہ تفسیر خاص ہوئی اور پہلے عام اور شیخ عبد القادر جرجانی نے کتاب اسرار البلاغت مین لکھا ہے کہ تمثیل وہ تشبیہ ہے کہ جسمین وجہ شبہ مرکب ہو جسوقت وجہ شبہ عقلی نہوگی اسکو یہ کہین گے وہ تشبیہ کو متضمن ہے اور اسکو تمثیل اور ضرب المثل نہ کہینگے اور جبکہ عقلی ہوگی اسوقت اسپر اطلاق کرنا تمثیل کا درست ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسمین تشبیہ مین وجہ شبہ مرکب حسی ہو اسکو تمثیل کہنا نہ چاہیئے تمثیل وہی ہے کہ جسمین وجہ شبہ عقلی ہو پس اس شعر مین شعر دلا ٹپرودہ کھا دے ماتگ اس رشک مسیحا کی۔ مجھے یا کوٹ دے ہیرا کھرل مین سنگ موسیٰ کی

بقول شیخ کے تمثیل نہین ہے کسواسطے کہ اِس شعر مین مابین ایک سیاہ کی سفید چیز براق کا معاملا ہونا وجہ شبہ ہے اور یہ امر مرکب حسی ہی اور از بسکہ یہ وصف حقیقی ہے سکاکی کے نزدیک بھی تمثیل نہین اور ان اشعار مین سودا کے شعر بلند ہمت اگر ہون نہ زیر چرخ ضعیف + ہلال عید ہو عالم کا کیونکہ روزہ کشا + جو ناتوان نہ کرین دستگیری دشمن + تو خار و خس نہ کرے شعلہ کو کبھو بر پا + فتادگی مین یہ عزت ہے دیکھ اے سرکش + کہ نیک و بدنے کیا نقش و پا کو راہ نما + سب کے نزدیک تمثیل ہی شیخ کے نزدیک باعتبار عقلی ہونے کے اور سکاکی کے نزدیک باعتبار غیر حقیقی ہونے کے اور جمہور کے نزدیک اسواسطے کہ اُنکی تعریف مین یہ قیود معتبر نہین بلکہ عام ہی اس سے کہ حسی ہو یا عقلی حقیقی ہو یا غیر حقیقی تشبیہ غیر تمثیل موافق جمہور کے یہ ہی کہ وجہ شبہ مرکب نہو اور سکاکی کے نزدیک یہ کہ وہ مرکب نہو یا وصف حقیقی ہو اور شیخ کے نزدیک یہ کہ مرکب عقلی نہو پس وہ عام ہی کہ واحد ہو یا متعدد یا مرکب حسی اور مثالین اسکی وجہ شبہ کی بحث سے متامل پر واضح ہونگی تشبیہ مجمل وہ تشبیہ ہے کہ جسمین وجہ شبہ مذکور نہو جیسے رُخسار اُسکا گل ہے یا مثل گل کے ہے اور تشبیہ مجمل کئی قسم ہی ایک یہ کہ وجہ شبہ اُسمین ابتدائے نظر مین سب پر ظاہر ہو جاوے مثل جرأت اور رنگ کے اس مثال مین کہ رخسار اُسکا گل ہے یا زید شیر ہی دوسرے یہ کہ وجہ شبہ پوشیدہ ہو اور سوا خواص کے اُسکو کوئی معلوم نہ کر سکے مثلاً نالہ کی تشبیہ چادر سیاہ سے یا تبسم کی برق سے اساتذہ فارس کے کلام سے نسبت سیاہی کی نالہ کی طرف مفہوم ہوتی ہے چنانچہ شیخ العارفین علی حزین طاب ثراہ کے ایک شعر مین نالہ مشکین پرند اور طالب آملی کے ایک شعر مین نالہ کو نیچے سیاہی مین غرق ہونا

دل کا اور ایک اور شعر مین تشبیہ نالہ کی شبدیز سے وارد ہی جو شخص دیکھا چاہے بہار عجم مین نالہ کے لفظ کے معنی مین دیکھ لے اور تبسم معشوق کا ازبسکہ بسبب شوخی کے واقع ہوتا ہے یا بسبب اسکے کہ تبسم مین دندان کی سفیدی اور چمک ظاہر ہو جاتی ہے اسواسطے اُسکو برق کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین اور یہ امور بجز خواص اور کوئی دریافت نہین کر سکتا تیسرے یہ کہ مشبہ اور مشبہ بہ مین سے کسی کا وصف مذکور نہوا اور وصف سے مراد وہ چیز ہے کہ وجہ شبہ پر اُس سے اشارہ ہو جیسے زید شیر ہے یا زید فاضل ہے شیر ہے پس فاضل ایسا وصف نہین ہے کہ اُس سے جرات پر اشارہ ہو چوتھے یہ کہ وصف مشبہ کا فقط مذکور کرین جیسے روے روشن مثل آفتاب کے ہے یا موے سیاہ مانند شب کے ہے روشن اور سیاہ دال ہے فروغ اور ظلمت پر کہ وجہ شبہ ہے پانچوین یہ کہ وصف مشبہ بہ کا فقط مذکور کرین جیسے چہرہ اُسکا مثل گل شگفتہ کے ہی چھٹے یہ کہ وصف دونون کا مذکور کرین جیسے روی منبسط اُسکا مانند گل شگفتہ کے ہے تشبیہ مفصل وہ تشبیہ ہے کہ وجہ شبہ یا وہ چیز کہ وجہ شبہ اُسکو لازم ہو اُسمین مذکور کرین مثال اول کی رخسارہ اُسکا شگفتگی مین گل کے مانند ہے اور زلف اُسکی سیاہی اور پیچیدگی مین مثل سنبل کے مثال دوسرے کی کلام فصیح شیرین مین مانند شہد کے ہے وجہ شبہ اسمین رغبت ہے اور وہ شیرینی کو لازم ہے تشبیہ قریب مبتذل کہ وہ عام مین بہت مستعمل ہوئی اور وہ یہ ہے کہ مشبہ سے مشبہ بہ کی طرف خیال جلد جاوے تشبیہ وجہ شبہ کے اظہر ہونے کی اور تشبیہ مبتذل کئی سبب سے ہوتی ہے ایک یہ ہے کہ وجہ شبہ واحد ہو جیسے سیاہی زنگی کی تشبیہ مین کوئلے سے یا سفیدی شہد کی

تشبیہ مین برف سے دوسرا یہ کہ مشبہ مشبہ بہ سے نسبت قریب رکھتا ہو جیسے بہی سیب سے
تیسرا یہ کہ مشبہ بہ اکثر ذہن مین گذرتا ہو جیسے زلف کی تشبیہ شب سے اور تشبیہ روے
محبوب کی آفتاب سے حاصل کلام کا یہ ہی کہ تشبیہ قریب وہ ہے کہ اسمین وجہ شبہ تفصیل
نہ رکھتی ہو اور اگر رکھتی ہو کم مثالین اول کی گذرین اور مثال دوسرے کی مثلاً
تشبیہ آفتاب کی آئینے سے گول اور روشن ہونے مین تشبیہ بعید غریب وہ تشبیہ
ہے کہ مشبہ سے مشبہ بہ کی طرف بعد فکر اور وقت کے ذہن منتقل ہو اور اسباب
بعید اور غریب ہونے کے بھی کئی ہین ایک یہ کہ وجہ شبہ متعدد یا مرکب ہو چنانچہ سابق
معلوم ہوا دوسرا یہ کہ مشبہ بہ کو مشبہ کے ساتھ نسبت بعید ہو جیسے ابر کو زاغ کے
ساتھ بجز سیاہی کے اور کچھ نسبت نہین تیسرا یہ کہ مشبہ بہ ذہن مین ندرت کے ساتھ
حاضر ہو جیسے وہمی اور خیالی ہین چنانچہ دانت غول کے اور نیزہ یاقوت کا اور
جاننا چاہیے کہ وجہ شبہ مین جسقدر ترکیب زیادہ ہوگی اُسقدر تشبیہ مین بعد اور
غرابت بھی زیادہ ہوگی اور تشبیہ بلیغ وہی ہے کہ بعید اور غریب ہو اور قریب اور
مبتذل مین چندان لطف نہو اور کبھی تشبیہ مبتذل اندک تصرف کرنے سے غریب
ہو جاتی ہے جیسے زلف کو بسبب دوش پر افتادہ ہونے کے شب دوش کہین اور
اگر تشبیہ مبتذل مین تصرف بطریق شرط کے ہو تو اسکو تشبیہ مشروط کہتے ہین مثلاً
یون کہین کہ تجھکو سرو کہہ سکتے ہین اگر سرو مین ماہ کا ثمر لگتا ہو یا تجھکو ماہ کہہ
سکتے ہین اگر ماہ مین سرو کا قد ہو تیسرا تشبیہ کی تقسیم مین باعتبار غرض
کے یہ دو قسم ہے ایک مقبول دوسرا مردود تشبیہ مقبول یہ ہے کہ غرض اس سے
اچھی طرح ظاہر ہو اور مردود وہ کہ ان امرون مین ناقص ہو چوتھا شبہ

تشبیہ کی تقسیم مین باعتبار ادات کے اور حرف تشبیہ کے جس تشبیہ مین حرف تشبیہ کے
مذکور نہون اُسکو موکد کہتے ہین اور جسمین مذکور ہون اُسکو مرسل اور موکد دو
طرح ہے ایک یہ کہ فقط حرف تشبیہ کے محذوف ہون جیسے رخسار گل ہے اور
دوسرے یہ ہے کہ حرف تشبیہ کو محذوف کرکے مشبہ بہ کی طرف اضافت کرین جیسے
گل رخسار اور تشبیہ مرسل جیسے رخسار اُسکا مانند گل کے ہے جب یہ بیان مفصل
معلوم ہوچکا اب سُنا چاہیے کہ تشبیہ آٹھ قسم سے خالی نہین ہوتی اول یہ کہ مشبہ
اور مشبہ بہ مذکور کرین اور وجہ شبہ اور حرف تشبیہ کو محذوف مثلاً زید شیر ہے
دوسرے یہ کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو بھی حذف کرین مثلاً کوئی پوچھے زید کون
ہے جواب دین کہ شیر ہے تیسرے یہ کہ فقط حرف تشبیہ کے حذف کرین مثلاً
زید شیر ہے شجاعت مین چوتھے یہ کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو بھی حذف کرین مثلاً
کوئی پوچھے زید کون ہے جواب دیا جاوے کہ شیر ہے جرأت مین پانچوین یہ کہ وجہ
شبہ کو حذف کرین مثلاً زید مانند شیر کے ہے چھٹے یہ کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو بھی
حذف کرین مثلاً زید مانند شیر کے ہی ساتوین یہ کہ چارون کو مذکور کرین جیسے زید
مانند شیر کے ہے جرأت مین آٹھوین یہ کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو حذف کرین
جیسے پوچھنے کے وقت جواب دین کہ مانند شیر کے ہی جرأت مین اور ان آٹھ
قسمون مین سے قسم پہلی یعنے ذکر مشبہ مشبہ بہ کا فقط اور قسم دوسری یعنے حذف
کرنا مشبہ کا بھی پوچھنے کے وقت اقوی ہے اور دو قسم پچھلی یعنے چارون کا ذکر
کرنا اور وقت پوچھنے کے مشبہ کا حذف کرنا اضعف ہے اور بیچ کی قسمین بین
بین ہین قوی اور ضعف مین وجہ شبہ اور حرف تشبیہ کے حذف کرنے مین

قوت کی وجہ یہ ہے کہ جسوقت حرف نون کو حذف کیا اور کہا کہ زید شیر ہے کرنے مین قوت کے
وجہ تشبیہ جرأت مین گویا زید کو بعینہ شیر فرض کرلیا اور جسوقت وجہ شبہ کو حذف کیا اور
کہا زید شیر ہے عمومیت حاصل ہوگئی پس جس تشبیہ مین ان دونون کو ترک کرینگے
دوست قوی ہوگی اور جسمین ان دونون مین سے کوئی مذکور ہوگا وہ بہ نسبت پہلے
کے ضعیف ہوگی اور جسمین دونون مذکور ہون گے وہ سب سے زیادہ ضعیف
ہوگی یہ جو کچھ تحریر ہوا پورا بیان ہے تشبیہ کے باب مین کہ حق جل وعلی کے تفضل سے
انصرام کو پہونچا اور شجرہ پہلا تمام ہوا

شجرہ دوسرا استعارہ کے بیان مین

ازانسبکہ استعارہ مجاز کی اقسام مین سے ایک قسم ہے اسواسطے لازم آیا کہ مجاز
اور حقیقت کی تعریف اول بیان کیجائے ہرچند علم بیان مین مقصد اصلی بحث مجاز
کی ہے اسواسطے کہ معنی واحد کا مختلف طریقون مین ادا کرنا مجاز مین ممکن ہے
نہ حقیقت مین لیکن عادت علما کی یون جاری ہوئی کہ حقیقت سے بحث کرتے
ہین اور حقیقت کو پہلے بیان کرتے ہین اسواسطے کہ حقیقت مین لفظ کو استعمال
کرتے ہین بیچ موضوع لہ کے اور مجاز مین لفظ استعمال کرتے ہین اُس معنی مین کہ موضوع لہ
نہین ہے پس حقیقت اصل ہے اور مجاز فرع اور اصل فرع پر مقدم ہوتی ہے حقیقت
وہ کلمہ ہے کہ جس معنے کے واسطے وضع کیا گیا ہو اُسی معنے مین اُسکو استعمال
کرین اور وہ وضع کرنا اُس اصطلاح مین ہو کہ جس اصطلاح مین کلام کرتے
ہین نہ اور اصطلاح مین اور وہ اصطلاح کہ اُسمین کلام کرتے ہین مثلاً اصطلاح
لغت کے یا شرع کے حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر اصطلاح لغت مین مثلاً کلام

کرتے ہین پس جو لفظ اسی اصطلاح کسی معنی کے واسطے بنایا گیا ہو اور اس معنی مین استعمال کرین وہ حقیقت ہے چنانچہ تفصیل اسکی آگے آتی ہے اب سننا چاہیئے کہ اس تعریف مین سے استعمال کی قید سے وہ لفظ نکل گیا کہ ابھی اس استعمال مین مستعمل نہین ہوا اسواسطے کہ جو لفظ ابھی اس اصطلاح مین مستعمل نہین ہوا اسکو نہ حقیقت کہتے ہین نہ مجاز اور وضع کی قید سے دو چیزون سے احتراز ہوا اول اس چیز سے کہ بھولے سے غیر موضوع لہ کے واسطے استعمال کی گئی ہو جیسے سامنے رکھی ہوئی کتاب کو کوئی شخص گھوڑا کہے پس گھوڑا اس محل مین معنے موضوع لہ کے غیر کے واسطے مستعمل ہوا وہ جیسے مجاز نہین ایسے حقیقت بھی نہین اور دوسرے اس مجاز سے کہ موضوع لہ مین استعمال نہین کیا گیا نہ اس اصطلاح مین کہ جسمین کلام کرتے ہین اور نہ دوسری اصطلاح مین مثلاً استعارہ اسد کا واسطے رجل شجاع کے اسد واسطے رجل کے کسی اصطلاح مین موضوع نہین ہے اور اگر کہین کہ اسد علم بیان مین رجل شجاع کے واسطے موضوع ہے باعتبار تاویل کے گو وضع باعتبار تحقیق کے نہین ہم کہتے ہین کہ لفظ وضع کا جب مطلق ہوتا ہے اس سے وضع تحقیقی سمجھی جاتی ہے نہ وضع تاویلی اور اس قید سے کہ جس اصطلاح مین کلام کرتے ہون احتراز ہوا اس مجاز سے کہ دوسری اصطلاح مین معنے موضوع لہ مین مستعمل ہوا ہو جیسے صلوۃ کہ شرع کے استعمال مین دعا کے معنے مین استعمال کرین لفظ اس معنی مین شرع کی اصطلاح مین حقیقت نہین ہے بلکہ مجاز ہے کسواسطے کہ شرع مین بمعنے نماز کے وضع کیا گیا ہے اور لغت مین دعا کے معنے مین موضوع ہے اور مجاز وہ کلمہ ہے کہ جس معنی کے واسطے وضع کیا گیا ہے

اُس معنی مین استعمال نہ کرین اور کوئی قرینہ ایسا قائم ہو کہ جس سے یہ معلوم ہووے
کہ وہ کلمہ معنی موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہے اور از بسکہ حقیقت مین وضع کا
ہونا مجاز مین نہونا معتبر ہے وضع کے معنی کا جاننا بھی ضرور ہے پوشیدہ نرہے
کہ وضع لفظ کی معین کرنا ہے لفظ کا کسی معنی پر دلالت کرنے کے واسطے بذاتہ
یعنی کسی قرینہ کے واسطے سے اُس معنی پر دلالت نہ کرے بلکہ خود بذاتہ دلالت
کرے بذاتہ کی قید سے وضع کی تعریف سے مجاز خارج ہو گیا اسواسطے کہ مجاز
معنی مراد پر بواسطہ قرینہ کے دلالت کرتا ہے اور معلوم کیا چاہیے کہ حقیقت بمعنی
ثابت ہونے والے کے ہے اور اُس کلمہ کو اپنے معنی موضوع لہ مین مستعمل ہو حقیقت اُس
واسطے کہتے ہین کہ وہ اپنے مکان اصلی مین ثابت اور مکان اصلی کلمہ کا وہ معنی ہے
کہ جسکے واسطے وہ لفظ بنایا گیا ہے اور مجاز مصدر میمی ہے بمعنے اسم فاعل کے
یعنی گذرنے والا اور اُس کلمہ کو کہ اپنے معنی موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہے مجازاً
اسواسطے کہتے ہین کہ اُسنے اپنے مکان کو چھوڑ دیا ہے جاننا چاہیے کہ حقیقت اور
مجاز دونون چار قسم ہین قسمین حقیقت کی حقیقت لغوی حقیقت شرعی حقیقت
عرفی خاص حقیقت عرفی عام یعنی کوئی لفظ اگر لغت مین کسی معنی کے واسطے
وضع کیا گیا ہے اُسکو حقیقت لغوی کہتے ہین اور اگر شرع مین وضع کیا گیا ہے اُسکو
حقیقت شرعی کہتے ہین اور اگر کسی خاص فرقہ کی اصطلاح مین وضع کیا گیا ہے
جیسے نحوی یا صرفی یا منطقی یا سوا انکے اُسکو حقیقت عرفی خاص کہتے ہین اور
اگر کسی خاص فرقہ کی اصطلاح مین وضع نہین کیا گیا بلکہ عام اُس لفظ سے وہ
معنی سمجھے ہین اُسکو حقیقت عرفی عام کہتے ہین اور اسی طرح سے قسمین مجاز کی

یعنی کلمہ اگر لغت کی اصطلاح مین اُسکے موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہے وہ مجاز لغوی ہے اور اگر شرع کی اصطلاح مین تھا ایک معنی کے واسطے اور استعمال کیا گیا کسی اور معنی مین وہ مجاز شرعی ہے اور اگر اصطلاح خاص مین کسی معنی کے واسطے موضوع تھا اور اُسکے غیر مین وہ مجاز ہوا وہ مجاز عرفی خاص ہے اور اگر عام کی اصطلاح مین موضوع تھا کسی اور معنی کے واسطے مستعمل ہوا اور معنی مین وہ مجاز عرفی عام ہے اُسکی مثال یہ ہے کہ شیر لغت مین جانور درندہ مشہور کے واسطے بنایا گیا ہے اس معنی مین استعمال کرنے کو حقیقت لغوی کہتے ہین اور بمعنی مرد بہادر کے استعمال کرنے کو مجاز لغوی اور لفظ صلوٰۃ کا شرع کی اصطلاح مین نماز کے واسطے موضوع ہے اور لغت مین بمعنے دعا کے شرع کی اصطلاح مین بمعنی نماز کے استعمال کرنا حقیقت شرعی ہے اور اُسی اصطلاح مین بمعنی دعا کے مجاز شرعی ہے اور لفظ فعل کا علم نحو مین موضوع ہے لفظ خاص کے واسطے یعنی ماضی اور مضارع اور امر اور نہی اور لغت مین بمعنی کرنے کے ہے پس نحو کی اصطلاح مین لفظ خاص کے معنی مین حقیقت عرفی خاص ہے اور کرنے کے معنی مین مجاز عرفی خاص اور لفظ دابہ کا عام کے نزدیک بمعنی چارپایہ کے ہے پس اس معنی مین حقیقت عرفی عام ہے اور بمعنے انسان کے مجاز عرفی عام جب یہ معلوم ہو گیا پس جاننا چاہیے کہ لفظ کو معنی مجاز مین استعمال کرنے کے واسطے کسی طرح کا علاقہ ضرور ہے کیونکہ اگر معنی حقیقی اور معنی مجازی مین کوئی علاقہ نہو پس اُس معنی مین استعمال کرنا اُس لفظ کا غلط ہوگا مثلاً کتاب کی طرف اشارہ کرکے کہا جاوے کہ لے تو اس گھوڑے کو یہ استعمال غلط ہے کیونکہ کتاب اور گھوڑے مین کچھ علاقہ نہین ہے اور مجاز اور حقیقت مین

اگر علاقہ سوائے مشابہت کے کوئی اور چیز ہے اُسکو مجاز مرسل کہتے ہین جیسے لفظ ہاتھ کا ہندی مین اور دست کا فارسی مین بمعنی قدرت کے ہاتھ اور قدرت مین علاقہ سبب کا ہی یعنے ہاتھ قدرت کا سبب ہے اسی واسطے ہاتھ کی لفظ کو قدرت کی معنی مین مستعمل کرلیا ہے اور پتّا ہندی مین نام غلط صفرا کا ہی اور مستعمل ہے عام مین بمعنے غیرت کے اسواسطے کہ مزاج صفراوی مین حدت اور تیزی بہت ہوتی ہے اور غیرت طبیعت کی حدت سے حاصل ہوتی ہے اور علی ہذا القیاس اور اگر علاقہ مشابہت کا ہے اُسکو استعارہ کہتے ہین پس اگر مشبہ بہ کو مذکور کرین اور مشبہ کو ترک اسکو استعارہ بالتصریح کہتے ہین مثلاً ماہ یا آفتاب کہین اور اُس سے رخسارہ یا معشوق مراد ہو یا نرگس اور بادام اور صاد کہین اور چشم مراد ہو علی ہذا القیاس چنانچہ اس شعر مین شعر صنم تہا تو خدائی مین تجکو کیا نہ ہوا * ہزار حیف کہ تو بت ہوا خدا نہوا * صنم بمعنی بت کے ہے اور یہان مراد مشبہ ہے یعنی معشوق اسکو استعارہ بالتصریح کہتے ہین اسواسطے کہ مانگ کر لیا لفظ صنم کا مثلاً واسطے معشوق کے صریح ہے اور اگر مشبہ بہ کو ترک کرین اور مشبہ کو مذکور اُسکو استعارہ بالکنایہ کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر جو سوے جیب ہین ہم سر نگون سبب یہ ہے * کہ دل کے زخم کو مژگان سے ہین رفو کرتے * ظاہر ہے کہ مژگان کو حقیقۃً صلاحیت رفو کرنے کی نہین ہے پس معلوم ہوا کہ اُسکو سوزن سے تشبیہ دی ہے لیکن مشبہ بہ یعنی سوزن کو ترک کیا ہے اور مشبہ یعنی مژگان کو مذکور اور اُسکو استعارہ بالکنایہ اسواسطے کہتے ہین کہ اُسکا استعارہ ہونا صریح نہین معلوم ہوتا ہی اور تصریح نہ کرنے کا نام کنایہ ہی پس یہ استعارہ بطریق کنایہ کے ہوا اور اس استعارہ کی مثالین اسکے موقع مین آوینگی

معلوم کیا چاہیئے کہ استعارہ مین مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ ہوتے کا ادعا کرتے ہین یعنے زید کو
بعینہ شیر ہونے کا دعوی کرتے ہین مشبہ بہ خواہ مذکور ہو جیسے استعارہ بالتصریح مین خواہ
متروک ہو جیسے استعارہ بالکنایہ مین اور دونون صورت مین مشبہ بہ کو مستعار منہ
کہتے ہین اور اُس لفظ کو کہ مشبہ بہ کے معنی پر دلالت کرے مستعار کہتے ہین اور
مشبہ کے معنی کو مستعار لہ کہتے ہین حاصل یہ ہے کہ شیر یعنے جانور درندہ معروف
مستعار منہ ہے یعنی مانگا ہوا اُس سے اور لفظ شیر کا مستعار یعنے مانگا ہوا کسواسطے
کہ شیر اصل مین خاص ہے جانور معروف واسطے اور جب معنے شجاع کے کہا گویا اس
لفظ اُس سے مانگ لیا اور معنی زید کے یعنی شخص خاص مستعار لہ ہے یعنے مانگا ہوا
واسطے اسکے اسواسطے کہ لفظ شیر کا زید کے واسطے مانگا گیا ہے اور زید کے
لفظ کا کچھ نام نہین پوشیدہ نرہے کہ علما کو اختلاف پڑا ہے اس امر مین کہ استعارہ
کونسا مجاز ہے آیا مجاز لغوی ہے یا عقلی اور مجاز عقلی سے یہ مراد ہے کہ ایک امر عقلی مین
تصرف کیا گیا ہو پس جمہور اس بات پر ہین کہ استعارہ مجاز لغوی ہے یعنی وہ ایسا
لفظ ہے کہ جس معنی کے واسطے بنایا گیا ہے اُس معنی کے غیر مین مستعمل ہوا سبب
مشابہت کے علاقہ سے اور اس بات پر دلیل یہ ہے کہ مثلاً ہمنے کسی کو شیر کہا
بسبب شجاعت کے پس لفظ شیر کا جانور درندہ معروف کے واسطے وضع کیا گیا ہے
نہ مرد شجاع پر بھی اُسکا اطلاق درست ہوا اور شیر پر بھی بلکہ وہ لفظ شجاع کا ہے کہ
دونون پر صادق آتا ہے حاصل یہ ہے کہ شیر نہ بمعنی شجاع کی ہے اور نہ بمعنی مطلق مرد شجاع
کی بلکہ بمعنی جانور درندہ معروف کے ہے اگر وہ لفظ اُن دونون مین سے کسی کے واسطے
موضوع ہوتا اُنپر اطلاق اُسکا حقیقۃً ہوتا اور چونکہ وضع اسکے واسطے جانور

معروف کے ہے پس اطلاق اسکا اُسپر باعتبار مجاز کے ہے اور یہ اطلاق اُس شے پر
ہو کہ معنی لغوی کی غیر ہے پس مجاز لغوی ہوا اور بعضون نے یہ کہا ہے کہ وہ مجاز عقلی ہے
یعنی استعارہ امر عقلی مین تصرف کرنے کا نام ہے اسواسطے کہ جب ہمنے کسی کو شیر
کہا اسکو بعینہ شیر ٹھہرالیا نہ مانند شیر کے اس صورت مین گویا شیر کے لفظ کا وہ شخص
موضوع لہ ہوا پس یہ دعوی کرنا تعلق عقل سے رکھتا ہے نہ لغت سے حاصل یہ
ہے کہ زید مثلاً واقع مین شیر نہ تھا اور اُسکو اپنے نزدیک شیر ٹھہرالیا ہے اور جو
چیز کہ واقع مین نہو اُسکے واقعی ٹھہرالینے کو مجاز عقلی کہتے ہین پس استعارہ مجاز
لغوی نہوا بلکہ مجاز عقلی ہوا اور اگر مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ نہ ٹھہراتے ہون تو بعضے مقام
مین تعجب کرنا اور بعضے مقام مین تعجب کو منع کرنا صحیح نہو مثلاً اگر معشوق شب کو
عاشق کے گھر مین آوے تو عاشق از روی تعجب کے کہے کہ آفتاب کا شب مین
طلوع کرنا باعث تعجب کا ہے اگر معشوق کو بعینہ آفتاب نہ ٹھہرایا تو اس جاے مین
تعجب کرنا بیمعنے تھا اسواسطے کہ جلوہ گر ہونا ایسے آدمی کا کہ جو مشابہت آفتاب سے
رکھتا ہو شب مین عجب نہین ہے بلکہ طلوع آفتاب ہی کا عجب ہے یا معشوق کے شب کو
جلوہ گر ہونے کو تادیل کرین کہ اُسکے جلوہ گر ہونے سے تعجب کرنا چاہیے کہ آفتاب شب
مین جلوہ گر نہین ہوتا اور اس مذہب کو علما نے اسی طرح رد کیا ہے کہ مشبہ کو بعینہ مشبہ
بہ ٹھہرانے سے یہ نہین لازم آتا کہ مشبہ موضوع لہ ہو جاوے کسواسطے کہ یہ امر ظاہر ہے
کہ لفظ آفتاب کا بنایا گیا ہے جرم روشن معروف کے واسطے اور شخص حسین کے
معنی مین استعمال کرلیا گیا ہے اور تعجب سے منع کرنا اسواسطے ہے کہ گویا مشابہت کو
قطعاً فراموش کیا ہے تاکہ مبالغہ کما حقہ ادا ہو جاوے پس اس سے ثابت ہوا کہ استعارہ

مجاز لغوی ہے یعنی معنی موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہے معلوم کیا چاہیے کہ استعارہ
مین دو امر ہوتے ہین ایک تو کہ مشبہ بہ کی جنس سے ٹھہرا لیتے ہین بطریق تاویل کے
اور دوسرے یہ کہ ایک ایسا قرینہ قایم ہوتا ہے کہ اُس سے یہ معلوم ہو کہ
یہان جو شے متعارف ہے وہ مراد نہین بلکہ خلاف اُسکے مراد ہے یہ امر بہت
توضیح چاہتا ہے تاکہ حقیقت اُسکی بوجہ احسن ذہن نشین ہوجاوے معلوم کیا چاہیے
کہ مشبہ کو مشبہ بہ کی جنس سے قرار دینا اسطرح سے ہے کہ جو شخص شیر کی لفظ کو رجل
شجاع کے واسطے استعارہ کرتا ہے وہ شیر کی افراد کو بطریق تاویل کے دو قسم کرتا ہے
ایک قسم متعارف یعنی وہ کہ جسمین نہایت دلاوری ہو اُس جسم اور ہیئت اور چنگل اور
دانت اور دُم وغیرہ کے ساتھ اور دوسری قسم غیر متعارف کہ اُسمین نہایت جرات
اور دلاوری ہو لیکن اُس بدن اور ہیئت وغیرہ کے ساتھ نہین ہے بلکہ بدن اور ہیئت
اور ہاتھ اور دندان وغیرہ مثل انسان کے ہین اور لفظ شیر کا موضوع ہے اُس
متعارف کے واسطے پس جب شیر کے لفظ کو استعمال کیا غیر متعارف کے واسطے
کہ یہ موضوع لہ نہین ہے تو یہ استعمال غیر موضوع لہ مین ہوا اور قرینہ سے معلوم ہوتا
ہے کہ موضوع لہ یعنی متعارف مراد نہین ہے بلکہ غیر متعارف مراد ہے جب یہ معلوم ہوچکا
تو اب جاننا چاہیے کہ کذب مین یہ دونون امر نہین ہوتے یعنی مشبہ کو مشبہ بہ کی جنس سے
ٹھہرانا اور متعارف کی مراد نہونے پر قرینہ قائم کرنا اور یہی فرق ہے استعارہ اور
کذب مین بعد فرق معلوم ہونے کے سننا چاہیے کہ قرینہ استعارہ کا کبھی ایک چیز
ہوتی ہے اور کئی چیزین اول کی یہ مثال ہے شعر آفتاب روز مشتاقان ہو یا رب
جلوہ گر شام تنہائی بسر ہوتی ہے کیونکر دیکھیے اور دوسرے کی مثال یہ ہے

شعر بزم مین خورشید اپنا محو مدہوشی رہا۔ شام سے تا صبح گرم شغل مے نوشی رہا
پہلی شعر مین روز مشتاقان اور دوسری مین بزم مدہوشی اور شام سے صبح تک
گرم مے نوشی رہنا قرینہ ہے اس امر کا کہ آفتاب اور خورشید سے معشوق مراد ہے
پوشیدہ نہ رہے کہ جیسے تشبیہ باعتبار چند چیزون کے کئی نوع ہوگئی تھی اسی طرح سے
استعارہ بھی چند چیزون کے اعتبار سے کئی قسم ہوتا ہی اول باعتبار مستعار اور
مستعار لہ کے دوسرے باعتبار وجہ شبہ کے کہ اسکو استعارہ کی بحث مین وجہ
جامع کہتے ہین تیسرے باعتبار ان تینون کے چوتھے باعتبار ان چیزون کے
کہ سوائے ان تین کے ہین اور ہم ان چارون قسمون کو چار ثمرہ مین بیان کرتے ہین

ثمرہ پہلا

استعارہ کی تقسیم مین باعتبار دونون طرف یعنی مستعار منہ اور مستعار لہ کے
اور یہ دو قسم ہے اول یہ کہ مستعار منہ اور مستعار لہ ایک شے مین اکٹھے ہو سکتے ہون
مثلاً لفظ زندگی کا کہین اور مراد اُس سے ہدایت ہو اور آنکھون والا کہین اور مراد
اُس سے صاحب علم ہو کیونکہ زندگی اور ہدایت یا آنکھین اور علم ایک شخص مین اکٹھی ہو سکتے ہین
یعنی جائز ہے کہ ایک شخص زندہ ہو اور ہدایت بھی رکھتا ہو یا ایک شخص آنکھین اور علم دونون
رکھتا ہو اس استعارہ کو وفاقیہ کہتے ہین اسواسطے کہ وفاق بمعنی موافقت کرنے کے ہے
اور اس استعارہ مین بھی مستعار منہ اور مستعار لہ ایک شے مین اکٹھی ہو سکتے ہین گویا
ان دونون مین موافقت ہی دوسری قسم یہ ہی کہ اُن دونون کا ایک شے مین اکٹھا ہونا
محال ہو مثلاً ایک شخص مر گیا ہو اور اسکو بسبب نام نیک اور شہرت کے زندہ کہین
اسکو عنادیہ کہتے ہین اسواسطے کہ عناد بمعنی دشمنی کے ہے اور مستعار منہ اور مستعار لہ

یعنی موت اور زندگی اس استعارہ مین ایک شے مین جمع نہین ہو سکتے گویا آپسمین دشمنی رکھتے ہین اور عناویہ کے قبیل سے ہے بخیل کو حاتم یا نامرد کو رستم کہنا اور مثلاً کہا جاوے کسی شہر کے حاکم کو نوشیروان اور مراد اس سے یہ ہو کہ ظالم ہے اور یہ بطریق ظرافت اور استہزا کے ہوتا ہے اسکی تفصیل تشبیہ مین گذری

ثمرہ دوسرا استعارہ کی تقسیم مین باعتبار وجہ جامع یعنی وجہ شبہ کے

جاننا چاہیے کہ استعارہ باعتبار وجہ جامع کے چار قسم ہے قسم اول یہ کہ جامع مستعار منہ اور مستعار لہ کے مفہوم مین داخل ہو یعنی مستعار منہ اور مستعار لہ کے معنی کا جزو ہو مثلاً دوڑنے کو استعارہ کرین اُڑنے کے ساتھ اور کہین کہ فلانا قاصد اوڑ گیا یعنی دوڑ گیا وجہ جامع اسمین قطع مسافت ہے اور یہ دوڑنے اور اوڑنے دونون کے مفہوم مین داخل ہے کیونکہ دوڑنا اور اُڑنا ایسی حرکت کو کہتے ہین کہ اُس سے جلد مسافت قطع ہو لیکن اسقدر ہے کہ مستعار منہ مین شدید ہے اور مستعار لہ مین بہ نسبت اُسکے ضعیف قسم دوسری یہ ہے کہ جامع اُنکے مفہوم سے خارج ہو مثلاً استعارہ شیر کا مرد شجاع کے واسطے پس شیر موضوع ہے واسطے حیوان مشہور کے اور شجاعت اُسکا وصف ہے اور اُسی طرح سے مرد موضوع ہے واسطے مذکر کے اور شجاعت اُسکا بھی وصف ہے پس یہ وصف دونون کے مفہوم سے خارج ہے اور اگر کوئی کہے کہ لفظ مرد کا عرف مین بمعنی رجل شجاع کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ شجاعت اُسکے مفہوم مین داخل ہے اور تم کہتے ہو کہ شجاعت خارج ہم کہتے ہین کہ مرد اصل مین ترجمہ رجل کا ہے اور بمعنی رجل شجاع کے مجاز مستعمل ہے پس وہ وصف اُسکے مفہوم مین داخل نہوا اور اگر خارج کی جگہ داخل نہونے کا لفظ کہا جاوے یعنی دوسری قسم

یہ کہ جامع انکی مفہوم مین داخل ہو تو یہ زیادہ تر مناسب ہے کسواسطے کہ اگر جامع ایک
کی مفہوم مین داخل ہو اور دوسرے کی مفہوم سے خارج ہو تو وہان یہی صادق
آویگا کہ دونون کی مفہوم مین داخل نہین ہے مثلاً یہ بات لیوین کہ مرد بمعنی رجل شجاع
کے موضوع ہے اور شجاعت اسکا جز ہے یا کہین کہ مجموع رجل اور شجاع مستعار لہ ہے
نہ تنہا رجل کہ موصوف ہو وصف شجاعت سے اور اس صورت مین بھی شجاعت
اسکے مفہوم مین داخل ہوتی ہے تو بھی کہا جاویگا کہ دونون کے مفہوم مین داخل
نہین ہے کسواسطے کہ اگر ایک کی مفہوم مین داخل ہے تو دوسرے کی نہین ہے یہ مطلب
دقیق ہے یہان تامل اور فکر کو کام فرمانا چاہیئے اور اسی قبیل سے ہے گل کہنا
رخسار کو اور لعل اور یاقوت لب کو اور سرو قد کو اور زنگی زلف اور خال کو
علی ہذا القیاس کہ انمین سرخی اور راستی اور سیاہی بطریق لف ونشر مرتب کے
جامع ہے اور وہ ان سب چیزون کی مفہوم مین داخل نہین ہے قسم تیسری یہ ہے
کہ جامع ابتداے نظر مین معلوم ہو جاوے بغیر فکر اور غور کی جیسے تشبیہ مین گذرا مثلاً
ماہ اور آفتاب سے استعارہ کرین رخسار کو یا گل سے اور علی ہذا القیاس یہ بات
ظاہر ہے کہ روشنی اور رنگینی جامع ہے اور اسی قسم سے استعارہ ہے سرو اور زنگی
اور اسد وغیرہ کا قد اور زلف اور رجل شجاع کے واسطے اس استعارہ کو عامیہ
اور مبتذلہ کہتے ہین عامیہ اسواسطے کہ وہ جامع اسکی بسبب کمال ظہور کے سب پر ظاہر
ہے اور مبتذلہ اسواسطے کہ ابتذال بمعنی خرچ کرنے اور بہت صرف مین لانے کے ہے
اور ایسا استعارہ بھی بہت مستعمل ہوتا ہے اور کچھ نادر نہین ہوتا کہ سوا ایک دو جاہے
کے اور کہین استعمال نہ پایا ہو قسم چوتھی یہ کہ جامع کو سواے خواص اور اہل فہم اور کوئی دریافت

نہ کرسکے اس استعارہ کو غریبہ کہتے ہین مثلاً صراحی کی آواز کو ہچکی سے استعارہ کرین
جیسے اس مصرع مین ع تری محفل مین شیشہ ہچکیان لے لے روتا ہے + جامع اسمین
ہے آواز کا اچھی طرح سے نہ نکلنا اور بند ہوجانا اور یہ خوب ظاہر نہین ہے اسی
قبیل سے ہے یہ شعر شعر ہوا یہ جوش مین سودا کہ میری آنکھون سے + بجاے لعل
نکلتے ہین اب سلیمانی + جوش سودا سے سیاہ ہونے کے سبب اشک خونی کو
دانہ سلیمانی سے استعارہ کیا ہی اور سودا ایک خلط ہی کہ اُسکا رنگ سیاہ اور چونکہ
دانہ سلیمانی قدرے سفیدی بھی رکھتا ہی اسمین اشک کی رطوبت کا ہونا بھی معتبر ہی
یہ بات بجز خواص کے اور کسی کو معلوم نہین ہوتی اور یہ شعر شیخ ابراہیم ذوق سلمہ اللہ تعالیٰ
کا شعر جسکی آواز سے ہون رونگٹے سوہان کے کھڑے + وہ محبت نے دیا سلسلۂ
پا ہمکو + سوہان کے دندانے اُبھرے ہوئے ہونے کو رونگٹے کے کھڑے ہونے سے
استعارہ کیا ہے وجہ جامع اسمین بن مو کا اندک اونچا ہوجانا رونگٹے کھڑے ہونے
کے وقت چنانچہ یہ امر تجربہ اور مشاہدہ پر موقوف ہی اور اس طرح کی حالت سوہان کے
اندر بعینہ پائی جاتی ہی اور خفا اسکا ظاہر ہی اور کبھی استعارہ عامیہ مبتذلہ مین ایک
ایسا تصرف کرتے ہین کہ وہ غریب ہوجاتا ہی مثل تشبیہ کے کہ پہلے اس سے مفصل مذکور
ہو چکی مثال ہے یہ شعر شعر بجانے قصد ہے کس خون گرفتہ کا کہ رہتی ہے + علم شمشیر
زہر آلودہ سر پہ چشم فتان کے + ابر کو تیغ سے استعارہ کیا اور یہ استعارہ
مبتذل ہے لیکن زہر آلودہ کہنے سے ایک گونہ غرابت اسمین بہم پہونچی کیونکہ زہر کو
سبزی سے نسبت ہی اور سبزی اور سیاہی مین چندان تفاوت نہین ہے پس ابر کو
بسبب سیاہی رنگ کے تیغ زہر آلودہ سے استعار کرنا امر غریب ہے

۵۶۹۵

ثمرہ تیسرا استعارہ کی تقسیم مین

باعتبار ان تینون چیزون یعنی مستعار منہ اور مستعار لہ اور جامع کے معلوم کیا چاہیے کہ مستعار منہ اور مستعار لہ یا دونون حسی ہون اور اس قسم مین وجہ جامع حسی اور عقلی دونون ہو سکتی ہے اسواسطے کہ جو چیز حسی ہو اسمین امر عقلی کا ہونا منع نہین جیسے اسد مین جرأت اور رجل مین علم یا قدرت یا جبل پس یہ دو قسم ہے اول یہ کہ تینون حسی ہون جیسے یہ کہ دونون حسی ہون اور وجہ جامع عقلی یا مستعار منہ اور مستعار لہ دونون عقلی ہون یا مستعار منہ حسی اور مستعار لہ عقلی یا بالعکس اور وجہ جامع ان تینون قسمون مین حسی نہین ہوتی بلکہ عقلی ہوتی ہے یہ سب پانچ قسمین ہوئین اور بعضون نے ایک قسم چھٹی اسطرح سے حاصل کی ہے کہ مستعار منہ اور مستعار لہ دونون حسی ہون اور وجہ جامع مختلف یعنی وجہ جامع مرکب ہو بعض امر عقلی اور بعض امر حسی سے ہم ان چھ قسمون کی مثالین بیان کرتے ہین قسم اول یعنی تینون حسی ہون جیسے گل سے یا آفتاب سے اور ماہ سے رخ کا شراب سے معشوق کے آب دہن کا اور آواز صور سے صدائے ہیبت ناک کا اور مشک سے بالون کا اور سطح آئینہ سے شکم کا استعارہ کرین اول دیکھنے کی چیزون سے ہو اور دوسری چکھنے کی چیزون سے اور تیسری سننے کی چیزون سے اور چوتھی سونگھنے کی چیزون سے اور پانچوین چھونے کی چیزون سے کسواسطے کہ وجہ جامع پانچوین مین ملائمیت ہی چنانچہ ان شعرون مین سودا کا شعر

چمن مین مجکو آتے سنکر بادسحر گھبرائی ۔ ساغر جنبک لاوین لاوین غنچہ سبو کو جام کیا

اس شعر مین غنچہ کا استعارہ سبو سے اور گل کا جام سے ہے شکل اور ہیئت مین اور اسی طرح سے ہے شیخ ابراہیم ذوق کا شعر شعر گر ترے فریادیون کے نالۂ پیچیدہ کو

لب پر رکھکر پھونکنے پیدا ہونا لہو کا - دہن کی آواز کو صور کے نالہ کے ساتھ استعارہ کیا ہے اور زیادہ مثالون کی کچھ حاجت نہین قسم دوسری یعنی دونون حسی ہون وجہ جامع عقلی جیسے استعارہ مرد شجاع کا شیر سے کہ جامع اسمین جرأت ہے علی ہذا القیاس قسم تیسری یعنی مستعار منہ اور مستعار لہ عقلی اور وجہ جامع بھی عقلی ہو مثلاً کوئی شخص ایک امر کی تلاش سے بعد تردد اٹھانے کے باز آوے تو کہین کہ وہ اب شخص بیٹھ رہا بیٹھنا حسی ہے اور باز رہنا عقلی اور وجہ جامع اسمین سکونت اور اطمینان ہے اور اسی قبیل سے ہے استعارہ شراب کا کوثر سے بشرطیکہ وجہ جامع اسمین کمال مرغوب ہونا شراب کا ہو مثل کوثر کے اس صورت مستعار لہ یعنی کوثر اور وجہ جامع عقلی ہوتے ہین اور اگر مزہ ہو تو جامع چکھنے کی چیزون سے ہو جاویگی چنانچہ اس شعر مین شعر مجھے جنت سے ساقی کم نہین ہے بزم خوبان کی + کہ یان حورون کے ہاتھون سے ملے ہے جام کوثر کا + قسم چوتھی یعنے مستعار لہ حسی اور مستعار منہ اور جامع عقلی ہو مثلاً معشوق کے قد کا استعارہ قیامت سے اور قسم پانچوین یعنی تینون عقلی ہو مثلاً خواب موت سے استعارہ کرین قسم چھٹی یعنے دو حسی ہون اور وجہ جامع مرکب ہو بعض امر حسی اور بعض عقلی سے چنانچہ شخص جلیل القدر کو آفتاب سے استعارہ کرین کرین اور بزرگی شان کی مجموع وجہ جامع ہو

ثمرہ چوتھا استعارہ کی تقسیم مین باعتبار اور چیزون کی سوا ان تین کے

معلوم کیا چاہیئے کہ استعارہ باعتبار لفظ مستعار کے دو قسم ایک اصلیہ اور دوسرا تبعیہ اصلیہ وہ ہے کہ لفظ مستعار یعنی وہ لفظ کہ جسکے معنی مشبہ بہ واقع ہوئے ہین اسم جنس ہو اور اسم جنس وہ ہے کہ دلالت کرے ایسی شے پر کہ اسکو بہت چیزون پر

صادق آنے کی صلاحیت ہو بغیر اعتبار کسی وصف کے جیسے شیر اور گل اور سرو اور رجل اور مرد اور اسی مین داخل ہے مصدر مثل قتل و ضرب وغیرہا اور اسم خص کے قبیل سے ہے کسی شخص خاص کا نام کہ بسبب کسی وصف کے تاویل کرکے اسم جنس مین داخل کر لین مثلاً حاتم اور رستم کہ اول کو بمعنی سخی کے اور دوسرے کو معنی بہادر کے استعمال کرتے ہین مثلاً کہین کسی شخص کو حاتم یا رستم اور رستم خصیں کا استعارہ واقع ہو پہلی مثالون سے واضح ہے اور ایذاے تہدید کو قتل سے استعارہ کرنا مصدر کی مثال ہے اور اسکو استعارہ اصلیہ اسواسطے کہتے ہین کہ بنا استعارہ کی تشبیہ پر ہے یعنی مستعار لہ کو تشبیہ ہوتی ہے مستعار منہ کے ساتھ اور یہ ظاہر ہو کہ تشبیہ مشبہ کا وصف ہوتا ہو اسواسطے کہ وہ مشبہ بہ کے ساتھ وجہ شبہ مین شریک ہے اور موصوف ہونے مین حقائق اور ذاتین اصل ہوتی ہین مثلاً جسم سفید اور بیاض صاف اور چونکہ شیر اور گل اور سرو وغیرہا ذاتین ہین اور تشبیہ کے وصف سے موصوف ہوئی ہین اسواسطے اس استعارہ کا اصلیہ نام رکھا ہو اور استعارہ تبعیہ وہ ہے کہ لفظ مستعار فعل ہو یا شبہ فعل یا حرف اور فعل اُس لفظ کو کہتے ہین کہ وہ اپنے معنی پر اور تینون زمانون سے کسی زمانہ پر دلالت کرے یعنی یا گذری ہوے زمانہ پر مثلاً کہا اور سنا یعنی زمانہ سابق مین یا زمانہ آیندہ پر مثلاً کہے گا اور سنے گا یعنی آگے گویا زمانہ حال پر مثلاً کہتا ہے یا سنتا ہو یا کہہ یا مت کہہ اور تشبیہ فعل یعنے اُس چیز کے ہے کہ فعل سے مشتق ہو یعنی اسم فاعل جیسے کہنے والا یا اسم مفعول جیسے کہا گیا ہوا اور حرف اُسے کہتے ہین کہ جبتک کچھ اور شی اُسکے ساتھ شامل نہو معنی پر دلالت نہ کرے اور زمانہ بھی اُسمین نہ پایا جاتا ہو جیسے کلمہ سے کا کہ بری مین

ابتدا کے واسطے ہی یا مین ظرف کے واسطے یا تک انتہا کے واسطے ہے تب تک یون نہ کہین
کہ بازار سے آیا اور گھر مین گیا یا دروازہ تک پہونچا تو ان حرفون سے فائدہ نہ حاصل
ہوگا پس فعل ماضی یا مضارع یا امر نہی یا اسم فاعل یا اسم مفعول یا حرف کے
مستعار واقع ہونے کو استعارہ تبعیہ کہتے ہین اور اسکو تبعیہ اسواسطے کہتے ہین
کہ فعل حرف کے معنی کو یہ صلاحیت نہین کہ تشبیہ کے وصف سے موصوف ہوسکے
یعنی نہ فعل اور شبہ فعل کے معنی مشبہ ہوتے ہین اور نہ حرف کے معنی بلکہ فعل کا مصدر
اور حرف کے معنی کا متعلق مشبہ ہوتا ہی پس فعل اور حرف کے تئین مستعار کہنا
بطریق تبعیہ کے ہی نہ بطریق اصالۃ کے یعنی فعل اور حرف مستعار ہونے مین مصدر
اور متعلق کے تابع ہے اور خود مستعار نہین ہوسکتے تفصیل فعل اور حرف کے
استعارہ ہونے کی یہ ہی کہ کبھی فعل ماضی یا مضارع یا نہی یا امر یا اسم فاعل یا
اسم مفعول کے ساتھ معنی کو تغیر کرتے ہین اور مقصود اُس سے وہ معنی نہین ہوتے
کہ جس معنی کے واسطے وہ بنائے گئے ہین بلکہ غیر اُسکا مقصود ہوتا ہے اور ان
لفظون سے غیر معنی موضوع لہ کا مستعار ہونا باعتبار اُنکے مصدر کے ہوتا ہے
مثلاً کہین کہ فلان شخص نے اُسکو مار ڈالا اور مراد یہ ہو کہ اُسکو ایذا سے شدید
پہونچائی یا کہین کہ ہمنے اُسکو بھگا دیا یعنی الزام دیا اور اُس قیاس پر مضارع
وغیرہ بابے مین حقیقۃ تشبیہ دونون کی مصدر دن مین ہی یعنی ایذا دینے کو مار ڈ سے
اور الزام دینے کو بھگانے سے یا کہین کہ اُسکا چہرہ کہے دیتا ہی یعنی دلالت کرتا ہی
اور علی ہذا القیاس اور کبھی حرف مذکور کرتے ہین اور اُسکے معنی جس سے
متعلق ہوتے ہین وہ مستعار لہ ہوتا ہے اور کوئی اور سے مستعار منہ

اور حرف کے معنی کا متعلق وہ شی ہے کہ حرف کے معنی بیان کرنے کے وقت اس چیز
تعبیر کرین اس معنی کو مثلاً کہتے ہین کہ لفظ سے کا ابتدا کے واسطے ہے اور ظرفیت
کے واسطے اور تک انتہا کے واسطے اور لفظ تو کا تے مفتوح سے غرض کے
واسطے پس ابتدا اور ظرفیت اور انتہا اور غرض ان حرفون کے معنی کے متعلق
ہین یعنی انکے معنی انسے تعلق رکھتے ہین اسکی مثال جیسے کہین کہ ہنے اپنے
مطلب سے ہاتھ دھویا اس مقام مین لفظ سے کا ابتدا کے واسطے نہین ہے بلکہ
دور کرنے کے معنی مین ہے چنانچہ فارسی از اور عربی مین عن کا لفظ اس سے مین
آیا ہے اور یہ بات دونون فن کے جاننے والون پر واضح ہے مراد اس جگہ یہ ہے
کہ ہمنے اپنے مطلب کو دور کیا پس مستعار لہ اس جگہ مطلب کا دور کرنا ہے کہ متعلق ہے
لفظ سے کا اور ہاتھ دھونا مستعار منہ ہے یعنی باعتبار ظاہر کے یہ ہے کہ لفظ سے کا
مستعار لہ ہے پس سے کا کلمہ متعلق کے اتباع سے مستعار لہ کہا گیا ہے یا مثلاً
زید آیا ہو تحصیل علم کے واسطے اور بسبب لہو ولعب مین مشغول رہنے کے
جاہل رہا تو اسکو کہین کہ تو یہان آیا تو جاہل رہنے اسکی غرض آنے سے
تحصیل علم تھی اور غرض کو بطریق استہزا کے علم حاصل ہونے سے استعارہ کر لیا
اور یہ اس قبیل سے ہے کہ تشبیہ مین مفصل بیان ہو چکا یعنی کبھی دو ضدون کو آپسمین
تشبیہ دیتے ہین چنانچہ مطالعہ کرنے والون پر واضح ہوگا اور اسی قبیل سے ہے
یہ شعر شعر بات ہمسے تو نہ کرنی اور غیرون سے تپاک + ہم مگر اس بزم مین آئے تھے
ذلت کے لیے + اس شعر مین کا حرف غرض کے واسطے موضوع ہے پس مستعار لہ
ظاہر مین لیے کا حرف ہے اور واقع مین غرض بزم مین آنے کی یہی عزت اور

مستعار منہ ذلت ہے یہ استعارہ بھی بطریق اشتہر لکے واقع ہوا ہی معلوم کیا چاہیے
کہ تقریر کرنا اسطرح سے کہ مستعار لہ متعلق کو اور مستعار منہ مثلاً ہاتھ دھونے یا ذلت
کو ٹھہرانا حدائق البلاغت کے مصنف کی تقریر کے موافق یعنی اُنسے بھی متعلق کو
کہ وہ باعتبار لفظون کے متروک ہوتا ہے مستعار لہ قرار دیا ہے اور جو لفظ کہ
اُسکے مقابل مین واقع ہوا ہے اُنکو مستعار منہ چنانچہ یہ امر اُن لوگون پر کہ جنھون نے
اس کتاب کو دیکھا ہے واضح ہے اور تلخیص المفتاح کے مصنف نے متعلق کو کہ
متروک ہے مشبہ بہ اور اُس لفظ کو کہ مذکور ہے مشبہ قرار دیا ہے لیکن چونکہ اُسکے
مذہب کے موافق استعارہ بالتصریح مین خواہ اصلیہ ہو خواہ تبعیہ مشبہ متروک
ہوتا ہے اور مشبہ بہ مذکور غایت یہ ہے کہ استعارہ تبعیہ مین بعینہ لفظ کے مفہوم مین
تشبیہ نہین ہوتی اور اصلیہ مین ہوتی ہے چنانچہ اوپر کی مثالون سے ظاہر ہے پس
متعلق متروک مشبہ بہ قرار دیتے ہین استعارہ بالتصریح متصور نہین ہوتا اسواسطے
کہ مشبہ کا متروک ہوجانا چاہیے اور مشبہ بہ کا مذکور ہونا البتہ استعارہ بالکنایہ ہوسکتا ہے
اسواسطے کہ استعارہ بالکنایہ مین مشبہ مذکور ہوتا ہے اور مشبہ بہ متروک
اور وہ چیز کو مشبہ بہ کے ساتھ اختصاص رکھے اُسکو مشبہ کے ساتھ مذکور کرتے
ہین اسی طرح سے ہے یہان کہ مشبہ بہ یعنی متعلق ہے اور مشبہ یعنی ذلت وغیرہ
مذکور ہے اور جو چیز کہ خاص مشبہ کے واسطے ہے یعنی حرف کہ دلالت کرتا ہے
مشبہ بہ پر مشبہ کے ساتھ مذکور کیا گیا ہے اس صورت مین یہ استعارہ تبعیہ نہوا بلکہ بالکنایہ
ہوا اور یہی ہے مذہب سکاکی اور صاحب مطول نے اُسکو تبعیہ مین داخل کرنے
کے واسطے ایک تقریر کی ہے اُسکا بیان یہان کی مثالون کے موافق یہ ہے

کہ مثلاً ذلت کا حاصل ہونا بزم مین وارد ہونے کے بعد مشبہ ہے اور عزت کا حاصل
ہونا بزم مین آنے کے بعد مشبہ بہ ہے یعنی بزم مین آنے کے بعد ذلت اسطرح حاصل
ہوئی جیسے بعد آنے کے عزت حاصل ہوتی پھر مشبہ یعنی ذلت کے ساتھ وہ حرف
مذکور کیا کہ مشبہ بہ یعنی عزت کے حاصل ہونے پر دلالت کرتا ہے یعنی حرف لیے کا کہ
غرض کے واسطے موضوع ہی اس صورت مین پہلے استعارہ جاری ہوا ہی علت اور غرض
ہونے مین یعنی غرض ہوتا عزت کا مشبہ بہ ہی بعد اسکے استعارہ کی اتباع سے حرف مین
استعارہ ہوا یعنی لیے کی حرف کو مثلاً استعارہ کیا ایسی شے کیواسطے کہ جو غرض ہونے سے
تشبیہ دی گئی ہی یعنی ذلت کا حاصل ہونا حاصل یہ ہی کہ لیے حرف سے موضوع لہ سمجھا
گیا بلکہ وہ چیز سمجھی گئی جو اُس سے تشبیہ رکھتی ہی جیسے شیر کے لفظ سے استعارہ مین
جانور درندہ نہین سمجھا جاتا بلکہ وہ چیز سمجھی جاتی ہی کہ جو اُس سے تشبیہ رکھتی ہی یعنی
شجاع خلاصہ کلام کا یہ ہی کہ اگر تشبیہ اُس چیز مین فرض کرین کہ جسپر حرف آتا ہے
یعنی لفظ مذکور استعارہ بالکنایہ اور حرف کا مذکور ہونا اس استعارہ کا قرینہ
ہوجاویگا اور اگر اس حرف کے معنی کے متعلق مین کہ متروک تشبیہ فرض کرین استعار
تبعیہ ہوگا یہ مطلب مشکل ہے اسکے سمجھنے کے واسطے غور اور فکر دقیق چاہیے اب
سُنا چاہیے کہ فعل کا فاعل یا فعل کا مفعول استعارہ تبعیہ کا قرینہ ہوتا ہے مثلاً
اسکا چہرہ کسے دیتا ہے یا فلانے بادشاہ نے ستم کو مار ڈالا ہے اور عدل کو جلا
دیا پہلی مثال مین چہرہ کہنے کا فاعل ہے اور دوسری مثال مین مار ڈالنے کا مفعول
ستم اور جلانے کا مفعول عدل ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کہنے کی صلاحیت چہرہ
اور مرنے اور جینے کی صلاحیت ستم اور عدل کو حقیقت مین نہین ہے اس سے

معلوم ہوا کہ ان فعلوں مین استعارہ واقع ہوا ہے اور کبھی مضاف الیہ بھی اس استعارہ
کا قرینہ ہوتا ہے مثلاً جب دشمن مقید ہو جاوے تو کہین کہ ہماری طرف سے مقید
ہو جاوے مقید ہونے کی مبارکباد پہونچے اس مثال مین مبارکباد مقید ہونے
کی طرف مضاف ہے اور تشبیہ مبارکباد کی طرف پہونچے کے ظاہر ہے کہ باعتبار
حقیقت کے ممکن نہین مگر بر سبیل استعارہ کے اور استعارہ سوا ان امور مذکورہ کے
تین قسم اور ہی قسم پہلی یہ ہے کہ اسمین نہ مستعار لہ کی مناسبات مذکور ہون اور نہ
مستعار منہ کی اس قسم کو مطلقہ کہتے ہین مثلاً کہین کہ ہمنے ایک شیر کا دیکھا تھا اور
مراد شیر سے بہادر ہو قسم دوسری وہ ہے کہ فقط مستعار لہ کی مناسبات مذکور کرین
اس استعارہ کو مجردہ کہتے ہین جیسے یہ کہ ہمنے میدان جنگ مین شیر دیکھا تھا لفظ
میدان جنگ کا مناسب شیر کے اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا شعر گل نے شبنم سے
الماس تو کھایا لیکن + ہاتھ مین غنچہ لالہ کے ابھی افیون ہے + داغ افیون سے استعارہ
کیا ہے اور فقط مناسب مستعار لہ کا مذکور ہے یعنی لالہ قسم تیسری وہ ہے کہ فقط مستعار منہ
کی مناسبت مذکور کیجاوین اور اسکو مرشحہ کہتے ہین جیسے اس شعر مین سودا کے
شعر دکھلائیے جا کر تجھے مصر کا بازار + پر وان کوئی خواہان نہین اس جنس
گران کا + بازار اور گران مناسب مستعار منہ یعنی جنس کے ہے اور کبھی تجرید اور
ترشیح دونون ایک جا مین جمع ہو جاتی ہین یعنی مستعار لہ اور مستعار منہ دونون
کی مناسبات مذکور ہوتی ہین چنانچہ اس شعر مین سودا کے شعر ترا نہ ہے بزر مہر
خریدار فلک پر + یوسف کی نہ تھی گرمی بازار فلک پر + مستعار لہ شعاع آفتاب ہے
اور مستعار منہ زر ہیں مناسب مستعار لہ کے فلک اور مصر ہے اور مناسب مستعار منہ

فرید الدہر بعد گرمی بازار اسی قبیل سے ہے یہ شعر بھی سودا کا کہ پہلے بھی اور امر کی مثال
میں مذکور ہو چکا ہے شعر چمن میں تجھکو آتے سنکر باد سحر یہ گھبرائی + ساغر جب تک لا وین
لا وین ہین توڑ سبو کو جام کیا + مستعار لہ غنچہ اور گل ہے اور مستعار منہ سبو اور جام
مناسب اول کے ہے چمن اور باد سحر اور مناسب دوم کے ہے معشوق کا آنا
کہ شراب نوشی اسکو لازم ہے اور ذکر ساغر اور جام نا چاہیے کہ استعارہ مین یہ نسبت
تجرید کے ترشیح مین زیادہ تر بلاغت ہے کسواسطے کہ مستعار لہ کی مناسبات کے ذکر
کرنے کو کہتے ہین اور ترشیح مستعار منہ کی اور یہ معلوم ہے کہ استعارہ مین مشبہ کو بعینہ
مشبہ بہ ٹھہراتے ہین جب مشبہ بہ کی مناسبات مذکور کی گئی اس ادعا مین زیادہ تر تاکید
ہوگئی اور ایک قسم استعارہ کی ہے کہ اسکو تمثیل بر سبیل استعارہ کہتے ہین اسواسطے کہ
اسمین ذکر مشبہ بہ کا اور ارادہ مشبہ کا ہوتا ہے اور یہی طریق ہے استعارہ کا اور کبھی
مطلق تمثیل بھی کہتے ہین بے قید استعارہ کے اور اسی کو مجاز مرکب کہتے ہین تعریف
تمثیل وہ استعارہ ہے کہ اسکی وجہ جامع کئی چیز سے حاصل ہو اور اس استعارہ
مین مستعار لہ اور مستعار منہ بھی کئی چیز سے حاصل ہوتے ہین مثلاً کوئی شخص ایک امر
کا کبھی اقبال کرے اور کبھی انکار تو اسکے حق مین کہین کہ وہ کبھی گریز کرتا ہے اور کبھی
پھر مستعد ہوتا ہے اسکے قبول اور انکار کی ہیئت مجموعی کو ایسی حالت سے استعارہ
کیا ہے کہ کوئی شخص کبھی میدان جنگ سے بھاگ جاوے اور کبھی پھر مقابلہ مین آمادہ ہووے
اور اسی قبیل سے ہے یہ مثل مشہور ہے کہ اسنے انگلی کے پکڑتے پہونچا پکڑا یہ ایسے محل مین
کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی سے اول ایک امر سہل طلب کرے جب وہ اسکو انصرام
کردے تو وہ بعد اسکے امر سے متزائد اور سوال کرے یا کہین کہ اسکا کھچڑی کی

کھانے سے پہونچا اُترا یہ ایسے محل مین کہتے ہین کہ تھوڑے سے بوجھ اٹھانے سے
ضعف پیدا ہوجاوے اُن حالتون کو ایسی حالتون کے ساتھ استعارہ کیا ہے یا کہین
کہ چلتی گاڑی مین روڑا اٹکا یہ ایسے موقع مین کہتے ہین کہ کوئی کام اچھی طرح سے جاری
ہو اور ناگہان اسمین قبیح واقع ہوجاوے اسی قبیل سے ہے چھاتی پر مونگ دلنا
یعنی مشقت پہونچانا اور ہمارا وار چلگیا یعنی ارادہ پورا ہوا اور اُسکا چراغ گل ہو گیا
یعنی اقبال جاتا رہا اور سنگ آمد وسخت آمد یعنی بہت مشکل در پیش آئی اسی
قبیل سے ہے یہ شعر شعر سر اُترتے ہی سبکدوش ہوئے ورنہ ہنوز اپنا سامنہ لیے پھرتے
تھے خجل قاتل سے + شعر میر کا شعر تھی لاگ اُسکی تیغ کو ہمسے سو عشق نے
دونون کو معرکہ مین گلے سے ملا دیا + پہلے شعر مین سبکدوش ہونا عبارت ہے
خجالت کے رفع ہونے سے اور توجیہ شعر کی یہ ہے کہ چونکہ سر ہمارا اُسکے کام نہین
آیا تھا سو ابتک قاتل سے انفعال تھا اور جب سر اُتر گیا وہ انفعال رفع ہوگیا
اور خجالت دور ہونے کی حالت کو بوجھ کے سر سے اُترنے کے ساتھ استعارہ
کیا ہے اور سر کے اُترنے سے سبکدوش ہونا باعتبار معنی حقیقی کے مناسبات سے ہے
چنانچہ متامل پر ظاہر ہے اور دوسرے شعر مین تلوار کے گلے پر رکھنے کو گلے ملنے سے
استعارہ کیا ہی بیان استعارہ بالکنایہ کا پوشیدہ نرہے کہ جسوقت کہ مشبہ بہ کو ترک کرین
اور مشبہ کو مذکور اور وہ شے کہ مشبہ بہ سے خصوصیت رکھتی ہی اُسکو ثابت کرین مشبہ کیواسطے
اُسکو بالکنایہ کہتے ہین مثلاً کہین کہ موت کے چنگل سے بچنا محال ہے موت کی تشبیہ
منظور ہے جانور درندہ کے ساتھ اور جو چیز درندہ سے خصوصیت رکھتی ہے
یعنی چنگل اُسکو موت کے واسطے ثابت کیا ہی پس مشبہ بہ متروک کے ساتھ دل مین

تشبیہ دینے کو استعارہ بالکنایہ کہتے ہین یعنی استعارہ ہی کنایہ کے ساتھ اسواسطے
کہ مشبہ بہ کی تصریح نہین کی اور اُسپر اُسکے لوازم نے دلالت کی ہی اور تصریح نہ کرنے کا
نام کنایہ ہے یہ وجہ بالکنایہ کہنے کی ہوئی اور استعارہ کہنا اُسکا مناسبت سے
خالی ہے اور مشبہ بہ کے خواص کو مشبہ کیواسطے ثابت کرنے کا نام استعارہ تخییلیہ ہے
اسکو استعارہ اسواسطے کہتے ہین کہ وہ امر کو مشبہ بہ کے خواص سے تھا مانگا گیا ہے
مشبہ کیواسطے اور تخییلیہ اسواسطے کہ وہ مانگا گیا ہے بسبب اس تخیل کے کہ مشبہ بعینہ
مشبہ بہ کی جنس سے ہے جب یہ خیال مین ٹھہرا کہ موت جنس سے درندہ کے ہے پس
چنگل کہ خصوصیت درندہ سے رکھتا ہی بالضرورت اُسکے واسطے ثابت ہوا اسی
قبیل سے ہے یہ شعر شعر نہ جانے دل مین ترے کیون نہین اثر ورنہ ۔ یہ آہ وہ ہی کہ
سپہر کے پار ہوتی ہے ۔ آہ کو تیر سے تشبیہ دی ہی جب یہ معلوم ہو چکا تو اب سُننا چاہیے
کہ وہ لوازم مشبہ بہ کے کہ مشبہ کے واسطے ثابت کیے جاتے ہین تین طرح پر ہوتے ہین
اول یہ کہ وجہ شبہ بدون اُن لوازم کے مشبہ بہ مین کامل نہین ہو سکتی جیسے ذکر چنگل
کا مثال مذکور مین کسواسطے کہ بغیر چنگل درندہ کے تھو پکڑنا اور دابنا شکار کا
اچھی طرح سے نہین ہو سکتا اور دوسرے یہ کہ وجہ شبہ مشبہ بہ مین بغیر اُنکے
قائم نہین ہو سکتی مثلاً کہین کہ اُسکا چہرہ کہے دیتا ہے بشرطیکہ کہنے مین استعارہ
تبعیہ مقصود ہو اس صورت مین چہرہ مشبہ ہوا اور شخص بولنے والا مشبہ بہ اور
کہنا بولنے والے کے لوازم سے ہے کہ وجہ شبہ کو مشبہ بہ مین قائم رکھتا ہے
کسواسطے کہ وجہ شبہ دلالت ہی اور دلالت قائم ہوتی ہے بولنے سے اور تیسری
قسم یہ ہے کہ اُن لوازم کو نہ وجہ کے کامل کرنے مین نہ قیام مین دخل ہو اور

نہ قائم کرنے مین جیسے اس شعر مین شعر ۔ پیسا زلف تمہ دار ایان بزم حسن مین جا کر بنایا
شاخ طوبی پر ہے دل نے آشیان اپنا ✦ دل کو اپنے نزدیک شاعر نے مرغ سے تشبیہ
دی ہے اور اسکے واسطے آشیانہ ثابت کیا اور آشیانہ کو کچھ وجہ شبہ کی تکمیل اور
قوام مین دخل نہین کسواسطے کہ وجہ شبہ یہان بیقراری اور جلد پہونچنا ہے اور
بعض استعارہ تخیلہ ایسا ہوتا ہے کہ اسمین احتمال استعارہ تحقیقیہ اور تخیلہ دونون کا
ہوتا ہے ایسے استعارہ کو محتملہ للتحقیق والتخییل کہتے ہین یعنے ایسا استعارہ ہو کہ احتمال
تحقیق اور تخییل دونون کا رکھتا ہو مثلاً یہ لفظ عوام کی زبان پر ہو کہ اسکو اجل کا تھپیڑا
لگا تھپیڑا امر زدہ ہوتا ہے ہاتھ سے اور ہاتھ شخص کے ساتھ مختص ہے پس اجل کو
پہلے دل مین استعارہ شخص کے ساتھ کرکے اسکے واسطے ہاتھ ثابت کیا اور
قرینہ ہاتھ ثابت کرنے کا لفظ تھپیڑے کا ہے کسواسطے کہ ہاتھ سبب ہے تھپیڑنے کے
واسطے یہان سے معلوم ہوا کہ استعارہ تخیلہ مین جو چیز کہ مشبہ بہ کے ساتھ مختص ہو بجاے
اسکے اسکا سبب بھی قرینہ کے واسطے مذکور ہو سکتا ہے پس یہان اگر استعارہ
اجل اور شخص مین فرض کرین استعارہ بالکنایہ ہو اور ہاتھ اسکے واسطے ثابت
کرنا استعارہ تخیلہ ہے اور اگر اجل کے صدمہ کو تھپیڑے سے تشبیہ دلوین یہ استعارہ
تحقیقیہ ہو جاویگا اور استعارہ بالکنایہ باقی نہین رہیگا اسواسطے کہ مثل سابق کے
یہان کسی کے واسطے ہاتھ ثابت نہین کیا اور اسی قبیل سے ہے یہ شعر شعر عشق نے
جب سے کی جگہ دل مین ✦ عقل کے واسطے جگہ نہ رہی ✦ اگر عشق کو شخص فرض
کرین اور اسکے واسطے گھر ثابت کرین استعارہ بالکنایہ اور تخیلہ ہے اور اگر عشق کے
ثبات اور تمکن کو گھر کرنے سے تشبیہ دلوین استعارہ تحقیقیہ ہے جاننا چاہیے

کہ ایسی صورتوں مین استعارہ تحقیقیہ کے احتمال کے وقت استعارہ بالکنایہ کا باقی
نہ رہنا تلخیص المفتاح کے مصنف کے مذہب کے موافق ہے کسواسطے کہ اُسکے نزدیک
استعارہ بالکنایہ کا قرینہ سوائے تخییل کے اور کوئی چیز نہین ہوسکتی اور جنکے نزدیک
استعارہ تحقیقیہ بھی استعارہ بالکنایہ کا قرینہ ہوسکتا ہے اُنکے نزدیک استعارہ بالکنایہ
باقی رہتا ہی مثلاً یہ کہین کہ اُسنے عہد توڑ دیا اس سے عہد کا باطل ہونا مراد ہے عہد کو
ذہن مین رسی سے تشبیہ دی ہے اور باطل ہونا امر تحقیقی ہے کہ عہد اور ٹوٹی ہوئی رسی
دونون مین متحقق ہے جب یہ معلوم ہو گیا اب معلوم کیا چاہیے کہ استعارہ بالکنایہ
اور تخییلہ مین مشبہ بہ کے کرنے سے ثابت ہوا کہ یہ دونون امر مجاز نہین داخل ہین کسواسطے
کہ مشبہ اور وہ امر کہ مشبہ بہ سے مختص ہے اپنے معنی حقیقی مین مستعمل ہوتے ہین اور
مجاز اُس لفظ کو کہتے ہین کہ معنی غیر حقیقی مین استعمال کیا جاے مثلاً اجل اور ہاتھ سے
اوپر کی مثال مین بھی اجل اور ہاتھ مراد ہے پس استعارہ بالکنایہ اور تخییلہ کا ذکر
ذیل مین مجاز کے بوجہ ہے لیکن اسواسطے مذکور کیا ہے کہ استعارہ کو جن جن معنون پر
اطلاق کرتے ہین اُنکی تکمیل ہوجاوے لیکن قدمانے قرار دیا ہے کہ جو چیز متروک
ہوتی ہے وہ مشبہ بہ اور جو مذکور ہے وہ مشبہ ہی یعنی جانور درندہ کے ساتھ اجل کو
تشبیہ دی ہے پس لفظ مستعار جانور درندہ ہی اور مستعار منہ معنی اُسکے اور مستعار لہ
اجل بعینہ جیسے اسد کا استعارہ واسطے رجل شجاع کے ہے مگر لفظ مستعار
کی تصریح نہین کی اور فقط اُسکا لازم مذکور کیا ہے تاکہ اُسکے سبب سے اُسکی
طرف ذہن منتقل ہوجاے اور تصریح نہ کرنا شان سے کنایہ کے ہی پس اب درندہ
استعارہ بالکنایہ ہوا نہ وہ تشبیہ ٹھہرائی ہوئی دل مین جیسے پہلے مذکور ہوا اور کاکی

مفتاح العلوم کے مصنف نے استعارہ بالکنایہ کے معنی یہ کہے ہین کہ مشبہ مذکور ہو
اور مشبہ بہ مراد ہو باین معنی کہ یہ مذکور وہی مشبہ بہ ہے مثلاً اجل ذکر کرین اور اسکو یہ سمجھین
کہ یہ جانور درندہ ہے اور یہی سمجھکر اسکی طرف چنگل کو مضاف کرین یہ سمجھکر کہ یہ مشبہ بہ ہے
اور مشبہ بہ کے لوازم اسکے واسطے ثابت کیے گئے ہین اس تقریر سے پہلے معنی مین
اور اسمین فرق ثابت ہوا اور اُس فاضل نے استعارہ تخییلہ کو استعارہ بالتصریح کی
قسم ٹھہرائی ہے اور کہا ہے کہ استعارہ بالتصریح دو قسم ہے تحقیقیہ اور تخییلیہ یہ کہ مشبہ
متحقق ہو خواہ باعتبار حس کے خواہ باعتبار عقل کے اور تخییلیہ یہ کہ اُسکے معنی نہ باعتبار
حس کے متحقق ہون اور نہ باعتبار عقل کے اور تخییلیہ یہ کہ اس استعارہ مذکورہ مین
کیونکہ چنگل کے معنی مشبہ مین متحقق نہین نہ باعتبار حس کے اور نہ باعتبار عقل کے
اور یہ تحقیق بہت تفصیل رکھتی ہے اس مقام کے مناسب نہین بیان اسی قدر
کافی ہے خلاصہ یہ ہے کہ استعارہ بالکنایہ اور تخییلیہ کی تحقیق مین تین قول ہین ایک قول
تلخیص المفتاح کے مصنف کا دوسرا قول قدما کا تیسرا قول سکاکی کا اول مفصل بیان
ہوا دوسرے اور تیسرے قول کا خلاصہ مذکور ہوا اور اگر تفصیل چاہیے علامہ تفتازانی
کے مطول مین مطالعہ کرلین اسقدر تفصیل اور جاے مین ظاہر ممکن نہین

شجرہ تیسرا مجاز مرسل کے بیان مین

مجاز مرسل اُس لفظ کو کہتے ہین کہ اسکو استعمال کیا ہو ایسے معنی مین کہ وہ معنی
موضوع لہ کے غیر ہے اور ان دونون معنی مین سوا مشابہت کے کچھ اور علاقہ ہو مثلاً
کہین کہ اُسکا ہاتھ نہین پہونچتا یعنی مقدور ظاہر ہے کہ لفظ ہاتھ کا بنایا گیا ہے
واسطے ایک عضو کے اور قدرت کے معنی مین استعمال کیا گیا ہے ان دونون معنی مین

علاقہ سبب اور مسبب کا ہے کسواسطے کہ ہاتھ سبب ہے قدرت کا اور قدرت
سبب ہے یعنی ہاتھ سے ایسے افعال صادر ہوتے ہین کہ قدرت پر دلالت کرتے
ہین اب معلوم کیا چاہئیے کہ مجاز مرسل کا علاقہ کئی قسم ہو ایک قسم یہ کہ جو لفظ جزو کیواسطے
موضوع ہے اُسکو کل پر اطلاق کرین یعنی چیز اُسکے ٹکڑے کا نام رکھدین مثلاً کوئی
بارود کا وضع کیا گیا ہے یعنی شورہ کے اور اب اُسکو کہنے لگے ہین کہ شورہ اور
کوئلا اور گندھک ملکر بنتی ہے اور اسی قبیل سے ہے سر یعنی سردار کے دوسری
قسم یہ ہے کہ جو لفظ کل کے واسطے وضع ہوا ہو اُسکو جزو پر اطلاق کرین مثلاً کوئی
شخص کہے کہ میرے ہاتھ یا پاؤن یا سر مین چوٹ لگی ہے ظاہر ہے کہ سارے عضو
مین چوٹ نہین لگی بلکہ ایک جزو مین اُسکے چوٹ لگی ہوگی یا کہین کہ اُسنے رعد
کی آواز سنکر اُنگلی کان مین دی یا ناخن سے اُنگلی دانت مین دابی یہ ظاہر ہے
کہ ساری اُنگلی نہ کان مین دی ہے اور نہ دانت مین دابی ہے بلکہ جزو اُسکا
یعنی پور اُنگلی کی تیسری قسم یہ کہ مسبب پر سبب کا نام رکھین جیسے ہاتھ یعنی قدرت
کہ اول مذکور ہو چکا یا کہین کہ یہ بادل خوب برسا برسا شان سے پانی کی ہے
اور بادل پانی کے برسنے کا سبب ہے چوتھے یہ کہ سبب پر مسبب کا نام رکھین
یہ سابق کا عکس ہے جیسے بعضے آدمی روزمرہ مین کہتے ہین بوقت مینہ برسنے کے کہ یہ
اناج برستا ہے ظاہر ہے کہ پانی برستا ہے لیکن پانی برستا سبب ہے اناج کے اُگنے کا پانچوین
قسم یہ کہ کسی چیز پر کسی اسم کا اطلاق کرین باعتبار زمان سابق کے
مثلاً حاکم چند یتیم کا مال بسبب اُنکے صغر سن کے اپنے خزانہ مین امانتاً
رہنے دیوے اور بعد اُنکے بالغ ہونے کے اپنے کارکنون سے کہے

کہ یتیمون کا مال انکو حوالہ کرو ظاہر ہو کہ بعد بالغ ہونے کے یتیم نہین رہے بلکہ پہلے بالغ
ہونے سے یتیم تھے اسی قبیل سے ہے یہ امر کہ کوئی شخص سابق مین مثلاً عرب مین متوطن
تھا اور ایک مدت سے ہند مین آکر بود و باش اختیار کرے اُسکو عرب کہا کرتے ہین
اور ہندوستانی نہین کہتے سوا اسکے اسی قیاس پر چھٹی قسم یہ کہ کسی شے پر
کسی ایسے نام کا اطلاق کرین کہ زمان آیندہ مین وہ نام اُسپر صادق آجاوے گا
مثلاً کوئی شخص سونے یا چاندی کی کان کھودے اور کہے کہ مین اس کان مین سے
سونا یا چاندی نکالتا ہون ظاہر ہے کہ بالفعل اُسمین سے خاک نکلتی ہے اور بعد
عمل مقرری کے اُس سے جو حاصل ہو گا اُسکا نام سونا یا چاندی رکھا جاویگا ساتوین
یہ کہ جاے مذکور کرین اور مراد وہ شے ہو کہ اُس جاے مین ہے مثلاً ہمارا
حال سارا شہر جانتا ہے یعنی سارے شہر کے رہنے والے جانتے ہین اور اسی
قبیل سے ہے نہر کا جاری ہونا یا پرنالہ کا چلنا کس واسطے کہ جاری حقیقت مین پانی
ہوتا ہے آٹھوین قسم یہ کہ جاے مین ہونے والی چیز مذکور کرین اور جاے مراد
رکھین جیسے نشہ سے شراب مثلاً یون کہین کہ وہ شخص نشہ پیے ہوئے تھا ظاہر ہے
کہ نشہ شراب مین ہے اور شراب پی جاتی ہے نوین قسم یہ کہ واسطہ اور آلہ کسی چیز کا
مذکور کرین اور اس سے وہ چیز مراد ہو مثلاً زبان سے سخن مراد ہو چنانچہ روزمرہ مین
متعارف ہے کہ ولایتیون کی زبان فارسی ہے یا ہندوستانیون کی زبان اُردو ہے ظاہر
ہے کہ زبان آلہ سخن کا ہے اور اُس سے سخن مراد ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس

تبصرہ چوتھا کنایہ کے بیان مین

معلوم کیا چاہیئے کہ کنایہ لغت مین پوشیدہ سخن کہنے کو کہتے ہین یعنی بات کھولکر

سے کہنے کو اور علم بیان کی اصطلاح مین کنایہ دو چیز کو کہتے ہین اول معنی مصدری
یعنی ذکر کرنا لازم کا اور مراد ہونا ملزوم کا مع جائز ہونے ارادہ لازم کے اور دوسرا
وہ لفظ ہے کہ اُسکے معنی مراد نہ ہون بلکہ وہ چیز مراد ہو کہ اُسکے معنی کو لازم ہے اور اگر اُسکے
معنی بھی مراد رکھین تو بھی جائز ہو جیسے لفظ طویل النجاد کا عربی مین اور اس کتاب
کی ابتدا مین اسکا ذکر کیا گیا ہے کہ نجاد بمعنی پرتلے کے ہے اور طویل بمعنے دراز کے
اور طویل النجاد بمعنے اُس شخص کے جسکا پرتلا لنبا ہو اور لنبے پرتلے کو لازم ہے کہ قد کا لنبا
ہونا پس مراد طویل النجاد سے لنبے قد والے ہے اور اگر اُس مراد کے ساتھ پرتلے کی درازی
بھی مراد ہو تو بھی ہو سکتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ کنایہ مین معنی حقیقی اور لازم
دونون اکٹھے مراد ہوتے ہین لیکن ہم دیکھتے ہین کہ بعضے وقت طویل النجاد
دراز قد کو باوجودیکہ پرتلا نہ رکھتا ہو بھی کہنا درست ہے اس صورت مین دونون
کا مراد ہونا متصور نہین پس پہلا مذہب حق ہے اور جن لوگون نے کہا ہے کہ کنایہ
مین لفظ سے معنی مراد ہوتے ہین اور اُسکا لازم مراد رکھنا بھی جائز ہوتا ہے یہ محض
غلط ہے کسواسطے کہ طویل النجاد سے درازی قد کی مراد ہے نہ درازی پرتلے کی
اور بعضون نے انکا کلام کرنے کیواسطے یہ تاویل کی ہو کہ معنی سے لازم مراد ہے کیونکہ
لفظ سے لازم کا ارادہ کرتے ہین اور لازم سے معنی حقیقی مراد ہی کسواسطے کہ لزوم
دونون طرف سے ہوتا ہے پس لازم ایک وجہ سے ملزوم ہوا اور جب وہ ملزوم ہوا
معنی حقیقی اُسکے واسطے لازم ہو گئے لیکن یہ تاویل بہت بعید ہی اور شاید اُن لوگون کی
یہ مراد ہو کہ لفظ اول مین معنی حقیقی مراد ہوتے ہین اور اُس سے انتقال ہوتا ہے لازم کی
طرف لیکن یہ بھی رکاکت سے خالی نہین بہر صورت کنایہ و مجاز مین فرق یہ ہی کہ کنایہ مین

لازم مراد رکھتے اور اگر ملزوم مراد رکھین تو بھی جائز ہے اور مجاز مین فقط لازم ہوتا ہے اب معلوم کیا چاہیے کہ کنایہ تین قسم پر ہے قسم اول یہ کنایہ سے ذات موصوف کی مطلوب ہو اور یہ دو قسم پر ہے قریب اور بعید قریب یہ کہ ایک صفت کسی موصوف معین سے خصوصیت رکھتی ہو اس قسم کو قریب اسواسطے کہتے ہین کہ بسبب ایک ہونے صفت کے انتقال موصوف تک دشوار نہین جیسے عرف مین کالے سر کا آدمی کو کہتے ہین اور بعید یہ ہے کہ کئی صفت آپسمین ملکر سب کی سب ایک موصوف کے ساتھ مختص ہون اگرچہ الگ الگ اور مین بھی پائی جاوین اور اُسکو بعید اسواسطے کہتے ہین کہ کئی صفت موصوف کی طرف انتقال سہولت سے نہین ہوسکتا مثلاً انسان کو کہین ایسا حیوان کہ قد اوسکا سیدھا اور ناخن اُسکے چوڑے ہین ظاہر ہے کہ یہ سب چیزین اکٹھی انسان ہی مین ہین اگرچہ علیحدہ علیحدہ اور شی مین بھی پائی جاتی ہین مثلاً حیوان سوا انسان کے فرس اور بقر اور غنم وغیرہ اور سیدھا قد بن مانس کا بھی ہوتا ہے کہ اسکو فارسی مین نسناس کہتے ہین اور ناخن چوڑے ہاتھی کے بھی ہوتے ہین مگر یہ سب اکٹھے بجز انسان کے اور مین نہین ہین مثال اول کی یہ شعر ہے شعر ترا نظیر وہ ہے جسکو تو آئنہ مین - کہتا ہے دیکھ اللہ ایسے بھی آدمی ہین - ظاہر ہے کہ معشوق جسکو آئینہ مین دیکھکر ان الفاظ سے یاد کرتا ہے وہ آپ ہی ہے اور مثال دوسرے کی یہ شعر ہے شعر ساقی وہ دے ہمین کہ ہون جسکے سبب بہم + محفل مین آب و آتش و خورشید ایک جا + ظاہر ہے کہ یہ ساری چیزین شراب مین ہین کسواسطے کہ شراب خود پانی ہے اور باعتبار سرخی رنگ اور گرمی کے آتش سے اور باعتبار روشنی کے اور پیالہ مین شکل دور ٹکڑنے کے آفتاب سے

اسکو تشبیہ ہوتی ہے چنانچہ فارسی جاننے والون پر یہ بات اچھی طرح سے ظاہر ہے
قسم دوسری یہ کہ کنایہ سے فقط صفت مطلوب ہو جیسے بخشش اور کرم اور شجاعت
اور قد کی درازی اور شرارت اور مثل انکے اور صفتین یہ بھی دو قسم پر ہین قریب
اور بعید قریب وہ ہے کہ لازم اور ملزوم مین کچھ واسطہ نہو یعنی اسطرح نہو کہ لازم سے
اول کچھ اور چیز سمجھین اور بعد اُسکے ملزوم یا کہ لازم ہے ملزوم ہی سمجھا جاوے
اور یہ بھی دو طرح پر ہے واضح اور خفی واضح یہ ہے کہ لازم سے ملزوم ہی تک ذہن
بے تامل پہونچ جاوے جیسے سفید ریش کے لفظ سے سمجھا پیری کا اسی قبیل سے ہے
یہ شعر بقا کا شعر دیکھ جو آئینہ کہتا ہے کہ اللہ رے مین + اُسکا مین چاہنے والا
ہون بقا واہ رے مین + اور یہ شعر ممنون کا شعر آج آفت تھی یون خشمگین تو کب تھا
آستین مالیدہ وچین برجبین تو کب نہ تھا + آئینہ دیکھکر وہ لفظ کہتا کمال غرور پر
دال ہے اور آستین مالیدن آستین چڑھ جانے کو کہتے ہین اور آستین چڑھانا اور
چین برجبین ہونا خشم اور غضب مین ہوتا ہے اور یہ امور واضح ہین اور خفی یہ کہ انتقال
ذہن کا ملزوم تک بعد تامل کے مثلاً کہین یعنے قد کا آدمی یا ٹھنگنے قد کا یا کیری
آنکھ والا یا کوتہ گردن اول سے احمق اور باقی سے شریر مراد ہے اسواسطے کہ کہتے ہین
کہ دراز قد والا احمق اور ٹھنگنے قد اور چھوٹی گردن اور کیری آنکھون والا شریر ہوتا ہے
اور یہ ہر ایک کو نہین معلوم ہوتا لیکن ان مثالون مین یہ بھی شرط ہے کہ معنی حقیقی بھی
پائے جاتے ہون اگرچہ کنایہ مین یہ امر لازم نہین اور بعید وہ ہے کہ لازم اور
ملزوم مین واسطہ ہو یعنی اول کچھ اور چیز سمجھی جاوے اور بعد اُسکے ملزوم اسکی
مثال کثیر الرماد اور مہزول الفصیل ہے کہ کتاب کی ابتدا مین انکا مفصل بیان

ہو چکا قسم تیسری یہ ہے کہ کسی امر کا اثبات یا نفی اسکی مطلوب ہو مثال اثبات کی مثلاً جب زید کی سی فتنہ گری عمرو مین ثابت کرنی منظور ہو تو کہین کہ وہ دونون ایک سانچے کے ڈھلے ہوئے ہین یعنی ویسی فتنہ گری اسمین بھی ہے یا کہین کہ لباس فقر کا شیر کا ہے یعنی فقیرون مین صفت شیر کی ہے اور یہ قدرت سے خالی نہین ہوتی یا جسوقت کوئی کسی شخص کی کمال حمایت اور رعایت کرے اور ہر کلام اسی کی بھلائی مین کہتا رہے تو کہین کہ یہ تو اُسی کا جامہ پہنے ہوئے ہے یا کسی کی نامردی کے ثابت کرنے کے واسطے کہین کہ اسنے بالکل جامہ عورت کا پہن لیا اسی قبیل سے یہ شعر میر کا ہے شعر اب کے جنون مین فاصلہ شاید نہ کچھ رہے + دامن کے چاک اور گریبان کے چاک مین + دونون چاکون مین فاصلہ نہ رہنے سے مراد یہ ہے کہ گریبان پھٹ پھٹ جاوے مثال نفی کی یہ مثل مشہور کنوین مین بھنگ پڑی ہے اسکو ایسے محل مین کہتے ہین کہ ایک جاے سب لوگ ایک امر نا معقول پر متفق ہو جاوین اور اُسکی قباحت کسی کے ذہن مین نہ آوے اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ عقل کسی مین نہین اسواسطے کہ جب بھنگ کنوین مین پڑیگی اُسکا اثر پانی مین آویگا اور وہ پانی وہان کے سب رہنے والے پئین گے اور پینے سے سب کو نشہ حاصل ہوگا اور نشہ سے سب کی عقل زائل ہو جاویگی پوشیدہ نرہے کہ اگر کنایہ مین موصوف مذکور نہو اُسکو تعریض کہتے ہین مثلاً جب کسی شخص سے حرکتین نالائق سرزد ہون تو کہین کہ آدمی وہ ہو کہ جسمین آدمیت ہو یا کسی دوست سے اذیت پہونچے اور اسوقت کہین کہ دوست وہ ہے کہ جس سے کچھ فائدہ پہونچے ان دونون مثالون سے مقصود یہ ہو کہ اُسمین آدمیت ہے اور نہ اسمین فائدہ رسانی

یا جیسے کسی پر طعنہ زنی کے واسطے کہین کہ اس زمانے کے یار آشنا کش ہین یعنی معلوم ایسا ہے اسکو بعرض اسواسطے کہتے ہین کہ عرضہ بالضم بمعنی طرف اورجانب کے ہے گویا اشارہ ایک جانب کرتے ہین اور مراد اورجانب ہوتی ہے اور اگر کنایہ مین ملزوم تک واسطے بہت ہون جیسے کثیر الرماد وغیرہ چنانچہ اوپر کی مثالون مین بیان ہوا اسکو تلویح کہتے ہین اور تلویح کے معنی ہین دور سے اشارہ کرنا چونکہ اسمین واسطون کی کثرت سے ملزوم دور پڑجاتا ہے اسواسطے اسکا نام تلویح رکھا ہے اور اگر واسطے بہت نہین ہین لیکن کچھ تھوڑی سی پوشیدگی ہے اسکو رمز کہتے ہین اور رمز کے معنی نزدیک سے اشارہ کرنے کے ہین بطریق پوشیدگی کے ابرو یا لب سے جیسے دراز قد یا ٹھنگنے قد والا وغیرہ اسکے چنانچہ پہلے بیان ہوا اور اگر اسمین نہ کچھ پوشیدگی ہے اور نہ کثرت واسطون کی اسکو ایما اور اشارہ کہتے ہین جب یہ معلوم ہوچکا اب سننا چاہیئے کہ مجاز مین بہ نسبت حقیقت کے اور کنایہ مین بہ نسبت صریح بیان کرنے کے اور استعارہ مین بہ نسبت تشبیہ کے بلاغت زیادہ ہے اسواسطے کہ مجاز مین معنی حقیقی مراد نہین ہوتے بلکہ اسکا لازم مراد ہوتا ہے اور حقیقت مین معنی حقیقی کہ جسکو موضوع لہ کہتے ہین خود مراد ہوتے ہین مثلاً کوئی کہے کہ مین نے سرو دیکھا تھا یعنی قد معشوق کا اور ایک کہے کہ مین نے قد معشوق کا دیکھا تھا پس ظاہر ہے کہ اول مین بہ نسبت دوسرے کے بلاغت بہت ہے اور اسی طرح کنایہ ملزوم سے لازم مراد ہوتا ہے پس گویا یہ دونون بمنزلہ ایسے دعوی کے ہین کہ مع گواہ کے ہو کسواسطے کہ ملزوم اپنے لازم کے ہونے پر گواہ ہے یعنی ملزوم کا ہونا تقاضا کرتا ہے اس امر کا کہ اسکا کوئی لازم ہے یہ نہین ہوسکتا کہ ملزوم ہو اور لازم نہو اور تشبیہ مین وجہ شبہ مشبہ کے اندر مشبہ سے کامل ہوتی ہے

اور استعارہ مین مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ ٹھہرا لیتے ہین اور تشبیہ کی بو بھی درمیان مین نہین ہوتی ہے اور ایک قرینہ ایسا ہوتا ہے کہ معنی موضوع لہ کے مراد نہونے پر دلالت کرتا ہے یہ امر بھی بمنزلہ ایسے دعوے کے ہوا کہ مع گواہ کے ہے یہان تک پہلا حدیقہ تمام ہوا او

کیفیت علم بیان کی مفصل ہو چکی اب حدیقہ دوسرا شروع ہوتا ہے

حدیقہ دوسرا علم بدیع مین

بدیع ایک علم ہے کہ اس سے چند امور ایسے معلوم ہوتے ہین کہ وہ کلام کی خوبی کے باعث ہین اور ان امور سے خوبی کلام کی جب ہے کہ پہلے علم معنی اور علم بیان کے قواعد سے مزین ہو چکا ہو کسواسطے کہ اگر کلام ایسا نہوگا تو ان امور کا کلام مین استعمال کرنا ایسا ہی کہ جیسے ایک بدصورت کو زیور پہنا دین بیت زشت باشد دبیقی و دیبا + کہ بود عروس نازیبا + اور یہ کہنا کہ وہ امور کلام کی خوبی کے باعث ہوتے ہین کہ پہلے کلام صفات مذکورہ سے متصف ہوئے اسواسطے کہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ استعمال ان امور کا واجب نہین بلکہ مستحسن ہے کیونکہ باوجود پہلی زینت کے اگر یہ زیور بھی اُسکے ہمراہ ہوگا تو کلام کی زینت دوچند ہو جاویگی اور اگر یہ نہوگا تو زینت پہلی اُسکے واسطے بہت ہے جیسے عروس خوبصورت پر زیور موجب زیادتی رونق کا ہو والا حسن خداداد بھی دلربائی کی بات مین کم نہین ہرکیف ان امور کو صنائع اور بدائع بھی کہتے ہین اور صنائع اور بدائع دو قسم پر ہین قسم پہلی صنائع معنوی کہ اُنسے معنی مین خوبی حاصل ہوتی ہے قسم دوسری صنائع لفظی کہ اُنسے لفظ مین خوبی حاصل ہوتی ہے اور چونکہ لفظ معنے کا تابع ہوتا ہے اسواسطے کہ مقصود اصلی معنے ہے اور لفظ اُسکے واسطے بنایا جاتا ہے اسواسطے کہ ہمنے

نہم

معنوی کو پہلے بیان کرنا چاہیئے اور صنائع لفظی کو بعد اور از بسکہ صنائع اور بدائع دو قسم پر ہین اس حدیقہ مین دو فصل کی گئین اور ہر فصل کا نام حدیقہ کی مناسبت سے چمن رکھا گیا

چمن پہلا صنائع معنوی مین

صنعت طباق اسکو تطبیق اور مطابقت اور تکافو اور تضاد بھی کہتے ہین یہ صنعت اسطرح سے ہے کہ ایسی دو لفظ کہ ایک معنی دوسرے کے معنی کے مخالف ہون ایک جا مین ذکر کرین خواہ دونون فعل ہون خواہ دونون اسم خواہ ایک اسم اور دوسرا فعل اور صنعت طباق کبھی دونون مین بھی پائی جاتی ہے اس صورت مین یہ صنعت چار قسم پر ہوئی اور پھر صنعت طباق دو قسم پر ہے طباق ایجابی اور طباق سلبی ایجابی وہ ہے کہ باوجود دو لفظ متضاد کے حرف نفی کا نہو خواہ دونون فعل ہون خواہ اسم خواہ حرف اور طباق سلبی وہ ہے کہ دو فعل ایک مصدر سے نکالے ہوئے مذکور کیے جائین اور ان دونون مین سے ایک مثبت ہو اور دوسرا منفی یا ایک امر ہو اور دوسرا نہی مثال اُس طباق کی کہ دونون فعل مثبت ہون اور دو فعل مثبت کہ موجب طباق کا ہون ایک مصدر سے مشتق نہین ہو سکتے جیسے آیا اور گیا اور اُٹھا اور بیٹھا اور اُترا اور چڑھا اور سویا اور جاگا جرأت کا شعر شعر ہم آئے گھر مین تو جا بیٹھے بام پر تم واہ + لگا جو دل تو بتانے لگے اُتار چڑھاو شاہ نصیر عفی اللہ کا شعر شعر تونے یکبار نہ دیکھا سر خوبان افسوس + ہم ترے در کو سو بار اُٹھے اور بیٹھے + اور مثال طباق سلبی کی یہ شعر سودا کا شعر فرہاد گو جو تم تو اُٹھاؤنگا مین پہاڑ + پر غیر کی نہ جائیگی مجھسے اُٹھائی بات + پہلے مصرع مین

اٹھانا مثبت ہے اور دوسرے مصرع مین نہ اٹھایا جانا منفی اور یہ شعر شعر نہ مل رقیب سے اور مجھسے مل ارے نادان + بھلے برے کا سمجھنا ہی آ درست ہو + تو مل نہی اور مل امر اور حدائق البلاغت کے مصنف نے طباق سلبی نام رکھنے پر اعتراض کیا ہو اور کہا ہے کہ اثبات از نفی کو اگر کلام مین جمع کرین بسبب اختلاف کے اسکو طباق کہنا صحیح ہو اور فقط اثبات یا لفظ نفی طباق ہونے مین کچھ دخل نہین اسکا جواب یہ ہو کہ جسوقت دو فعل کہ ایک مصدر سے مشتق ہون کہ ایک جای مین جمع کیے جاوین جبتک ایک مثبت اور منفی یا ایک امر اور دوسرا نہی نہو گا اسکو طباق کہنا درست نہین ہونیکا خلاف دو اسم یا ایک اسم اور ایک فعل کے یا ان دو فعلون کے کہ دو مصدر سے مشتق ہون جیسے آیا اور گیا انمین طباق کے واسطے نفی اور اثبات کی کچھ حاجت نہین انکا اختلاف خود طباق کے باب مین کافی ہو پس چونکہ ان دونون فعلون مین طباق بجز نفی اور سلب کے ممکن نہین تھا اسواسطے اسکا نام طباق سلبی کہا اور ازبسکہ اوردن مین نفی اور سلب کو طباق مین کچھ دخل نہین ہوتا اسکے مقابل مین طباق ایجابی نام رکھا اور فقط ایجاب یا فقط سلب کو طباق مین کچھ دخل نہین اور نہ کوئی اسکا ہے بہرصورت مثال اس طباق کی کہ دو اسمون مین ہو یہ شعر سودا کا ہو کہ تیغ کی تعریف مین لکھا ہے شعر یادین اسکے گر عدد دیکھ لے اپنے باپ کو + ماسے کہے تجھے ہے حلال ایک حرام دو + اور اسی قبیل سے ہے چار عنصر کا ذکر کرنا شعر خشم ہے آگ تیغ آب اور عدو ہے برگ کاہ + اسپ تیرا ہوا ہے خصم ہے خاک ناتوان + مثال اس طباق کی کہ فعل اور اسم مین پایا جاوے جیسے اس شعر مین شعر اٹھنے سے مرے وہ بزم سے اٹھا جلدی + مین ہون ناکام

تو اُمید یا رہی ناکام رہے * بیٹھنا اسم ہوا سو اسطے کہ مصدر ہے اور اُٹھے فعل ماضی شعر
نہین حاجت یہان آنے کی کچھ حضرت مسیحا کی * یہ مردہ بھی اُٹھے گر تو ذرا پانو ٹھوکون
کو جنبش دے * مثال اُس طباق کی کہ دو حرفون مین پائی جاوے اسکی
مثال اُردو مین یہ ہوسکتی کہ ایک کلام ایسے دو حرف مذکور کرین کہ ایک کے
معنی دوسرے کے معنی کے ضد ہون مثلاً لفظ سے کا ابتدا کے واسطے ہے
اور تک انتہا کے واسطے اور ابتدا اور انتہا مین تضاد ہی سودا کا شعر دو مرغ
ناتوان ہون کہ صحن چمن سے مین * لے نردبان پہونچ نہ سکون آشیان تلک
واللہ اعلم بالصواب اور طباق کی ایک قسم اور ہے کہ اُسکو تدبیج کہتے ہین اور
تدبیج معنے آراستہ کرنے کے ہے اور تدبیج کا طریق یہ ہے کہ درمیان تعریف یا ہجو کے
کئی رنگ ذکر کرین اور اُس سے بطریق کنایہ کے یا بطریق ایہام کے مقصود حاصل ہو
کنایہ کی حقیقت اول معلوم ہو چکی اور ایہام اُسے کہتے ہین کہ کسی لفظ کے دو معنی
ہون ایک قریب اور دوسرے بعید قریب سے مراد یہ ہے کہ وہ معنی اُس مقام کے
مناسب ہو اور بعید سے یہ کہ اُس مقام کے مناسب نہو اور شاعر کو معنی قریب
مقصود نہو بلکہ معنی بعید مقصود ہو مثلاً ماہ اور آسمان اور صبح اور کواکب کے ذکر
مین لفظ مہر کا مذکور کرین اور مہر کے معنی دو ہین آفتاب محبت پس آفتاب
معنی قریب ہے اسواسطے کہ مناسب مقام کے ہے اور محبت معنی بعید اسواسطے کہ مناسب
مقام کے نہین جب یہ معلوم ہو چکا جاننا چاہیے کہ ازبس ایک رنگ دوسرے
رنگ کی ضد اور مقابل ہوتا ہے مثلاً سیاہ اور سفید یا سرخ اور زرد اسواسطے
تدبیج کو طباق کے اقسام مین سے شمار کرتے ہین مثال اس تدبیج کی کہ بطریق کنایہ کے

مقصود حاصل ہو یہ شعر ہے شعر اُس سے لیکر جام رنگ اپنا ہوا سُرخ و سفید + اور
بزم دلربا مین منھ ہوئے کتنون کے زرد + سرخ اور زرد مین طباق ہے اور مقصود
بطریق کنایہ کے حاصل ہوا کیونکہ رنگ کا سُرخ اور سفید ہونا کنایہ ہے بشاش ہونے
اور منھ کا زرد ہونا کنایہ ہی خوف کرنے سے اور مثال اُس تدبیج کی کہ بطریق ایہام کے
مقصود حاصل ہو یہ ہے شعر دیکھنا منھ لال ہو جاوینگے بس کسکے ابھی + سامنے میرے
جو برگ سبز پان تونے دیا + مُنھ لال ہونے کے دو معنی ہین ایک قریب یعنی سُرخ
ہونا منھ کا بسبب پان کے اور دوسرے بعید یعنی منھ کا لال ہونا طمانچہ سے اور یہی
مراد ہی جاننا چاہیے لطباق کی دو قسمین اور ہین قسم اول یہ کہ دو امر ایسے کلام
مین جمع ہون کہ اُنکو آپسمین مقابلہ اور تضاد نہین ہے بلکہ ایک کو اُن دونون مین سے
دوسرے کی ضد سے ساتھ کسی طرح کا علاقہ ہے مثال شعر اسقدر دل سخت
مت کر دیکھ تو چلکر اُسے + رحم کے قابل ہے اب حالت ترے بیمار کی + رحم
اور سخت مین تضاد نہین بلکہ مقابل سخت کے نرم ہے لیکن رحم نرمی کے ساتھ ایک
علاقہ ہے یعنی نرمی سبب اور رحم مسبب اسی قبیل سے یہ شعر درد کا شعر ان
لبون نے نہ کی مسیحائی + ہمنے سو سو طرح سے مر دیکھا + مرنے کے مقابل مین لفظ مسیحائی
کا واقع ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ مرنے اور مسیحائی مین کچھ تضاد نہین بلکہ مرنے
اور جینے مین تضاد ہے اور جلانے کے ساتھ مسیحا کو علاقہ ہے یعنی جلانا حضرت
مسیحا کا معجزہ ہے قسم دوسری یہ ہے کہ ایسے دو امر جمع کرین کہ اُنکو آپسمین تضاد
نہین ہے لیکن اُنکو ایسے الفاظ سے تعبیر کرین کہ اُنکے معنی حقیقی مین تضاد ہے جیسے
یہ شعر مصحفی کا شعر مجھے خندہ گل پہ آتا ہے رونا + کہ اسطرح ہنسنے کی خو تھی کسو کی +

یہان جمع ہین کھلنا گل کا اور رونا عاشق کا اور ظاہر ہو کہ ان دونون مین تضاد نہین
اور چونکہ کھلنے کو خندہ کے ساتھ تعبیر کیا ہے اُسکے معنی حقیقی رونے کے ساتھ
تضاد رکھتے ہین اور اسی طرح ہے یہ قطعہ سودا کا قطعہ ایک جو مانند گل اس باغ مین
خرم و خندان ہو گذر کر گیا + آن کے شبنم کی طرح دوسرا + شام سے رو رو کے
سحر کر گیا + گل شگفتگی اور شبنم کے ٹپکنے کو ایک جاے مین جمع کیا ہے اور ان
دو امر مین تضاد نہین لیکن چونکہ اول کو خندہ اور دوسرے کو رونے کے ساتھ
تعبیر کیا ہے باعتبار ان دونون کے معنی حقیقی کے تضاد حاصل ہو گیا لیکن پہلے
شعر اور اُس قطعہ مین فرق یہ کہ شعر مین ایک کے معنی مجازی اور دوسرے کے
معنی حقیقی کو جمع کیا ہے اور اُس مجاز والے کے معنی حقیقی کو دوسرے کے معنی حقیقی کے
ساتھ تضاد ہوا ہے اور قطعہ مین دونون کو معنی مجاز کو جمع کیا ہے اور دونون کے
معنی حقیقی کے اعتبار سے تضاد بہم پہونچائی اس قسم ثانی کو ایہام تضاد کہتے ہین
کسواسطے کہ ایہام وہم مین ڈالنے کو کہتے ہین اور اس جاے مین بھی الفاظ کو رونے کے
ساتھ تعبیر کرنا تضاد کا وہم دلاتا ہے صنعت مقابلہ وہ ہے کہ دو معنی یا زیادہ کہ ایک
دوسرے کی ضد اور مخالف نہو ایک جاے مین ذکر کرین اور بعد اُسکے اور دو
معنی ایسے ہون کہ علی الترتیب ایک پہلے کی اور ایک دوسرے ضد ہو اور
یہ مقابلہ کبھی دو دو معنون مین اور کبھی تین تین اور کبھی چار چار معنون مین ہوتا ہے
مثال دو دو کی یہ شعر میر کا شعر صبح گذری شام ہونے آئی میر + تو نہ
چیتا دن نہایت کم رہا + صبح کے مقابل شام اور گذرنے کے مقابل آنا ہے
اس شعر مین بعضے شخص گذرے کی جگہ بیری کا لفظ پڑھتے ہین اس صورت مین مثال +

درست نہین ہوگی شعر سوداکا شعر چہرۂ مہروش ہی ایک سنبل شکفام دو + حسن کے دو دین ہے سحر ایک شام دو + سحر کے مقابل شام ہے اور ایک کے مقابل دو اور اسی قبیل سے ہے یہ مصرع اسی قصیدہ کا ع مان سے کیسے تجھے حلال ایک ہے اور حرام دو + یہ تمام شعر پہلی طباق کی مثال مین بھی گذر گیا ہے مہر کے مخمس کا ایک بند گویا کی غزل پر بند خمسہ داے غفلت عمر کو کھو یا بہت + مہر جاگا کم بخت کم سو یا بہت + کاتبِ اعمال بھی رو یا بہت + بارعصیان سر پہ ہے گو یا بہت + کیا اٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم + جاگنے کے مقابل مین سو یا اور کم کے مقابل مین بہت ہی اور اسی مخمس کی غزل کا شعر ترک مطلب نے کیا ہی بے نیاز + ہاتھ کھینچا پانون پھیلاتے ہین ہم + ہاتھ کے مقابل پانون اور کھینچنے کے مقابل پھیلانا مقابلہ تین تین اور چار چار کا اشعار اردو مین بہت کم ہی اسواسطے مثال نہین لکھی معلوم کیا چاہیے کہ تلخیص المفتاح کے مصنف نے اس صنعت کو علیحدہ قسم نہین قرار دیا بلکہ طباق کی قسم قرار دیا ہے اور سکاکی نے اسکو قسم علیحدہ مقرر کر کے طباق سے جدا بیان کیا ہے اور حق یہ ہے کہ صنعت ایک قسم طباق کی اسواسطے کہ اس جاے مین بھی تضاد معتبر ہوتا ہے خواہ دو امر مین ہو خواہ زیادہ مین صنعت مراعاۃ النظیر اسطرح پر ہے کہ کئی چیزین ایسے کلام مین مندرج ہون کہ انکو باہم مناسبت ہو جیسے باغ اور گلشن اور بلبل اور گل اور نرگس اور نسرین اور صبا یا شمس اور قمر اور ستارہ اور فلک علی ہذا القیاس اس صنعت کو تناسب اور توفیق اور ایتلاف اور تلفیق بھی کہتے ہین تلفیق کے معنی دشمن کو اکٹھا کرنا اور باقی الفاظ کے معنی ظاہر ہین اسکی مثال ہے یہ بند سودا کے مخمس کا

بند خمسہ جو گرد چہرہ کے اُس رشک گل نے خط کو رکھا + چمن چمن مین پڑا شور
ہر طرف غوغا + ہر ایک مرغ نے ہو باغ باغ دی یہ دعا + شکر فروش کہ عمرش
دراز باد چرا + تفقدی نہ کند طوطی شکر خارا + چمن چمن اور مرغ اور باغ باغ اور
طوطی مناسب ایک دوسرے کے ہین اور اسی صنعت کی قبیل سے ہی وہ صنعت
کہ جسکو بعضے تشابہ الاطراف نام رکھتے ہین یہ وہ ہی کہ کلام کو ایسی شے کے ساتھ
تمام کرین کہ ابتدا کے ساتھ مناسبت رکھتی ہووے جیسے یہ شعر ذوق کا شعر
تجھسے دیکھا سبکو اور تجھکو نہ دیکھا جون نگاہ + تو رہا آنکھون مین اور آنکھون سے نہان
ہی رہا + آنکھون مین رہنا مناسب اس قول کے ہی تجھسے دیکھا سبکو اور آنکھون سے
پنہان رہنا مناسب اس قول کے تجھکو نہ دیکھا کسو واسطے کہ جو چیز ایسی ہووے
کہ اُس سے سبکو دیکھین تو وہ چاہیے کہ آنکھون مین رہے اور آنکھون مین رہنا اُردو مین
محاورہ ہی بمعنی قریب کے اور جو چیز کہ دیکھی نجاوے چاہیے کہ وہ آنکھون سے
پنہان ہووے یہ شعر سابق کسی اور امر کی مثال مین بھی مذکور ہو چکا ہے میر کا
شعر ہی صحرا ہی گریبان چاک + جبتلک ہاتھ پانون چلتے ہین + ہاتھ کا چلنا
مناسب ہے چاک گریبان کے اور پانون کا چلنا مناسب صحرا کے لیکن اسقدر ہے
کہ ان دونون کا ذکر بطریق لف و نشر غیر مرتب کے ہی اور مراعاۃ النظیر کے
قبیل سے ہی وہ صنعت بھی کہ اُسکو ایہام تناسب کہتے ہین اور یہ اسی طرح پر ہے
کہ ایسے دو معنی کلام مین جمع کرین کہ اُنکو آپسمین کچھ مناسبت نہین مگر اُن دو
معنی کو جن دو لفظون کے ساتھ تعبیر کرین اور اُن دونون مین سے دوسرا لفظ
ایسے ایک اور معنی رکھتا ہو کہ اس معنی کو پہلے لفظ کے معنی کے ساتھ مناسبت ہو

مثلاً فرہاد اور شیرین مذکور ہین اور شیرین سے معنی میٹھے کی مراد ہو ظاہر ہے
کہ اس معنی کو فرہاد کے معنی سے کچھ مناسبت نہین مگر شیرین کو بمعنی معشوقہ مشہور کے
فرہاد کے ساتھ مناسبت ہے یا مشک اور چین بمعنی شہر معروف کے مشک سے
مناسبت ہی یا بازار اور سودا بمعنی دیوانگی کے اور دوسرے معنی خریداری کو بازار
سے مناسبت ہی اور جیسے اس شعر مین سودا کے شعر سرو گلشن ہی نہ کچھ مفتون ہے +
بید بھی قد کا ترے مجنون ہے + اس شعر مین درخت مذکور اور مجنون کے معنے
یعنی دیوانہ کو باہم جمع کیا ہے اور ان دونون مین کچھ مناسبت نہین لیکن مجنون کے
دوسرے معنی یعنی ایک قسم بید کی کہ جسکو بید مجنون کہتے ہین بید کے ساتھ البتہ
مناسبت رکھتی ہے اسی قبیل سے معلوم ہوتا ہے یہ شعر سودا کا شعر کہتا ہے کہ
واعظ کہے سنیے تو یہ منع ہے + کہنے کی بات ہے اسکو سنا کیجیے + سنا کیجیے محاورہ مین
ایسی جاے استعمال کرتے ہین کہ کوئی شخص بے اصل اور بے اعتبار بات کہے مراد
اس سے یہ ہی کہ وہ بات بے اصل ہی یہ معنی بطریق کنایہ کے حاصل ہوئے ہین
ظاہر ہے کہ اس جاے مین یہی مقصود ہی کس واسطے کہ بے اصلی اور بے اعتباری
زاہد کے کلام کی ثابت کرنی منظور ہے اور یہ معنی سنے کے ساتھ کچھ مناسبت نہین رکھتے
اور معنی حقیقی یعنی تاکید سننے پر البتہ مناسبت ہر شے سے اور اسے ایہام تناسب
اسی واسطے کہتے ہین کہ تناسب فی الحقیقت نہین ہے لیکن دوسرے معنی تناسب کا
وہم دلاتی ہی جیسے ایہام تضاد مین معلوم ہوا صنعت مشاکلہ وہ ہے کہ دو چیزین
ایک جا ذکر کرین اور جن لفظون سے پہلی چیز کو تعبیر کیا ہے انھین لفظون سے
دوسری چیز کو بھی تعبیر کرین ایک جاے مین مذکور ہونے کی مناسبت سے

مثلاً اُس شخص کو کہ بسبب بدکاری کے عذاب مین گرفتار ہو جاوے کہین کہ بدلہ
بُرائی کا بُرائی ہے عذاب کو بُرائی تعبیر کیا اور جیسے پانچوان مصرع سوداکے مخمس کے بند کا
مولوی ندرت کشمیری کی ہجو مین بند خمسہ مولوی جی سے جا کے اب کوئی میرا پیام
پیام دو + کننے کہا کہ یہ غزل پڑھنے کو اذن عام دو + لکھ لکھا اسے ہر ایک کو صبح سے
تا بشام دو + مجھسے جو یہ چھو شعر بھی کہنے کو انعام دو + گھوڑے کو دو ندو لگام منھ کو
ذرا لگام دو + خاموش رہنے کو گھوڑے کی مناسبت سے منھ کے لگام دینے
کے ساتھ تعبیر کیا ہے صنعت مزاوجہ لغت مین مزاوجہ دو چیز کے ملانے کو کہتے
ہین اور اصطلاح مین وہ ہے کہ ایسے دو معنی شرط اور جزا مین واقع ہو وین کہ پہلے
معنی پر جزا مترتب ہووے دوسرے معنی پر بھی وہی مترتب ہووے اس شعر مین
سعادت یار خان رنگین کے شعر آہ کیجے جو آن جاتی ہو + ورنہ کیجے تو جان جاتی ہے
آہ کرنا اور نہ کرنا دو امر مین اور اُن دونون امر پر کسی شے کا جانا مترتب ہوا ہے یعنی
اول پر آن کا جانا اور دوسرے پر جان کا جانا صنعت ارصاد لغت مین ارصاد
رستہ مین نگہبان بٹھانے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین وہ ہے کہ شعر مین ایسا لفظ لاوین
کہ اُس سے یہ معلوم ہو جاوے کہ مصرع ثانی کے آخر مین فلان لفظ ہوگا اور یہ امر
جب ہے کہ اُس شعر کے قافیہ کا حرف اخیر معلوم ہوا اور اگر نہ ہوگا تو لفظ اخیر کا
معلوم ہونا پہلی لفظ سے نہ ہو سکیگا جیسے ان دو شعر مین شعر شہرہ ہے ترے
جفا و جور کا عالم کے بیچ + دھوم ہے ترے ستم کی قاف سے تا قاف مختلف
ہین یار سے یار آشنا سے آشنا عشق نے تیرے یہ ڈالا سب دلون مین
اختلاف + جب معلوم ہوا کہ اس زمین مین مدار قافیہ کا حرف

مے پر ہے کہ سب جا ہے مین مثل قاف اور سعاف وغیرہ کے قافیہ کیا جائیگا دوسرے
شعر کے مصرعہ اول مین لفظ مختلف سے یہ معلوم ہوا کہ یہان قافیہ ضرور اختلاف ہو گا
کیونکہ مختلف سب کا ہوتا سبب اختلاف کے ہوتا ہے صنعت عکس وتبدیل یہ صنعت
اسطرح پر ہے کہ پہلے ایک چیز کو کسی چیز پر مقدم کرین اور پھر پہلی کو پیچھے کر دین
اور پچھلی کو پہلے جیسے اس شعر مین **شعر** تو ہوا ور جیہ بخت کی خوبی + خوبی بخت دیکھیے
تو سہی + پہلے لفظ بخت کا خوبی پر مقدم تھا اور پھر بخت پر خوبی کو مقدم کر دیا اور
اور جیسے اس شعر مین **شعر** اعتبار حسن سے ممتاز ہے خوبان مین تو + اور مین عشاق
مین رکھتا ہون حسن اعتبار + صنعت رجوع اسطرح پر ہے کہ کلام اول کو باطل
کر کے دوسرے کلام کی طرف مصروف ہووین کسی فائدہ اور نکتہ کے واسطے
شعر رخ ہی تیرا ماہ یا خورشید پر ہے یہ غلط + دلستانی اسقدر ہے مین کہان خور مین کہان
قد ہی تیرا اک صنوبر باغ عالم مین ولے + راستی جو ہی ترے قد مین صنوبر مین کہان
فائدہ اس رجوع کا ترقی ہے معشوق کے چہرہ اور قد کی خوبی کی صنعت توریہ اور
اس صنعت کو ایہام بھی کہتے ہین لغت مین توریہ بمعنی جدا کرنے کے ہے اور ایہام
بمعنی وہم مین ڈالنے کے ہے اور اصطلاح مین وہ ہے کہ ایک لفظ اسطرح کا مذکور
کرین کہ اُسکے دو معنی ہون ایک قریب اور دوسرے بعید اور مراد کہنے
والے کی معنی بعید ہوا ور معنی کے قریب اور بعید ہونے کی حقیقت اول بیچ صنعت
طباق کے تدبیج کے بیان کے اثنا مین مفصل مذکور ہو چکی ہے اور معنی بعید کا
مراد ہونا کسی قرینہ کے اعتماد پر ہوتا ہی پوشیدہ نہ رہے کہ یہ صنعت دو طرح پر ہی ایک
یہ کہ معنی قریب یعنی جو معنی کہ مراد نہین اُسکی مناسبات مین سے کچھ کلام مین مذکور نہو

اسکو ایہام مجرد کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر عشق بیٹھا ہے دل مین اک بت کا + ہم تو یار و خدا کے بھی نہ رہے + دل مین غم کا بیٹھنا بمعنی غم کے موجود ہونے کے ہے دل مین اور مناسبات بیٹھنے کی کہ معنی قریب ہے کچھ مذکور اور دوسرے یہ کہ معنی قریب کے مناسبات مذکور ہون اسکو ایہام مرشحہ کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر دل مین جو دیکھا تو صنم خانہ سے بدتر نکلا + لوگ کہتے تھے کہ اس گھر مین خدا رہتا ہے + رہتا خدا کا بمعنے متصرف ہونے کے ہے اور مناسبات رہنے کی یعنی بود و باش کے گھر اور صنم خانہ ہے صنعت استخدام وہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنی ہون اور اُن دونون سے ایک معنی بواسطہ اُس لفظ کے مراد رکھین اور پھر ضمیر اُس لفظ کی طرف راجع کرکے دوسرے معنی کا ارادہ کرین جیسے ان شعرون مین شعر سایہ فگن ہو مین نے کہا ہم پہ ای پری + بولا کہ اُسکے سایہ سے پرہیز چاہیئے + ایضاً مین نے کہا کہ ای گل مرتے ہین ہم الم سے + بولا کہ اسکو کیا ہو مرنے سے بلبلون کے + پہلے شعر مین پری سے اور دوسرے مین گل سے معشوق اور بتوسط ضمیر یعنے اُسکے پری اور گل کے معنی حقیقی مراد ہے کسواسطے کہ سایہ سے پری کے پرہیز کرتے ہین اور مرنے سے بلبل کے گل متعارف کو غم نہین ہوتا ہے صنعت لف و نشر لف لغت مین بمعنی لپیٹنے کے اور نشر بمعنے پراگندہ کرنے کے اور اصطلاح مین وہ ہے کہ پہلے کئی چیزین مذکور کرین اور بعد اُسکے ہر ایک کے منسوبات اور متعلقات بغیر تعیین کے بیان کرین اور تعیین کا نہ کرنا اس اعتماد پر ہے کہ سُننے والا ہر منسوب کو اُسکے منسوبات الیہ سے متعلق کریگا پہلے امر کا نام لف اور دوسرے کا نشر ہے اور یہ صنعت دو قسم پر ہے مرتب اور غیر مرتب مرتب اسطرح پر ہے کہ جس ترتیب سے لف ہو اُسی ترتیب سے نشر بھی ہو جیسے اس شعر مین

سوداکے شعر یار و مہتاب و گل و شمع بہم چار ون ایک + مین کتان و بلبل و پروانہ
یہ ہم چار ون ایک - اپنے تئین یار کے ساتھ اور کتان کو مہتاب کے اور بلبل کو
گل کے اور پروانہ کو شمع کے ساتھ منسوب کیا ہی علی الترتیب اور جیسے دوسرے
شعر مین اسی قصیدہ کے شعر ہی مجھے ابر و ہوا شیشہ و جام اب ساقی + گریہ و نالہ و دل
و دیدۂ نم چار ون ایک + گریہ مشابہ ابر کے اور نالہ ہوا کے اور دل شیشہ کے
اور دیدہ جام کے ہی اور بہترین انواع اس قسم مین وہ ہی کہ ایک کلام مین کئی لف
اور نشر جمع ہوون چنانچہ ایک نشر پر نسبت دوسرے نشر کے لف بن جاوے جیسے
اس شعر مین شعر کیونکہ چین آوے کہ رہتا ہی ہمیشہ ہجر مین + سوز و نالہ داغ و غم سے
دل کو جان زار کو + سوز بہ سبب داغ کے دل کو ہی اور نالہ بسبب غم کے جان کو اور لف و
نشر غیر مرتب وہ ہی کہ جس سے ترتیب لف و نشر اس ترتیب سے نہو یہ دو قسم پر ہی قسم اول
یہ کہ ترتیب نشر کی اُلٹی ہو یعنی لف مین جو سب سے اخیر ہے سب سے پہلے مذکور کرین
اسی طرح سے باقی کے منسوبات تمام مذکور کرین اسکو معکوس الترتیب کہتے ہین
شعر روے و زلف و قدم صنم دیکھو + سرو شمشاد و گل بہم دیکھو + سرو مناسب
قد کے اور شمشاد مناسب زلف اور گل مناسب چہرہ کے ہی معلوم کیا چاہیے
کہ شمشاد ایک درخت سیدھا ہی کہ اس سے معشوق کے قد کو تشبیہ دیتے ہین
مثل سرو کے اور بعضی مردہ کے بھی ہی جب قد کو اس سے تشبیہ دیتے ہین وہ
درخت سیدھا مثل سرو کے مراد ہوتا ہی اور جب زلف اور خط کو اس سے
مشابہ کرتے ہین مردہ مراد ہوتا ہے چنانچہ لغت اور اصطلاح کی کتاب خصوصاً
بہار عجم سے یہ بات ظاہر ہی اور اس شعر مین کہ مثال مین مذکور ہوا اس سے

مردہ ہی مراد ہی قسم دوسری یہ کہ نشر کی ترتیب نہ لف کی ترتیب کے مطابق ہو اور
نہ الٹی ہو بلکہ اُسکی ترتیب درہم برہم ہو جیسے اس شعر مین شعر داغ دل اور قطرۂ اشک
آہ صبح گاہ شبنم سے مجھکو اور گل و سنبل سے کم نہین صنعت جمع اُسکو کہتے ہین کہ کئی
چیز کو ایک حکم کے تحت مین جمع کرین جیسے اس شعر مین سودا کے شعر سبزہ و
ابر و ہوا گل نہ سدا ہون یکجا + ساقیا جام کہ ہین یہ کوئی دم چار دن ایک + سبزہ
اور ابر اور ہوا اور گل کو ہمیشہ یکجا ہونے کے حکم مین جمع کیا ہے صنعت تفریق ایک
طرح کی دو چیزون مین فرق ظاہر کرنے کو کہتے ہین جیسے اس شعر مین سودا کے
شعر اے ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے + ٹپکا تری آنکھون سے کبھی لخت جگر
بھی آنکھ اور ابر پانی کی گرانی مین مشابہ ایک دوسرے کے ہین لیکن اسمین
یا بمعنا لخت جگر ٹپکنے کے فرق ظاہر کر دیا صنعت تقسیم اُسے کہتے ہین کہ پہلے
کئی چیزین ذکر کرین اور پھر جو جو شے اُنکے ساتھ نسبت رکھتی ہو اُسکو مذکور کرین
بطریق تعین کے اس صنعت مین اور لف و نشر مین یہی فرق ہے کہ لف و نشر مین
ذکر منسوبات کا بطریق تعیین کے نہین ہوتا چنانچہ پہلے معلوم ہو چکا اور یہان
بطریق تعیین کے ہوتا ہے چنانچہ اس قطعہ مین قطعہ زلف اُس مہوش کے
رخ پر اک دخان ہے آگ پر + اور رخ اُس مہروش کا شعلہ ہے زیر دخان + تا کہ
یون اُس دخان سے تیرہ اپنا روز عیش + اور اُس شعلہ سے یون روشن ہو
شام دشمنان + مقصود بالتمثیل اس قطعہ مین مذکور ہونا دخان اور آتش کا
اور پھر مذکور ہونا تیرہ ہونے روز عیش کا دخان سے اور روشن ہونا شام دشمنون کا
شعلہ سے ہے اور ذکر زلف اور رخ اور مہ اور مہر اور دخان اور شعلہ اور تیرہ

اور روشن دو چیزون کا مراعات النظر کی قبیل سے اور روز اور شام طباق کے قبیل سے ہے سو یہ دونون صنعتین پہلے مذکور ہو چکی ہین اور اسی صنعت کی قبیل سے ہے کسی شے کی تمام قسمون کو ایک جاے مین اکٹھا مذکور کرنا جیسے اس شعر مین شعر ہم اُنکے بزم مین اپنے تئین خوار کرتے ہین + کبھی نظرون سے گرتے ہین کبھی دل سے اُترتے ہین - خواری کی قسمین مصرع ثانی مین مذکور ہین صنعت جمع و تفریق وہ ہے صنعت جمع اور صنعت تفریق کو ایک جاے مین اکٹھا کرین شعر مسلمان اور کافر سجدہ سب کرتے ہین پتھر کو + اُسے وہ کعبہ کہتے ہین اسے بت نام کرتے ہین + مصرعہ اول مین مسلمان اور کافر کو جمع کیا ہے سجدہ کرنے سے حکم مین اور مصرعہ ثانی مین دونون کا فرق بیان کیا ہے اسی قبیل سے ہے یہ شعر ممنون کا شعر تفاوت قامت یار اور قیامت مین ہے کیا ممنون + وہی فتنہ ہے لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہے + اول قامت اور قیامت کو فتنہ ہونے کے حکم مین کیا اور پھر اُن دونون مین فرق ظاہر کیا سانچے مین ڈھلنے کی صنعت جمع و تقسیم صنعت جمع اور صنعت تقسیم کے اکٹھا کرنے کو کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر تجھے اور تیرے دشمن کو سدا ہے اوج عالم مین + تجھے تخت خلافت پر اُسے دار ریاست پر + مصرعہ اول مین صنعت جمع اور دوسرے مین تقسیم ہے صنعت جمع و تفریق و تقسیم تینون صنعتون کے اکٹھا کرنے کو کہتے ہین جیسے اس قطعہ مین قطعہ مری آہ اور ترا طرہ ہے سنبل تسکل مین لیکن + وہ خار سوختہ یہ شاخ سرو جویباری کی + سدا اُس خار سے دوزخ کو ہے امید آتش کی + سدا اس شاخ سے جنت کو خواہش آبیاری کی + مصرع اول شعر اول مین

صنعت جمع اور دوسرے مصرعه مین تفریق اور دوسرے شعر مین تقسیم ہو صنعت تجرید
یه صنعت اسطرح سے ہو که ایک شی ذی صنعت سے ایک اور شی مانند اسکے متصف
اسی صفت کے ساتھ حاصل کرین ؛ اسلئے مبالغه کے تاکه معلوم ہو که پہلی شے اُس
صفت مین ایسی کامل ہے که اُس سے ایک اور شے موصوف باین صفت حاصل
ہوسکتی ہو یه صنعت عربی مین بہت طرح سے مستعمل ہوتی ہے اور علی ہذا القیاس
فارسی مین بھی لیکن اردو مین بھی کئی طرح سے اسکا استعمال پایا جاتا ہے اول
یه که جس چیز سے کوئی چیز اور اُسی صفت کی حاصل اُسکے ساتھ حرف سے کا
که اردو مین حرف از کا ترجمه ہے مذکور کرین جیسے اس شعر مین شعر آتش غم ایسی کچھ
بھڑکی که جل مین ہوگیا ✦ داغ دل سے آفتاب روز محشر آشکار ✦ حاصل یه ہے
که اس جگه دل کے داغ کی سوزش مین مبالغه منظور ہے یعنی داغ دل کا سوزش مین
اس مرتبه کو پہونچا ہے که اُس سے آفتاب حاصل ہوگیا ہو اور یه قسم ظاہر مین تشبیه
معلوم ہوتی ہو لیکن جو معنی مشابه کے بطریق تجرید کے مستفاد ہوتے اُسکو اصطلاح مین
تشبیه نہین کہتے چنانچه یه حال تشبیه کی بحث مین مفصل معلوم ہوچکا ہے دوسری قسم
یه که جس شے سے کچھ اور شے حاصل کرین اُس شے کو حاصل ہونے والی چیز کا ظرف
ٹھہرا دین جیسے اس شعر مین شعر ہے کوچۂ جانان مین جنت کا سراغ اُنکو عشاق
تو اب وان سے مرکر بھی نه نکلینگے ✦ مراد یه ہے که کوچۂ جانان خود جنت ہے
لیکن کوچۂ جانان سے جنت کو حاصل کیا ہو بطریق اس صنعت کے گویا جنت
اُس کوچه مین آماده اور مہیا ہو تیسری قسم یه ہو که کسی حرف کا واسطه نہو خواه مین ہو
خواه سے جیسے اس شعر مین شعر جیسے دیکھکر تیغ کو دیکھتے مین ✦ غرض یه که ہو خون ناحق کسی کا

یعنی غرض یہ ہے کہ ہو خون ناحق میرا حاصل یہ ہو کہ اپنے تئین ناحق کشتہ ہونے کی
صفت مین ایسا کامل قرار دیا کہ اپنے سے اور شخص حاصل کیا اور یہان واسطہ
کسی حرف کا نہین نہ حرف ظرف کا یعنی مین اور نہ کسی اور حرف کا مثل ہے کہ جیسے
اوپر کی دو مثالون مین تھا چوتھی قسم یہ کہ کوئی شے بطریق کنایہ کے حاصل ہو جیسے
اس شعر مین شعر دیکھا آئینہ ہر دم کا نہین ہے بے وجہ + ظاہرا دہ بھی ہین عاشق
کسی مہ پارہ کے + آئینہ دیکھکر کسی مہ پارہ پر عاشق ہونا ظاہر ہے کہ اپنے اوپر
عاشق ہوتا ہے کیونکہ آئینہ مین صورت اپنی نظر آتی ہو پس معشوق سے ایک اور
مہ پارہ ایسا حاصل کیا کہ وہ اسپر عاشق ہوا ہو پانچوین قسم یہ ہے کہ کوئی شخص
اپنے سے آپ باتین کرے مثلاً پہلے کسی ایسی شے کا عزم کرے کہ وہ ممکن الحصول
نہوا ور پھر سمجھکر اپنے آپ سے کہے کہ تیری مجال کیا ہو کہ اسکو حاصل کری اسی قبیل سے
ہو اکثر مقطع مین اپنا تخلص مذکور کرکے اپنے سے خطاب کرنا مثلاً یہ مقطع سودا کا شعر
سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات + آئی سحر ہونے کو ٹک تو کہین مر بھی +
ایضاً سودا کبھو نہ مانیو واعظ کی گفتگو + آوازۂ دہل ہے خوش آیند دور کا + مقطع میر
تقی کا شعر سچ بتلاؤ میر جی صاحب کیا ہو اگر یہ سانگ نہین + گرمی سبز رنگون سے
اور گھر مین بھونی بھانگ نہین + مقطع شیخ ابراہیم ذوق سلمہ اللہ تعالے کا شعر
میکدہ مین ایک پگڑی ہوتی تھی رہن مے + ذوق وہ تیری ہی دستار فضیلت
ہو تو ہو + صنعت مبالغہ مقبولہ معلوم کیا چاہیئے کہ مبالغہ یہ ہے کہ کسی وصف
کو شدت یا ضعف مین اس حد تک پہونچا دین کہ اس حد تک اسکا پہونچنا
بعید ہو یا محال ہوتا کہ سننے والے کو یہ گمان نہ رہے کہ اس وصف کی

شدت یا ضعف کا کوئی مرتبہ باقی ہو اور اس وصف کا اس حد تک پہونچانا تین
حال سے خالی نہین ایک یہ کہ موافق عقل اور عادت کے ممکن ہو یعنی اُس حد تک
پہونچانا نہ عقل کے نزدیک ممتنع ہو اور نہ عادت سے باہر ہو اسکو تبلیغ کہتے ہین اسکی
مثال یہ شعر ہی سودا کا شعر پہونچے ہم آرزوے وصل مین نزدیک برگ + سوجھی
ہی شکل ملاقات بہت دور ہمین + کسی شے کی آرزو مرگ کے نزدیک پہونچانا نہ موافق
عقل کے محال ہی اور نہ باعتبار عادت کے دوسرا یہ ہی کہ باعتبار عقل کے ممکن ہو
اور باعتبار عادت کے محال ہو اسکو اغراق کہتے ہین چنانچہ اس قطعہ مین سودا کے
قطعہ اسقدر رکھتی ہے صولت اُسکی شمشیر وسپر + گر صف اعدا مین جا کر کیجیے اسکا
بیان + ڈال دے روئین تن اُس ہنگام میدان مین سپر + مو سے باریک آپنی
گردن کو بتا دین سرکشان + شمشیر اور سپر کے ذکر سے میدان مین روئین تن کا
سپر ڈال دینا اور سرکشون کا گردن حاضر کرنا باعتبار عادت کے نہین ہو سکتا
لیکن عقل اس امر کو ممکن جانتی ہی اسی قبیل سے یہ شعر میر حسین تسکین کا کہ راقم کے
دوستون مین سے ہی شعر اب یہ حالت ہی کہ اُن سا بیدرد + میرے بچنے کی
مانگے ہی + ایسے شخص کا کہ کمال بیدرد ہو ایسے کے حق کہ وہ بیدرد اُسکا
دشمن بھی ہو بچنے کی دعا مانگنا باعتبار عادت کے بعید ہے لیکن باعتبار عقل کے
ممکن ہے تیسرا یہ کہ باعتبار عقل کے اور عادت کے محال ہو اسکو غلو کہتے ہین جیسے
اس شعر مین سودا کے شعر شبہ وست ایسا ہی عالم مین کہ تار عنکبوت + گر گردن کے
واسطے رکھتا ہے حکم ریسمان + الغرض ایسا ہی کہ لوہو کا دریا بہا دے یہ کشتی فلک
کی لہو مین ڈبا دون + ظاہر ہے کہ مکڑی کے جالے کو گردن کے واسطے

زیمان کا حکم رکھتا اور گریہ سے لہو کا دریا بہانا اور کشتی فلک کو اس لہو مین ڈبانا نہ باعتبار عقل کے امکان رکھتا ہے اور نہ باعتبار عادت کے جب یہ معلوم ہو چکا تو اب جاننا چاہیے کہ ان تینون قسمون مین سے تبلیغ اور اغراق دونون مقبول ہین اور تیسری قسم جب مقبول ہوتی ہے کہ کوئی ایسا لفظ ذکر کرین کہ اسکو قرین صحت کے کر دے جیسے اس شعر مین سودا کے شعر اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا + مقصود یہان بیان ہے اس امر کا کہ بہار اس گلشن دنیا کی آنکھ کھولنے کے عرصہ مین جاتی رہتی ہے اور یہ امر قرین صحت کے نہین ہو سکتا کس واسطے کہ ایک ساری فصل کا اس عرصہ قلیل مین بسر ہو جانا نہ باعتبار عادت کے ہے اور نہ عقل مین آتا ہے لیکن جب آنکھ کھلنا گل کی طرف منسوب کیا وہ امر مقرون بصحت ہو گیا کس واسطے کہ گل بعد کھلنے کے ٹوٹکر گر پڑتا ہے اور یہی امر اسکی خزان ہے ایضاً عشق کی بھی منزلت کچھ کم خدائی سے نہین + ایک سا احوال ہے بھی ہے گدا و شاہ کا + عشق کی منزلت اور مرتبہ مین مبالغہ حد سے زیادہ کیا اور یہ امر قرین صحت کے نہ تھا لیکن جب یہ کہا کہ یہان بھی گدا و شاہ کا ایک احوال ہے وہ امر مقرون بہ صحت ہو گیا کس واسطے کہ حق جل و علی کے نزدیک بھی گدا اور شاہ برابر ہین یا ایسا مبالغہ کے ساتھ خیالات نازک اور لطیف ہون تاکہ ان خیالات نازک اور لطیف کی لذت اور حسن کے سبب وہ مبالغہ باوجود قرین صحت نہونے کے طبائع کی طبیعت مین مقبول ہو جاوے جیسے سودا کا شعر شعر یاد مین اسکے کم عدو کیا دے اپنے باپ کو + مان سے کیسے سمجھے حلال ایک ہے اور حرام وو + اس شعر مین مبالغہ ہے تلوار کی تیزی مین یعنی اس تلوار کی یاد کے حال مین اگر دشمن ممدوح کا اپنے باپ کو دیکھے

اس تلوار کی یاد کی اثر سے اسکی نگاہ مین اسقدر تیزی بہم پہونچے کہ اس تیزی نگاہ سے اسکے باپ کے دو ٹکڑے ہو جاوین ہرچند یہ امر العید اور باعتبار عادت اور عقل کے ممتنع ہو لیکن ازبسکہ خیالات نازک از لطیف ہین نہ ضعاہر طبیعت کو بہت پسندیدہ معلوم ہوتا ہی یا مبالغہ بطور ہزل کے واقع ہو جیسے ان شعرون مین سودا کہ گھوڑے کی ہجو مین کہے ہین شعر کمر وہی اسقدر کہ اگر اسکی نعل کا + لوہا گلا کے تیغ بنا دے کبھو لوہار + ہی دلکو یہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ + رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کارزار + گر بائدھکر سے منزلہ سی پھینک دین اسے + ٹھیکے بغیر تین نہ اتر لگا زینہار + پہلے دو شعرون مین مبالغہ ہے اور یہ ظاہر کہ ایسا نہین ہو سکتا کہ کمروئی کی تاثیر مین نعل مین وہ اثر ہو جاوے کہ اسکے لوہے کی تلوار بنی ہوئی چل نہ سکے اور تیسرے شعر مین مبالغہ ہے گھوڑے کی صنعت مین اور یہ ظاہر ہے کہ باندہ کر ڈالدینے کے وقت بسبب صنعت کے تین ٹھیکے لیکر اترنا ممکن نہین کیونکہ اسوقت گرنا بے اختیاری ہی اور صنعت مین توقف کرنا اختیار سے ہوتا ہی لیکن ازبسکہ یہ بطور ہزل کے ہی طبیعت کو پسند آتا ہی صنعت مذہب الکلامی وہ ہی کہ کلام دلیل اور برہان پر مستعمل ہو یعنی اس سے بطور دلیل کے نتیجہ مطلوب کا حاصل ہو جاوی جیسے اس شعر مین سودا کے شعر اگر عدم سے نہو ساتھ فکر روزی کا + تو آب و دانہ کو لیکر کبھو نہو پیدا + اس شعر مین دلیل کی صورت اسطرح پر ہے کہ اگر عدم سے فکر روزی کا ساتھ نہو تو گوہر آب و دانہ لیکر عدم سے پیدا نہو لیکن وہ آب اور دانہ لیکر پیدا ہوتا ہی اس سے نتیجہ حاصل ہوا کہ فکر روزی کا عدم سے ساتھ ہی اسی طرح سے ہین یہ دو شعر اسی قصیدہ کے سے بلند ہمت اگر ہو تو زیر چرخ ضعیف + ہلال سے ہو عالم کا کیونکر روزہ کشا + جو ناتوان نہ کرین دستگیری دشمن + تو خار و خس نہ کرے شعلہ کو کبھو برپا

صورت دلیل کی ان دونوں شعروں میں اسطرح پر ہو کہ اگر ضعفا بلند ہمت نہوں تو ہلال
عید باین ضعف اور ناتوانی عالم کی روزہ کشائی نہ کرے لیکن روزہ کشائی کرتا ہے
پس معلوم ہوا کہ ضعیف بلند ہمت ہیں اور اگر ناتوان دشمن کی دستگیری نکریں
تو خار و خس باین ناتوانی شعلہ کو کہ دشمن ہے برپا نہ کرے لیکن کرتا ہے پس نتیجہ حاصل
ہوا کہ ناتوان دشمن کے دستگیر ہیں لیکن اس صنعت کا لطف جبتک کہ معقول میں
کچھ دستگاہ نہ رکھتا ہو حاصل ہونا بہت دشوار ہے اور راقم کے خیال میں آیا تھا کہ اس
مقام میں چند اصطلاحین منطق کی بھی لکھے تاکہ اسکو سمجھکر دلیل کی حقیقت اور اس سے
نتیجہ کا نکالنا معلوم کریں لیکن بعد تامل کے معلوم ہوا کہ بجز طول کلام کے اور کچھ فائدہ
نہوگا اسواسطے ترک کیا صنعت حسن التعلیل اسکو کہتے ہیں کہ کسی وصف کے واسطے
کسی شے کو علت ٹھہراویں اور وہ شے حقیقت میں اسکی علت نہو معلوم کیا چاہیے کہ وہ
وصف کہ جسکی شے کو علت ٹھہرایا ہو یا فی نفسہ ثابت ہو یا نہیں اگر وہ وصف فی نفسہ
ثابت ہو تو وہاں اس وصف کے واسطے فقط علت کا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے
اور اگر وہ وصف فی نفسہ ثابت نہیں تو وہاں علت کے بیان سے اس وصف کا
ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے اور وصف کہ فی نفسہ ثابت ہوا اور اسکے واسطے علت کا
ثابت کرنا مقصود ہو وہ دو طرح پر ہے اول یہ ہے کہ سوا اس علت ٹھہرائی ہوئی کے
اس وصف کے واسطے کوئی اور علت بھی ظاہر ہو دوسرا یہ ہے کہ سوا اسکے کوئی اور
علت ظاہر نہوا اور وہ وصف کہ فی نفسہ ثابت نہیں اور علت کے بیان کرنے سے
ثابت کرنا اس وصف کا مقصود ہے وہ بھی دو طرح پر ہے ایک یہ کہ اس وصف کا
موجود ہونا ممکن ہو اور دوسرا یہ کہ محال ہو پس اس صنعت کی چار قسمیں ہیں قسم پہلی یہ کہ

وہ وصف ثابت ہو اور علت مذکورہ کے سوا اور علت بھی ظاہر ہو قسم دوسری یہ کہ وہ وصف
ثابت ہو اور سوا اُس علت ٹھہرائی ہوئی کے کوئی اور علت ظاہر نہو قسم تیسری یہ کہ وہ
وصف ثابت نہو اور موجود ہونا اُس وصف کا ممکن ہو قسم چوتھی یہ کہ وہ وصف
ثابت نہو اور موجود ہونا اُس وصف کا محال ہو مثال پہلی قسم کی یہ شعر سودا کا ہے
زمانہ کی مذمت مین شعر حاسد ہے عاشق و معشوق مین کہ نور+ منھ پر جو ہووے
شمع کے تو جل مرے پتنگ۔ جل مرنا پتنگ کا ایک وصف ثابت ہے اور یہ ظاہر
ہے کہ وہ بسبب شعلہ شمع کے ہے لیکن شاعر نے اسکی علت حسد کو ٹھہرایا ہے یہ مضمون
بہت خوب بندھا تھا لیکن چونکہ مصنف نے ایک اور قصیدہ کے مطلع مین باندھ
لیا اور مضمون مبتذل ہوگیا اور وہ یہ ہے شعر اشجار کا بستان جہان مین ہے عجب
ڈھنگ۔ جلتا ہے چنار اُس سے رخ گل پہ ہے جو رنگ۔ اور اس جا مین بھی چنار کا جلنا
ظاہر ہو کہ بسبب نبات کے ہے کہ چنار کا مزاج گرم ہوتا ہے اور شاعر نے علت اسکی حسد
اور بغض کو قرار دے لیا اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا شعر کہتے ہین زیر زمین دیدہ
نمناک ہنوز+ جا بجا سوت ہین پانی کے تہ خاک ہنوز+ ایضاً ہمرہ صبا کے
خاک بھی ہے میری دربدر+ باقی نہین ہے مجھسے تری جستجو ہنوز+ ایضاً ای شمع کچھ نہین
غم پروانہ تجھکو جیت۔ اک دیکھو تو پڑا آب ہے چشم لگن ہنوز+ چشم لگن یعنی اُسکے دور کا
آب سے پر ہونا پگھلی ہوئی چیز کے سبب سے ہے کہ شمع سے گرتی ہے اور شاعر نے
علت اسکی اور مذکور کی سوا علت معلومہ کے ایضاً یہ دو شعر ایک بند کے
شعر کوئی جو کرے دنیا مین ہوسے وہ پامال+ بسان جادہ کسی کو تو راہ مت بتلا+
پامال ہونا جادہ کا اس سبب سے ہے کہ لوگ اُسپر چلتے ہین اور اس امر مین کچھ خصوصیت

اور دشمنی کو دخل نہین لیکن شاعر نے نیکی کرنے کو اُسکی علت ٹھہرا لیا شعر افتادگی مین یہ
عزت ہو دیکھ اسے سرکش + کہ نیک و بد نے کیا نقش پا کو راہنما + نقش پا کو راہنما کرنا
اس سبب سے ہے کہ اُسکے نشان سے منزل تک پہونچ جا سکتے ہین اور شاعر نے
اسکی افتادگی کو سبب گردان دیا ہے **ایضاً** جذب طوفان نہ زمین سے ہوتا + کسی کی
تشنہ لبون مدفون ہے + جذب طوفان حقیقت مین بسبب امر الٰہی کے تھا چنانچہ
قرآن مین آیا ہے یا ارض ابلعی مائک یعنی اے زمین فرو کر لے تو اپنے پانی کو شعر عیان
ہے شوق ملنے کا مرے نامہ کے کاغذ سے + کہ جب کھولے ہے تو اُسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے
لپٹنا خط کے کاغذ کا حقیقت مین بسبب پیچیدگی کے ہے نہ اُس علت سے کہ شاعر
نے مذکور کی مثال دوسری قسم کی یہ شعر سودا کا شعر چمن ہے کسکے گرفتار زلف
کاکل کا + کہ اسقدر ہے پریشان حال سنبل کا + پریشان ہونا ایک وصف ثابت ہے
اور یہ ظاہر نہین ہے کہ وہ پریشان کس واسطے ہے لیکن شاعر نے یہ ٹھہرا لیا کہ چمن
کسیکی زلف پر عاشق اور سنبل اس سبب سے پریشان ہے مثال تیسری
قسم کی یہ شعر مومن خان سلمہ اللہ تعالیٰ کا شعر اُس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا
کیا ذلیل + مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا + معشوق کے نقش پا کو
سجدہ کرنا اُسکی تعظیم ہے اور ظاہر اور متعارف یہ ہے کہ کسی معشوق کی تعظیم کے ذلیل
نہو پس تعظیم سے ذلیل ہونا ایک وصف ہے کہ کوئی نعت ثابت نہین لیکن محال بھی
نہین بلکہ ممکن ہے کہ وہ امر کسی کے حق مین موجب ذلت کا ہو جاوے اور اسلیے
یہ امر غیر ثابت تھا اسی واسطے مصرع ثانی مین اُسکی علت بیان کی یعنی معشوق
کوچۂ رقیب مین تھا اور جب عاشق اُس جگہ نقش پا سے معشوق کو سجدہ کیا

تو رقیب کے کوچہ مین سر کے بل جانا واقع ہوا اور ایسے مقام مین اسطرح کے امر کا
ظہور مین آنا موجب ننگ کا ہی اور اسی قبیل سے ہے یہ شعر امام بخش ناسخ کا شعر ترجمہ
کر حرص رفعت سے بیمار ہو گیا - آفتاب اتنا چڑھا اونچا کہ تارا ہو گیا + رفعت کی
حرص کرنے افزونی ہو لیکن یہ امر امکان رکھتا ہی اور اوسکی علت مصرعۂ ثانی مین
مذکور ہے یعنی آفتاب اپنی حد سے اور زیادہ اونچا ہو جاوے تو البتہ بہت خرد معلوم
ہونے لگے گا پس حرص رفعت سے رتبہ کا کم ہونا ثابت ہو گیا مثال چوتھی قسم کی یہ
شعر ہین دن بھی برنگ شب ہے جو اُٹھ کے جاتا ہے + کہ شب ہوتی ہے جب
خورشید اپنا مُنھ چھپاتا ہے + دن کا شب ہو جانا ایک وصف غیر ثابت ہی اور محال
ہی لیکن وہ علت کہ مصرعۂ ثانی مین مذکور ہوئی مثبت اُس وصف کی ہے واللہ اعلم
بالصواب صنعت تاکید المدح بما یشبہ الذم یعنی تعریف کی تاکید کرنا ایسی لفظون سے
کہ وہ مشابہت ہجو سے رکھتی ہون یعنی وہ لفظ ظاہر مین ہجو پر دال ہون لیکن
فی الحقیقت مدح پر تاکید کرتی ہین اور یہ صنعت دو طرح پر ہی قسم اول یہ ہے کہ بری
صفت کسی چیز مین سے نفی کرین اور اس بری صفت مین سے ایک اچھی صفت
بری صفت مین داخل سمجھ کر اُس چیز کے واسطے علیحدہ کر لین تاکہ اول یہ متوہم ہو کہ
شاید بواسطہ حرف استثنا کے کوئی بری صفت اُسمین ثابت کریگا اور پھر تعریف کیا
تو مدح ہی جیسے کہین کہ فلانے شخص مین کچھ عیب نہین الا یہ کہ ہمیشہ مفلس رہتا ہی بسبب کثرت
عطا کے اول جمیع عیب کی اُس سے نفی کی پھر ایک اچھی صفت کو اُن عیبون مین
سے علیحدہ کیا الا کے لفظ کے ساتھ اس سے یہ مفہوم ہوا کہ شاید اُسکے عیب بیان
کرنے کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ مفلسی بھی عیوب مین سے ایک عیب ہے باعتبار ظاہر

اورعرف کے لیکن جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مفلسی کمال ہنر ہے کسواسطے کہ اُس سے
مبالغہ سخاوت مین پایا گیا اسی قبیل سے ہے یہ شعر شعر نہین ہے مجھ مین بُرائی کچھ
اوراوسکے سوا۔ کہ مین بُرا ہون رقیبون کی چشم بدبین مین۔ کسی کی آنکھون مین
بُرا ہونا باعتبار عرف کے ایک امر بد ہے لیکن جب یہ شخص رقیبون کی آنکھ مین بُرا ہی
ثابت ہوگیا کہ واقع مین اچھا ہے کسواسطے کہ رقیب بنا برحسد کے بُرا جانا کرتے ہین
نہ باعتبار نفس الامر کے قسم دوسری یہ کہ صفت مدح کی کسی چیز کے واسطے
ثابت کرین اور پھر حرف استثنا کا یعنی لیکن یا مگر یا سوا وغیرہ لاوین اور بعد اُسکے
پھر ایک صفت مدح کی اور مذکور کرین جیسے اس شعر مین شعر رخ دلبر اگرچہ ماہ چرخ
حسن ہے لیکن۔ رُخ خورشید چھپتا ہے جو وہ لب پہ دہ ہوتا ہے اسی قبیل سے ہو سکتا ہے
ممنون کے شعر کا مصرع ثانی بھی شعر تفاوت یار کے قد اور قیامت مین ہے کیا
ممنون۔ وہی فتنہ ہے لیکن یان ذرا سانیچے مین ڈھلتا ہے۔ پہلے کہا وہی فتنہ ہے
اور بعد اُسکے کہا لیکن اس سے وہم ہوا کہ اب شاید کچھ اُس سے کم کہنا منظور ہے
جب بعد اُسکے کہا کہ یہان ذرا سانیچے مین ڈھلتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے
بھی زیادہ ہے اور قید لفظ مصرع ثانی کی اس مقام مین اسواسطے کی ہے کہ مع مصرع
اول کے صنعت جمع اور تفریق کی مثال ہوجاویگا چنانچہ اس مقام مین بھی یہی
شعر مذکور ہو چکا ہے اور کبھی صفت دوسری اسطرح واقع ہوتی ہے کہ ظاہر مین
ہجو ہو لیکن جب غور کرین تو معلوم ہو کہ وہ کمال مدح ہے چنانچہ اس شعر مین شعر
ترا عدل سارے جہان پر ہے لیکن۔ رہے ہے ترا ظلم و اہم ستم پر۔ وائم ظلم رہنا
اسلوب ہجو کا ہے لیکن ستم پر ظلم کا رہنا کمال عدل ہے تاکید المدح بما یشبہ بالمدح کہتے

ہجو کی تاکید کرنی ایسی لفظون کے ساتھ کہ وہ مشابہت مدح سے رکھتی ہون اور
یہ بھی دو قسم پر ہی قسم اول یہ ہی کہ صفت مدح کی کسی چیز سے نفی کرین اور ایک صفت
ہجو کی اس مدح کی صفت مین داخل ٹھہرا کر اسکے واسطے الگ کرین چنانچہ اس
شعر مین شعر چرخ سفلہ پرور مین یہ نہین نکوئی کی + ہان مگر ستم وہ بھی صرف ہے
ہنرپرور + قسم دوسری یہ کہ کسی چیز کے واسطے ایک صفت ہجو کی ثابت کرین اور
بعد اسکے ایک صفت ہجو کی اور مذکور کرین حرف استثنا کے ساتھ چنانچہ دوسرا مصرع
اس شعر کا شعر علم کی نہین کچھ قدر جہل کو ترقی ہی + دہر ہی ستم گستر لیک سفلہ پروری
معلوم کیا چاہیے کہ شعراے فارس اور ہند نے اس صفت مین تصرف کرکے ایک قسم
اور نکالی ہے حق یہ ہے کہ اسکا لطف حیطہ بیان سے باہر ہے اور وہ اسطرح پر ہے
کہ کسی چیز کے واسطے ایک صفت مدح کی ثابت کرین اور پھر اسکے ساتھ ایسی ایک
چیز شامل کردین کہ وہ صفت مدح کی بعینہ ہجو ہو جاوے جیسے اس شعر مین شعر فلک
بے بہرہ آب وخور سے کب رکھے غریبون کو + سدا کھانے کو غم خون جگر پینے کو دیتا ہے
آب وخورش سے غریبون کو بے بہرہ نہ رکھنا صفت مدح کی ہی لیکن جب دوسرے
مصرع مین مذکور ہوا کہ کھانے کو غم ہے اور پینے کو خون جگر وہ مدح بعینہ ہجو ہو گئی
صنعت استتباع وہ ہے کہ کسی شخص کی ایسی طرح مدح کرین کہ اس مدح سے ایک
اور مدح حاصل ہو جاوے جیسے اس قطعہ مین سودا کے اس قصیدے مین سے
کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مدح مین لکھا ہی قطعہ خوگر تو خلق وحلم وحیا سے
اگر نہو + اور ہو تری نگاہ پہ اعمال عاصیان + تجھہ آتش غضب کے شرارے کے سامنے
بارود کا ہے تودہ زمین اور آسمان + غرض اس قطعہ مین مدح حلم اور خلق اور

جیسا کی ہے اور اُسکو اسطرح سے بیان کیا کہ مدح غضب کی بھی حاصل ہو گئی
صنعت ادماج وہ ہے کہ کلام مین ایک مدعا متضمن دوسرے مدعا کا ہووے
خواہ مدح ہو خواہ سوا مدح اور کچھ اس صنعت مین اور استتباع مین یہی فرق ہے کہ اسمین
مدح کی خصوصیت ہے اور اسمین مدح کی خصوصیت نہین پس یہ صنعت عام ہوئی اور
استتباع خاص اور حدائق البلاغت کے مصنف نے بیان کیا ہے کہ اسطرح کا کلام جب
مدح مین واقع ہو اُسکو استتباع کہتے ہین اور جب غیر مدح مین واقع ہو اُسکو
ادماج کہتے ہین اس صورت مین ادماج بھی ہو جاتا ہے اور ادماج اور ایہام مین
یہ فرق ہے کہ ایہام مین ایک لفظ مشتمل دو معنی یا زیادہ کا ہوتا ہے چنانچہ اُس صنعت
کے موقع مین مفصل بیان ہو چکا اور ادماج مین سارا کلام دو معنی کا فائدہ دیتا ہے
بھر کیف مثال ادماج کی یہ شعر ہے شعر وصل کی شب ہے آج تو اے گردون اتنی بات
تو کر + آٹھ برس کے بعد ملے ہین آٹھ پہر کی رات تو کر + مدت مدید کے بعد وصل
کا حاصل ہونا بیان کیا اُسکے ضمن مین آسمان کی شکایت بھی اس امر کی ذکور کی
کہ یہ شب وصل کے دراز ہونے کو نہین چاہتا اور یہ امر سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے
اور اسی قبیل سے ہے یہ شعر بھی سودا کا حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تیغ کی
تعریف مین شعر اُسکی بُرش کرے ملک الموت جب خیال + بے اختیار ہو کے پکارے
کہ الامان + اس شعر مین سے دو مطلب نکلتے ہین ایک یہ کہ اُس شمشیر کی بُرش اس
غایت مین ہے کہ ملک الموت باوجودیکہ سارے جہان کی جان کا خواہان ہے لیکن اُسکی
بُرش سے حال عالم پر رحم کھا کر بے اختیار پکارے کہ الامان یعنی اس سے زیادہ
اب قتل مت کر اور دوسرا یہ کہ اُسکی بُرش سے ملک الموت بھی اپنی جان کا خوف کر کے

الامان پکارے صنعت توجیہ اور اس صنعت کو محتمل الضدین بھی کہتے ہین اسواسطے
کہ اسمین دو ضد کا احتمال ہوتا ہی چنانچہ آگے معلوم ہوگا یہ صنعت اسطرح پر ہے کہ
کلام مین دو وجہ مختلف کا احتمال ہوسکتا ہو یعنی ایک کلام سے معنی مدح اور ہجو کی دونو
نکل سکتے ہون مثلاً کسی سے کسی کو ایک طرح کا رنج پہونچا اور وہ دونون ایک محفل
مین حاضر ہون تو یہ شخص اُسکے حق مین بظاہر دعا کرے اور کہے کہ اس بزم مین تیرا
جام لبریز ہو ایک معنی یہ ہے کہ شراب سے تیرا جام لبریز ہو اور دوسرے یہ کہ تو مرجاوے
صنعت الہزال الذی یراد بہ الجد ہزل مسخر کرنے کو کہتے ہین اور جد جیم کے کسرہ سے درستی
اور کوشش کو یعنی ایسی مسخرگی کہ اُس سے مراد جد ہو اور یہ صنعت اسطرح پر ہے کہ
کلام بطور مسخرگی اور ٹھٹھول کے ہو لیکن مراد اُس سے ہزل نہو بلکہ خلاف ہزل کے مراد
ہو ع اہل دنیا کو خواہش زر ہے سدا + اور سر مین خمار ہی ہمیشہ مے کا + زر جیفہ ہے
اور طالب اُسکا ہے سگ + اور بادہ خون حیض زال دنیا + ظاہر مین یہ کلام بطور
ہزل کے ہے اور واقع مین سراسر فائدہ اور پند ہی اسی قبیل سے ہوسکتی ہے یہ
رباعی شیخ ابراہیم ذوق کی ع یہ کہکے ملائک ہین فلک پر روتے + ای کاش
کہ انسان سے ہم بھی ہوتے + غفلت مین بھی یہ رہے ہے اتنا ہشیار + شیطان کو
چلا دیتا ہے سوتے سوتے + اور ازبسکہ اغلب اوقات احتلام کے وقت شیطان
عورت کی صورت مین اپنے تئین حاضر کرتا ہی مصرع رابع کا لطف زیادہ تر ہو گیا
صنعت تجاہل العارف شی معلوم کے قائم مقام کرنا کسواسطے تجاہل کے معنی مین
جانکر انجان بننا اور عارف کے معنی ہین جاننے والا اور سکاکی مفتاح العلوم کے
مصنف نے اسکا نام سوق المعلوم مساق غیرہ رکھا ہی اور کہا کہ چونکہ یہ صنعت

کلام اللہ مین بھی مستعمل ہے اسواسطے تجاہل کی لفظ کے ساتھ اسکا نام لینا مین اچھا نہین جانتا ہر کیف تجاہل عارف سے کوئی فائدہ اور نکتہ منظور ہوتا ہے چنانچہ مثال مین معلوم ہو دیگا جیسے یہ شعر جرأت کا شعر صنم کہتے ہین تیرے بھی کمر ہے کہان اور کسطرف ہے اور کدھر ہے + اس جاے مین کمر کے باریک ہونے مین مبالغہ منظور ہے شعر سودا کا شعر پیارے نہ برا مانو تو اک بات کہون مین + کس لطف کی امید پہ جور سہون مین + ہر چند یہ شخص جانتا ہے کہ معشوق کو عاشق پر جور کرنا اور لطف نہ کرنا اپنا معلوم ہے لیکن اس گمان مین کہ شاید اسکے خیال سے یہ بات گذر گئی ہے تنبیہاً اسکو یاد دلاتا ہے گویا کہ وہ اپنے جور کرنے اور لطف نکرنے پر مطلع نہین ہے اور منظور ہے کہ شاید اس مرتبہ متنبہ ہو کر لطف کرنے لگے ایضاً رہگیا ہے مہ نو عید کا لکھے پیارے + کھول کر ہاتھ تمناے ہم آغوشی مین + ہر چند اپنے نزدیک یہ بہ یقین جانتا ہے کہ مہ نو معشوق ہی کی تمناے ہم آغوشی مین ہاتھ کھولکر رہگیا ہے لیکن تجاہل کر کے پوچھتا ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ معشوق اپنی زبان سے اس امر کو بیان کرے صنعت القول بالموجب یہ صنعت دو قسم پر ہے قسم اول یہ کہ غیر کے کلام مین ایک صفت ایسی واقع ہو کہ وہ غیر اس صفت کو جب کسی شے کیواسطے ثابت کرے تو اس صفت موصوف اس شے کو تو کسی اور شے کے واسطے ثابت کر دے مثلاً جسوقت کسی شخص متکبر اور دولتمند غرور و رعونت سے کسی جاے مین اسواسطے آدین کہ از روے غصے غربا کو اس مکان سے جلا وطن کر دین اور وہ لوگ انسے جلا وطن اور بس نہو سکین تو ایسے محل مین تو کہے کہ وہ لوگ کہتے تھے کہ ہم وہان جاتے ہین حق حقدار کو پہونچا دین اور حق حقدار ہی کو پہونچا

یعنی اُن لوگون نے حق دار بطریق کنایہ کے اپنے تئین قرار دیا تھا اور تو نے سوا اُنکے حق دار ہونا غربا کے واسطے ثابت کیا قسم دوسری یہ کہ جو لفظ غیر کے کلام مین واقع ہو تو اُس لفظ سے ایسے معنی مراد رکھیے کہ اُس غیر کو وہ معنی مراد نہین مثلاً کوئی شخص کسی بخیل کے گھر مہمان جاوے اور کھانے کے وقت وہ کہے کہ مین نے ہاتھ دھولیا تو یون کہے سچ ہے تو نے کھانے سے دھولیا اُسکی مراد یہ تھی کہ مین نے ہاتھ پانی سے دھولیا ہے اب کھانا کھاؤنگا اور اُس لفظ سے تو نے یہ مراد رکھی کہ وہ کھانے سے مایوس ہے اسی قبیل سے یہ مشہور شعر لوگ مرنے کو بھی کہتے ہین وصال + یہ اگر سچ ہے تو مرجاتے ہین ہم + قائل نے وصال سے معشوق کی ملاقات مراد رکھی ہے اور لوگ حق سے واصل ہونا مراد رکھتے ہین جرأت کا شعر شعر وہ نہ آئے تو یہ ہو جانے غلط + کہ بن آئے نہین مرتا کوئی + بن آئے نہ مرنے سے مراد یہ ہے کہ بغیر موت کے آئے کوئی نہین مرتا اور قائل نے اس شعر مین بن آئے مرنے سے بغیر معشوق کے آئے مرنا مراد رکھا ہے صنعت اطراد یہ صنعت سطح سے ہے کہ ممدوح کا نام مع آبا و اجداد ممدوح کے علی الترتیب بیان کرین مثلاً زید ابن فلان ابن الخ غیرہا اور کبھی آبا و اجداد سے شروع کرتے ہین اور بعد اُنکے ذکر کے ممدوح کا نام لیتے ہین مثلاً پوتا فلانے کا اور بیٹا فلانے کا زید صنعت تعجب اسطرح سے ہے کہ کلام مین کسی چیز پر تعجب ظاہر کرین اور اس سے کوئی غرض منظور ہو جیسے اس شعر مین شعر یہ نالے وہ ہین کہ پتھر کے پار ہوتے ہین + عجب ہے دل مین ترے کچھ اثر نہین ہوتا + فائدہ تعجب کا اس شعر مین مبالغہ ہے معشوق کی سنگدلی مین صنعت اعتراض وہ ہے کہ کلام مین ایسا لفظ مذکور کرین کہ کلام بغیر اُسکے بھی تمام ہو سکتا ہو اور اُسکو

حشو بھی کہتے ہین اور حشو کی تین قسمین ہین اول یہ کہ کلام اُسکے سبب سے بے لطف اور کم رتبہ ہو جاوے اُسکو حشو قبیح کہتے ہین قسم دوسری یہ کہ کلام مین اُس سے حُسن اور لطف زیادہ ہو جاوے اُسکو حشو ملیح کہتے ہین قسم تیسری یہ کہ نہ چندان قبیح ہو اور نہ چندان ملیح بلکہ حُسن اور قبح مین متوسط ہو لیکن حشو قبیح کہ جسکے سبب سے کلام بے لطف اور کم رتبہ ہو جاوے فصحا کے کلام مین واقع نہین ہوتا اس صورت مین یہ محسنات کلام سے نہوا اور حشو ملیح کہ حُسن کلام کا موجب ہے کثیر الوقوع ہے جیسے اس شعر مین سودا کے شعر اس آستان فلک مرتبت کو تا باید رہے کنیز شب قدر روز عید غلام * لفظ فلک مرتبت کا کلام کے اتمام مین کچھ دخل نہین رکھتا کسواسطے کہ جملہ دعائیہ فقط اسقدر ہے شب قدر کنیز اور روز عید غلام اس آستان کا رہے اور جیسے اس شعر مین شعر حضرت ناصح سے یہ کہدو کہ اب کیا کیجئے * دل جو بندہ تھا خدا کا سو بتون کا ہو رہا * مطلب یہ ہے کہ دل بتون کا ہو رہا اور لفظ بندہ تھا خدا کا حشو ہے مگر بتون کی مناسبت سے ذکر اسکا لطف سے خالی نہین

پوشیدہ نرہے کہ اس مقام تک صنائع معنوی تمام ہوئین اب آگے صنائع لفظی کی اقسام شروع کیجاتی ہین حق جل وعلی سے امید ہے کہ جسطرح سے صنائع معنوی کو بانصرام پہونچایا اسی طرح سے صنائع لفظی کو بھی زیور اتمام پہنا دیوے واللہ ولی التوفیق

چمن دوسرا صنائع لفظی مین

صنعت جناس وہ ہے کہ دو لفظ تلفظ مین مشابہ ہون اور معنی مین متغائر اسکو تجنیس بھی کہتے ہین اور اور تجنیس کی کئی قسمین ہین قسم اول تجنیس تام اور وہ یہ ہے کہ وہ لفظ متفق ہون نوع یا عدد مین یا ہیئت مین یا

ترتیب مین پس اگر وہ دونون لفظ ایک نوع سے ہون یعنی دو اسم ہون یا دونون
فعل تو اسے تجنیس متماثل کہتے ہین مثلاً ذکر آہنگ کا ایک جگہ بمعنی آواز کے اور دوسری
جگہ بمعنی قصد کے یا ذکر ساعت کا ایک جگہ بمعنی قیامت کے اور دوسری جگہ بمعنے
ساعت نجومی کے یعنی اڑھائی گھڑی شعر آہنگ نہ تھا یان تلک آنے کا وہ ملنے
سنکر آہنگ ساز محفل آئے + اور اگر دونون لفظ ایک نوع سے نہون بلکہ
نوع دونون کی علیحدہ ہو یعنی ایک اسم ہو اور دوسرا فعل تجنیس مستوفا کہتے ہین
مثلاً لفظ راکھ کا ایک جگہ بمعنی خاکستر کے اور دوسری جگہ امر رکھنے سے کسواسطے
کہ عوام کی زبان مین رکھنے کو راکھنا بھی کہتے ہین اسی قبیل سے ہے سویا بمعنی ساگ
معروف اور صیغہ ماضی کا سونے سے اور پیا بمعنی معشوق یا شوہر کے اور صیغہ ماضی
کا پینے سے اور دیا بمعنی چراغ کے اور صیغہ ماضی کا دینے سے بمعنی امر کے یعنی دیگر
چلا آ اور جلا بمعنی صیقل کے اور امر جلانے سے جیسے اس شعر مین شعر شمشیر کو اپنی جب
جلا دے + سو فتنۂ مردہ کو جلا دے + اور ایسی دو لفظون مین سے اگر ایک
مفرد ہو اور دوسرا مرکب اسکو جناس ترکیب اور تجنیس مرکب کہتے ہین پس یہ
دو لفظ یعنی مفرد اور مرکب اسکو جناس ترکیب اور تجنیس مرکب تشابہ کہتے ہین
اور اگر تشابہ نہون تو اسکو تجنیس مرکب مفروق کہتے ہین تشابہ اسواسطے
کہ دونون لکھنے مین ایک دوسرے کے مانند ہین اور مفروق اسواسطے کہ
دونون لکھنے مین جدا ہین مثال تجنیس مرکب تشابہ کی جیسے جانا ایک جگہ بمعنی مصدر کے
اور دوسری جگہ بمعنی نہی کے یعنی جا مت مصدر لفظ مفرد ہے اور نہی کے معنی مین مرکب
ہے جا اور نا سے کہ حرف نفی کا ہے اور لکھنے مین دونون کی ایک صورت ہے

مثال تجنیس مرکب مفروق کی جیسے رسّا یعنی رسن اور رس کے مانند اول رسّا کے
اور سین مشدد اور الف سے ہے اور دوسرے کو اسطرح سے لکھتے ہین رس سا یعنے
رس الگ اور سا الگ اور اگر ایک لفظ دوسری لفظ کے جزو سے مرکب ہوکر کسی لفظ
کے ساتھ مجانست پیدا کرے اُسکو تجنیس مرفو کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر پروانہ
ہین تمھارے رخ شمع ساں پہ ہم * پروا نہین ہے جان کے جانے سے بھی ہمین *
لفظ پروا کا نہین کے نون سے ملکر پروانہ سے مشابہ ہوگیا اسمین اور تجنیس مرکب مین
یہ فرق ہے کہ اسمین ایک لفظ تمام اور دوسرے لفظ کی جزا سے اور تجنیس مرکب
مین تمام دو کلمون سے ترکیب حاصل ہوتی ہے اور اگر دونون لفظ حرفون کی ہئیت
مین مختلف ہون اور نوع اور عدد اور ترتیب مین متفق یعنی دونون لفظ ایک نوع
سے ہون مثلاً دونون اسم ہون اور دونون کے حرف برابر ہون اور حرف پہلے
لفظ مین جس مقام مین ہون دوسرے لفظ مین بھی وہی ہون اُسکو تجنیس محرّف
کہتے ہین اسواسطے کہ دونون لفظون کو ہئیت مین آپس سے انحراف ہے اسکی مثال یہ
مصرع ہے ع جو ترے محرم ہین ہرگز محرم کعبہ نہین * اول مین میم کو زبر ہے اور
دوسرے مین میم کو پیش اور اسی سبب سے دونون لفظ کی ہئیت مختلف ہے اور اگر
حرفون کے عدد مین اختلاف ہو یعنی ایک دوسرے کی نسبت کوئی حرف زیادہ ہو
خواہ لفظ کے اول مین خواہ بیچ مین خواہ آخر مین اُسکو تجنیس ناقص کہتے ہین اور
زائد بھی ناقص باعتبار کم حرف والی کے اور زائد باعتبار زیادہ حرف والے
کے مثال اول کی زیادتی کی شعر شکوہ کوہ کو ہے تیرے حلم سے نہین کچھ * وجود جود
تو بھی ہے تری سخاوت سے - مثال بیچ کی زیادتی کی شعر دیکھا تو نہین عالم نے وگرنہ ہمکو

ویرے در پہ ترے سر کو ٹپکتے دیکھا + مثال آخر کی زیادتی شعر اِدھر تم اٹھے اُدھر
مر گئے ہم ای ظالم + جدائی زہرہ جبینون کی زہر ہی ہمکو + زہرہ اور زہر مقصود بالمثل
ہی اور اسی قبیل سے ہین یہ الفاظ آئین اور آئینہ دید اور دیدہ اور باد اور بادل
اور علی ہذا القیاس اور آخر مین زیادتی دو حرف کی بھی ہو سکتی ہی جیسے یم بمعنی دریا کے
اور یمین بمعنی قسم کے جسمین ایک حرف اخیر مین زاید ہو اُس قسم کو مطرف اور جسمین
دو حرف اخیر مین زاید ہون اُسکو مذیل دال نقطہ دار سے کہتے ہین اور اگر دونون
لفظ حرف مختلف ہون پس دیکھا چاہیے کہ وہ حرف مختلف قریب المخرج ہین
یا نہین اگر قریب المخرج ہین اُس قسم کو تجنیس مضارع کہتے ہین ضاد نقطہ دار سے
اور مضارع بمعنے مشابہ کے ہے اور اگر قریب المخرج نہین اُس قسم کو جناس لاحق
کہتے ہین لاحق بمعنے ملنے والے کے ہی اور یہ دونون قسمین تین حال سے خالی نہین
کس واسطے کہ وہ حروف یا اول مین واقع ہوئے ہین یا بیچ مین یا آخر مین مثال
ہر تین قسم تجنیس مضارع کی حال اور ہال اور بحر اور بہر اور راہ اور راح
اور پہلی دونون صورتون کو جامع ہے صحو اور سہو مثال اول صاد اور سین
اور مثال ثانی کی حاے حطی اور ہاے ہوز اُسکی مثال مین اشعار لانے کی کچھ
ضرورت نہین اور سبب طول کلام ہے اور مثال ہر تین قسم جناس لاحق کی
اول جیسے جنگ اور سنگ اور ورد اور زرد اور زخم اور شخم اور مثال
دوسرے کی عمر اور سر در اور درد اور مثال تیسرے کی شاد اور شاہ
کار اور کاہ شراب اور شرار اور علی ہذا القیاس اور اگر دونون لفظ حروفون کے
ترتیب مین مختلف ہون اس قسم کو تجنیس قلب کہتے ہین پس اگر حرف کلمہ کے

علی الترتیب مقلوب ہو وین اسکو قلب کل کہتے ہین جیسے رام اور مار تار اور
رات تاب اور بات ہم اور مہ راے اور یار اور اگر حروف کلمہ کے علی الترتیب
مقلوب نہون اسکو قلب بعض کہتے ہین جیسے مرحوم اور محروم اور بدرہ اور بردہ
معلوم کیا چاہیے کہ قلب کی دو قسمین اور ہین سوا اقسام مذکورہ کے ایک
یہ کہ کسی عبارت کے قلب سے وہی عبارت حاصل ہو جاوے مثلاً یہ عبارت
آنا جانا اگر اسکو آخر سے پڑھین تو بھی یہی عبارت حاصل ہوگی دوسرے یہ کہ
اُس عبارت کے قلب کرنے سے ایک عبارت اور حاصل ہو جاوے لیکن دوسری
عبارت بھی ایسی ہو کہ اگر اسکو قلب کرین تو وہ عبارت اول ہو جاوے جیسے
یہ دو عبارتین وہ آیا ہے اور یہ آیا ہو اول کے قلب کرنے سے دوسری عبارت
اور دوسرے کے قلب کرنے سے اول عبارت حاصل ہوتی ہے ان دونون قسمون کو
قلب مستوی کہتے ہین انکی مثالین فارسی مین بہت ہین اُردو مین بھی بعد تلاش
کے بہم پہونچ سکتی ہین جب یہ معلوم ہو چکا اب جاننا چاہیے کہ اگر اُن دو لفظون مین سے
ایک بیت کی اول مین اور دوسرا بیت کے آخر مین واقع ہو اُسکو تجنیس مجنح کہتے ہین کس واسطے
کہ جناح اول مین جیم مفتوح اور آخر مین حای حطی بمعنی بازو اور جانب کے ہے گویا یہ دو
لفظ بیت کے دو بازو یا دو طرف ہین جیسے اس شعر مین **شعر** رام ہوتا نہین فسون
سے بھی + ہے وہ کافر تمہاری زلف کا مار + اور اگر ایسے دو لفظ پاس پاس ہون
اسکو تجنیس مزدوج اور تجنیس مکرر اور تجنیس مردد کہتے ہین **شعر** بات غیرون کی
نہ سنو ابتد بخو ہمکو + بات کی تاب نہین ہونے کی مہرو ہمکو + بات اور تاب اور مہر
اور ہم مقصود بالتمثیل ہے اور اگر دو لفظ لکھنے مین ہمشکل ہون اس قسم کو

تجنیس خطی کہتے ہین جیسے رحم اور زخم زور اور رز اور شک اور سگ خنگ اور جنگ وغیرہا اور دو چیزین اور ہین کہ وہ بھی تجنیس سے ملحق ہین ایک یہ کہ دو لفظ ایسے ہین کلام مین جمع کیے جاوین کہ دونون ایک مادہ سے مشتق ہون اور دونون باعتبار معنی کے بھی متفق ہون جیسے یون کہین کہ بادشاہ کا مقرب ہونا دیر کا قریب الوقوع ہی مقرب اور قریب دونون قرب سے مشتق اور معنی دونون کے متحد ہین اور دوسرے یہ کہ دونون لفظ ایک دوسرے سے مشابہ ہون لیکن دونون کا مادہ علیحدہ ہون اس قسم کو شبہ اشتقاق کہتے ہین جیسے دیدا اور دود اور شام اور شوم وغیرہ اور ایک قسم تجنیس کی یہ ہے کہ اشارہ سے حاصل ہو جیسے ریش موسی کی اسکے نام سے منڈی یعنی استرہ سے کسواسطے کہ موسا استرہ کو بھی کہتے ہین ایک موسا لفظون مین مذکور تھا اور دوسرا نام کے اشارہ سے حاصل ہوا اور جیسے کہین کہ رجب اپنی چھلنی مین آیا تھا رجب نام شخص کا اور اپنے ہی لفظ سے پھر رجب مراد ہو کہ نام چھلنی کا ہی اور علی ہذا القیاس بحث صنعت کی تمام ہوئی واللہ اعلم بالصواب والعجز علی الصدر یعنی پھیرنا عجز کا پہلی لفظون پر اور از بسکہ اس صنعت کا سمجھنا عروض کی چند اصطلاح کی معلوم کرنے پر موقوف ہی اسواسطے طالبین کے فائدے اور بصیرت کے لیے لکھی جاتی ہین پوشیدہ نہ رہی کہ عروض کے علم کی اصطلاح مین پہلے مصرع کے جزو اول کو صدر کہتے ہین اور اسی مصرع کے جزو اخیر کو عروض اور دوسرے مصرع کے جزو اول کو ابتدا کہتے ہین اور اسی مصرع کے جزو اخیر کو ضرب اور عجز اور مصرع اول مین صدر اور عروض کے اور مصرع ثانی مین ابتدا اور عجز کے جو الفاظ ہین انکو حشو کہتے ہین اس مناسبت سے کہ حشو وہ روئی ہے کہ جسکو تکیہ کے اندر بھرتے ہین اور یہ الفاظ بھی

ہیچ مین ہین مثال ان اجزا کی شعر مین ناسخ کے شعر مراسینہ ہی مشرق آفتاب داغ
ہجران کا طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا + لفظ مراسینہ مفاعیلن کے
وزن پر صدر ہے اور لفظ غ ہجران کا داغ کے لفظ کی غین کے ساتھ مفاعیلن کے
وزن پر عروض ہے اور طلوع صبح اسی وزن پر ابتدا ہی اور گریبان کا عجز ہے جب
یہ معلوم ہوچکا تو اب سننا چاہئے کہ تعریف اس صنعت کی یہ ہی کہ جو لفظ کہ بیت کی عجز
یعنی لفظ اخیر مصرع ثانی مین واقع ہووہی صدر یا حشو یا عروض یا ابتدا مین بھی
واقع ہو یہان سے معلوم ہوا کہ اس صنعت کے نام مین لفظ صدر کا مطلق پہلی
لفظون کے معنی مین ہے اور وہ لفظ خاص اصطلاحی مراد نہین کسواسطے کہ اگر وہ
لفظ خاص مراد ہوتا ہے تو عجز کے جزو اول مصرع اول واقع ہونے کا نام رد العجز
علی الصدر ہوتا اور اس لفظ کا حشو یا عروض یا ابتدا مین واقع ہونے کا یہ نام نہ
ہوتا اور ازبسکہ وہان یہ لفظ خاص مراد نہین اسی واسطے نام مین صدور جمع مذکور
کیا اور صدر مفرد نہ کہا تاکہ اس لفظ خاص کا وہم نہ جاوے اور حشو وغیرہ کو صدور
اسواسطے کہا ہے کہ وہ الفاظ بہ نسبت عجز کے پہلے ہین اور یہ الفاظ یا بعینہ مکرر
ہووین یا ایک دوسرے کی تجنیس ہو یا دوسرے مشتق ہوا ہو یا شبہ اشتقاق ہو
پس باعتبار ان چار اجزا مین واقع ہونے اور چار طرح پر ہونے الفاظ کے اس
صنعت کی سولہ قسم ہوتی ہین یعنی جو لفظ عجز مین ہو وہی لفظ یا بعینہ صدر مین
واقع ہو یا اسکی تجنیس ہو یا اس سے مشتق ہوا ہو یا شبہ اشتقاق کے ہو یہ
چار قسمین ہوئین اور اسی طرح سے یہ حال اس لفظ کا حشو اور عروض اور ابتدا
مین واقع ہونے کا شمار کرین پہلی چار قسمون کی اس تفصیل سے ہین مثال پھیرنے عجز کی

بعینہ صدر اصطلاحی پر اسکو رد العجز علی الصدر مع التکرار کہتے ہین شعر ہو چکا اے حضرت ناصح بس اب کچھ فائدہ + دل دوچار ناوک مژگان خوبان ہو چکا + مثال پھیرنے عجز کی تجنیس کے ساتھ صدر پر اسکو رد العجز علی الصدر مع التجنیس کہتے ہین شعر درد دل کا ہی ہویدا فائدہ اخفا سے کیا + اب کہے دیتے ہین منھ پر اشک سرخ و رنگ زرد + یہان صا س لاحق ہے مثال پھیرنے عجز کی صدر پر اسطرح سے کہ دونون لفظ ایک مادہ سے مشتق ہون اسکو رد العجز علی الصدر مع الاشتقاق کہتے ہین شعر قرین صدق ہے ملنا تمھارا غیرون سے + رقیب رکھتے ہین گھر سے تمھارے گھر مقرون + مثال پھیرنے عجز کی صدر پر اسطرح سے کہ دونون لفظ مین مشابہ اشتقاق کے ہو اسکو رد العجز مع شبہ الاشتقاق کہنا چاہیئے شعر دیار دلک سے ہمکو کسی کے ہی کیا کام + ہم اور تیری گلی سر ہی اور تری دیوار + مثالین دوسری چار قسمون کی یعنی پھیرنا عجز کا حشو پر اس تفصیل سے ہی خواہ حشو مصرع کا یہ تعمیم داسطے اختصار کے ہی ڈالا چاہیئے کہ آٹھ مثالین مذکور کیجا وین مثال مکرر شعر دل دوا رنہ پری انھون کا ہی + جو نصیحت کرے سو دیوانہ + مثال تجنیس کی شعر دلکو آہنگ مین تری گھر کے + ہی سدا نالہ نغمہ و آہنگ + مثال اشتقاق کی شعر کچھ ہمیہ نہین لطف ترا ورنہ ہمیشہ + وہ کون ہی جس شخص پہ تیرا نہین الطاف + مثال شبہ اشتقاق کی شعر رقیبون کیے سوا اسکو میسر ہمنشین ہونا + نہین ملتا ہی قرنون سے ہمین تجھ تک قرین ہونا + یہ شعر مثال ہے رد العجز کی مصرع ثانی کے حشو مین مثالین پھیرنے عجز کی عروض پر اس تفصیل سے مثال مکرر کی یہ شعر سودا کا شعر ترا دل مجھسے نہین ملتا مرا دل رہ نہین سکتا + غرض ایسی مصیبت ہے کہ مین کچھ کہہ نہین سکتا + اور سب مطلع

کہ ردیف رکھتے ہون وہ اسی صنعت کی مثال ہین مثال تجنیس کی شعر مری نظرون
مین صورت تری جیسی شیرین + کوہکن کی بھی نہین نظرون مین ویسی شیرین مثال
اشتقاق کی + شعر مے کشی کرنا ہمیشہ ہی تری عشرت پہ دال + اور پینا خون دل
میرا سراغم پر دلیل + شعر مثال شبہ اشتقاق کی شعر ترے دل مین نہین ذرا
سختی + یہ فقط دشمنون ہی کی تھی ساخت + مثال ہیر ذی عجز کی ابتدا پر اس
تفصیل سے مثال مکرر کی شعر کہا مین نے کہ مرے نالہ رسا سے ڈر + خدا سے ڈرا رہے
ظالم ذرا خدا سے ڈر + مثالین تجنیس کی شعر نہ پوچھین ہمکو کبھی اور پوچھین عرض دل
کو + دلال غنچہ ہی خوبان کی سب ستم پہ دلیل + مثال اشتقاق کی شعر خود ہی میرا حال
میرے حال برہم پر دلیل + دال آنسو خون دل پر خون دل غم پر دلیل + مثال
شبہ اشتقاق کی + شعر نہین چھپتا ہی آنسو سے غم دل + قران کرتا ہی یہ غم کا قرینہ +
اور شعر انسے بیت کی ہر مصرع مین بھی اس صنعت کی رعایت کی ہے ظاہرا ہر
مصرع کے جزو اول اور جزو اخیر کو صدر اور عجز قرار دے لیا ہی اور اگر کہین کہ
مصرع ثانی مین رد العجز علے الابتدا ہی اور مصرع اول مین رد العجز علے الصدر
صنعت علیحدہ ہو گی ہم کہتے ہین کہ اس صنعت کا علم بدیع کی کتابون مین کہین نام
نہین بس بہتر قول اول ہی مثال اسکی یہ شعر شعر نقاب چہرے سے ظالم اٹھا نہ ڈال النقاب
شتاب کر کہ ہی بان جان کو سفر مین شتاب + مصرع اول مین جزو اول اور اخیر
نقاب اور دوسرے مین شتاب مکرر واقع ہوا ہی بطور اس صنعت کے صنعت
لزوم مالا یلزم یعنی لزوم ایسی چیز کا کہ وہ لازم نہین ہی یہ صنعت کئی طرح پر ہی ایک قسم یہ ہے
کہ قافیہ مین حرف روی یعنی حرف اخیر سے پہلے کسی حرف مین کی تکرار واجب کہین اور

حال قافیہ اور حبیب روی کا قافیہ کی بحث مین مفصل آویگا اور یہ بھی معلوم ہوجاویگا کہ روی سے پہلے کون سے حرف کی تکرار واجب ہے اور کونسے حرف کی نہین اس مقام مین مثال اسکی لکھنی چاہیئے جیسے افسر اور ہمسر مین سین یا ساحل اور کامل مین الف یا عاقل اور ناعاقل مین قاف کو سارے قصیدے یا ساری غزل کے قافیہ مین لازم کرلین اور اگر اسکا التزام نہ کرین تو قافیہ افسر کا ور اور ساحل کا دل اور عاقل کا جاہل کے ساتھہ بھی کرنا درست ہے دوسری قسم یہ کہ کلام مین سے کسی حرف معین کو ترک کرین بطریق التزام کے جیسے ان شعرون مین الف کو ترک کیا ہے شعر مجھسے درد عشق سن کہنے لگے + یہ مرض وہ ہے نہین بچنے کے تم + حضرت دل ہی غضب ہے شیخ ہجر + فکر مین بھی ہو کہین بچنے کی تم + تیسری قسم یہ کہ کلام مین ذکر کسی چیز معین کا واجب کرلین جیسے ذکر سر کا اس رباعی مین شعر سر لو جو مرے سر کی تمنا ہے تمھین + یہ سر وہ ہے جس سر کی بھی پرواہ ہے تمھین + جون شمع کٹے سر اپنا اور تم دیکھو + سر کا کٹنا مرا تماشا ہے تمھین + اسی قبیل سے ہے لازم تکرار ردیف مین دو لفظون کا اس قصیدہ مین سودا کے شعر دیکھا جو دیر و کعبہ ہمسنگ رنگ ڈھنگ + کچھ ایک سا رکھین ہین ہم سنگ رنگ ڈھنگ + کر یار پرستش انکی جو پایا انھون نے بیچ + یار دول کے ہین ہمسنگ رنگ ڈھنگ + اور ایک قصیدہ مین التزام کیا ہے ذکر چار چیز کا + شعر یار و مہتاب و گل و شمع ہم چارون ایک ہین یکدان بلبل و پروانہ ہم چارون ایک + ہے مجھے ابر و ہوا شیشہ و جام اے ساقی + گریہ و نالہ دل و دیدہ ہیم چارون ایک + آہ کس کس سے بچے دل کہ ہوئے ہین تیرے غمزہ و ناز و ادا عشوہ و ضنم چارون ایک + اسی صنعت کے قبیل سے ہے صنعت منقوطہ

اور غیر منقوطہ اور رقطا اور خیفا صنعت منقوطہ وہ ہی کہ بیت کے سب لفظ نقطہ دار
ہون جیسے اس شعر مین **شعر** حب نہ تب شب غضب بجنبش بٹی تجنبش فیض جشن
تخت نشین صنعت غیر منقوطہ کہ اسکو صنعت مہملہ بھی کہتے ہین وہ ہے کہ بیت کے
سب لفظ بے نقطہ ہون جیسے اس شعر مین **شعر** ہو سرور اور کو مہ کامل دکھ ہو
اور درد ہو سوا اس دل سے صنعت رقطا وہ ہی کہ ایک حرف نقطہ دار اور ایک بے
نقطہ ہو **شعر** دے صبا بوے رخ جانان کی رہے کب تک مری سوزش جان کی
صنعت خیفا وہ ہی کہ سارا ایک کلمہ منقوطہ اور ایک سارا کلمہ غیر منقوطہ ہو **شعر**
شب کو جشن سرور تخت رہا کار فیض مدار تخت رہا اور لزوم مالا یلزم کے
قبیل سے ہی مقطع اور موصل صنعت مقطع وہ ہے کہ سارے حرف لکھنے مین علیحدہ
ہو وین اور صنعت موصل وہ ہے کہ سارے حرف لکھنے مین ملے ہوئے ہون جیسے
یہ شعر فیض کا کہ مصرع اول مثال ہی صنعت مقطع کی اور دوسرا مثال ہے موصل
کی **شعر** درد و داغ و رخ زرد اور وہ دل فیض مٹی مین گئے ہین سب مل صنعت
سجع سجع لغت مین کبوتر اور قمری کی آواز کو کہتے ہین اور علم بدیع کی اصطلاح مین
دو چیز پر اطلاق کرتے ہین ایک پہلے فقرے کے آخر کا کلمہ دوسرے فقرہ کی آخر کے
کلمہ سے موافق ہو حرف اخیر مین اور دوسرے ان دو فقرون مین دونون اخیر کے
کلمون کا حرف اخیر مین موافق ہونا یعنی معنی مصدری سکاکی نے کہا ہے کہ سجع نثر مین
ایسا ہی جیسا قافیہ نظم مین یعنی جیسا قافیہ حرف اخیر مین موافق ہوتا ہے اسیطرح
لفظ اخیر فقرہ کا اپنے حرف اخیر مین موافق ہوتا ہی یہان سے معلوم ہوتا ہی کہ سجع
مختص نثر کے ساتھ ہے لیکن بعضون نے کہا ہی کہ سجع نثر کے ساتھ مختص نہین ہے

بلکہ نظم مین بھی جاری ہوتا ہے بہرکیف سجع کی تین قسمین ہین اول مطرف اور یہ اس
طرح پر ہے کہ فقرہ یا شعر کے کلمات اخیرہ وزن مختلف رکھتے ہون مثلاً نثر مین کہین
کہ قاصد تمھارا خط لایا اور تمھارا پیغام سنایا لایا اور سنایا کی وزن اختلاف ہے یا کہین حسن
اوسکا عجب کمال رکھتا ہے کہ خط اسکا مضامین محبت پر اشتمال رکھتا ہے اشتمال اور کمال کا
وزن مختلف ہے اور نظم مین اسطرح میر کا شعر شعر حسن کف پا کو برگ گل ہو خار حیف ہے ہووے
خار سے وہ فگار + دوسری ترصیع کہ پہلے فقرے یا پہلے مصرع مین جو جو الفاظ واقع ہوئے
ہون دوسرے فقرے یا مصرع کے سارے الفاظ یا اکثر کے ساتھ ہم وزن اور حرف
اخیر مین متفق ہون مثلاً کمال محبت کا اسکے حال سے ظاہر ہے اور جمال مودت کا اسکے
قال سے باہر ہے شعر گل وبلبل اور بوستان عجب + قُل وقلقل اور دوستان غریب +
تیسری متوازی اور یہ اسطرح پر ہے کہ فقرہ اول یا مصرع اول کے سارے لفظ دوسرے
فقرے یا مصرع کے سارے لفظ یا اکثر لفظون کے موافق نہون بلکہ مختلف ہون
اور یہ اختلاف خواہ باعتبار وزن اور حرف اخیر کی موافقت کے ہو مثلاً دوست کے
دل کا حال معلوم اور دشمن کی زبان کا سخن مفہوم دوست دشمن کے اور دل زبان کے
اور حال سخن کے مقابل ہے لیکن وزن اور حرف اخیر مختلف ہے خواہ فقط باعتبار
وزن کے ہو مثلاً نیاز عاشق کا مطلوب جانتا ہے اور ناز معشوق کا طالب پہچانتا ہے
نیاز ناز کے اور عاشق معشوق اور مطلوب طالب کے اور جانتا پہچانتا کے مقابل
ہے اور یہ الفاظ وزن مین مختلف اور حرف اخیر مین متفق ہین خواہ باعتبار
حرف اخیر کے مثلاً عالم کو سب جاے مین اقبال ہے اور جاہل کو ہر حال مین
اشکال ہے معلوم کیا چاہیے کہ سجع کی تین قسمین اور ہین سو ان اقسام کے

کر وہ نظم کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہین قسم اول یہ ہی کہ ہر مصرع مسجع ہو اور سجع اول
مصرع کے دوسرے مصرع کے سجعون سے مخالف ہون اس قسم کو تشطیر کہتے ہین
اسواسطے کہ تشطیر مشتق ہے شطر سے اور وہ شین منقوطہ سے بمعنی حصہ کے ہی اور چونکہ بیت
کا ہر مصرع جدا جدا مسجع ہوتا ہے گویا کہ بیت حصہ کی گئی ہی مثال اسکی یہ شعر شیفتہ ہے
داغ عشق سے اپنا شگفتہ باغ + اور دل ہی رنج ہجر سے سوغم کا ایک گنج + اول
حصہ مبنی ہی عین اور دوسرا جیم پر قسم دوسری یہ کہ مصرع اول پہلا جزو کہ اُسکو
صدر کہتے ہین مصرع ثانی کے جزو اخیر کے ساتھ کہ اُسکو ضرب کہتے ہین حرف اخیر مین
موافق ہو اس قسم کو تصریع کہتے ہین پہلے صاد اور بعد صاد کے رے مثلاً شعر دل
اس نحو کا عشق بتان مین + سدا رہتا ہی درد و غم کی منزل مقصود بالتمثیل دل
اور منزل ہی + قسم تیسری یہ کہ قصیدے یا غزل مین تین تین سجع ایک طرح کی مکرر کرین در
چوتھا قافیہ اصل قصیدہ یا غزل کا ہو جیسے اس شعر مین شعر کیسا ہی مین فرزانہ ہوتا
پر عشق مین دیوانہ ہون + تو شمع مین پروانہ ہون ای رشک خوبان جہان + اصل
مین لفظ خوبان کا مطابق قافیہ غزل کے ہی یعنی گلستان اور گمان اور نشان وغیرہا
اور لفظ جہان کا ردیف ہی اس بیان سے معلوم ہوا کہ سجع کی چھ قسمین ہین لیکن پہلی
تین قسمین نثر اور نظم مین مشترک اور تین قسمین اخیر کی مختص نظم کے ساتھ صنعت موازنہ
وہ ہی کہ دونون فقرہ یا دونون مصرع کے الفاظ اخیر کے باعتبار وزن کے موافق
اور باعتبار حرف اخیر کے مختلف ہون مثلاً دل معاد سے غافل ہے اور جان
ذکر سے فارغ چشم ساغر ہی اشک خون ہی شراب + جان آتش ہے سوز آہ شرار اگر
فقرہ اول یا مصرع اول کے ساری الفاظ یا اکثر دوسرے فقرہ یا مصرع کے ساری الفاظ

یا اکثر کے وزن مین مانند ہون اُسکو مماثلت کہتے ہین پس جو فرق موازنہ مین ایسی ہے
جیسے سجع مین ترصیع ہر کیف مثال اسکی یہ ہی فقرہ حال عاشق کا تنگ ہے اور کار
حاسد کا بلند ہے شعر یار مہرو بین نہ کر سیر بہار + شوخ گلرخ بن نہ پی جام شراب +
معلوم کیا چاہیئے کہ جن لوگون نے یہ گمان کیا ہی کہ موازنہ مین سے مماثلت مختص شعر کے
ساتھ ہی یہ غلط ہی اور جن لوگون نے یہ توہم کیا ہی کہ وہ مختص نثر کے ساتھ ہی یہ بھی
محض بیجا ہی کسواسطے کہ وہ نثر اور نظم دونون مین جاری ہوتی ہی جیسے نثر اور نظم
کی مثال ہے واضح ہو گیا اور توہم نثر سے خصوصیت رکھنے کا اس سبب سے ہے
کہ عربی کی کتابون مین اس صنعت کی تعریف مین لکھا ہی کہ وہ مساوی ہونا دونون
فاصلون کا ہی وزن مین اور فاصلہ نثر کے الفاظ اخیرہ ہی کو کہتے ہین اور یہ جانا کہ
ذکر فاصلہ کا بطریق احتراز کے نہین ہے تا کہ اُس سے نظم خارج ہو جاوے بلکہ
بطریق مثال کے ایک کا ذکر کر دیا ہی اور بنا بر اختصار کے مصرع کا ذکر چھوڑ دیا ہی اور
چونکہ یہ صنعت نظم مین بھی جاری ہوتی ہی شرح کرنے والون نے فاصلہ کے آگے
لفظ مصرع کا بھی لاحق کر دیا ہی بیان سے معلوم ہوا کہ حدائق البلاغت کے مصنف
نے جو یہ کہا ہی کہ صنعت نظم مین نہین آتی کیونکہ نظم کے آخر مین قافیہ واجب ہے
از روے سہو کے ہی اور یہ خیال کیا کہ آخر مین نظم کے قافیہ کا ہونا اس صنعت کے
نظم مین جاری ہونے کے منافی نہین جیسے اُس شعر سے کہ اس صنعت کی مثال مین
مذکور ہوا واضح ہی جب یہ معلوم ہوا سننا چاہیئے کہ اس صنعت کی تعریف مین اگر
الفاظ اخیرہ کے فقط وزن مین موافق ہونے سے یہ مراد ہی کہ موازنہ مین الفاظ
اخیرہ کا حرف اخیر مین مخالف ہونا واجب ہی پس اس صورت مین سجع اور موازنہ مین

ہتا ہین ہو یعنی نہ صنعت سجع کی موازنہ پر صادق آویگی اور نہ صنعت موازنہ کے
سجع پر کسواسطے کہ سجع مین حرف اخیر کی موافقت واجب ہے اور یہان مخالف اور
اگر یہ مراد ہی کہ موازنہ مین وزن کی موافقت شرط ہی اور حرف اخیر کی موافقت شرط
نہین یعنی ہو نہ ہو اس صورت مین ایک جاے مین سجع اور موازنہ دونون صادق
آجائینگے جیسے وصال دوست کا محض خیال ہی اور رحم کرنا رقیب کا محال ہی شرط
سجع کی ہی اور موافقت وزن کی اور یہ شرط موازنہ اخیر کی اور یہ شرط سجع کی
ہی اور موافقت وزن کی اور یہ شرط موازنہ کی مثال ایک جاے موازنہ پایا
جاویگا بدون سجع کہ جیسے موازنہ کی مثال مین مذکور ہو اول معاد سے غافل ہے
اور جان ذکر سے فارغ اور ایک جاے مین سجع پایا جاویگا بدون موازنہ کے
جیسے دل مین رقیب کی طرف سے خار ہی اور سینہ دوست کے جور سے افگار ہی جا
اور افگار بطور سجع کے ہین نہ بطور موازنہ کے اور حدائق البلاغت کے مصنف سے
تعجب ہے کہ موازنہ کی تعریف مین آپ ہی لکھا جاتا ہے کہ موازنہ وہ ہی کہ دو فقرون کے
الفاظ اخیرہ وزن مین متحد ہون اور حرف اخیر مین مختلف اور پھر اسکو ایک قسم
سجع کی قرار دی ہی حالانکہ سجع مین شرط یہ ہی کہ حرف اخیر مین موافقت ہو نہ تو آئت
واللہ اعلم بالصواب صنعت ذوقافیتین ایسے شعر کو کہتے ہین کہ اسمین دو قافیہ ہون ذوقافیتین
جیسے اس شعر مین شعر صبا اڑا کے نہ لیجا مرا غبار کہین + کہ مجھسے چھوٹنے کی آستان
یار نہین + اور کسی مین تین تین قافیے بھی ہوتے ہین شعر آ جلد کہ لب عاشق بیجان
مین نہین تاب + اور نام کو باقی نہین مژگان مین کہین آب + اور کبھی دو
قافیون کے بیچ مین ردیف بھی لاتے ہین اور قافیہ کے بیچ مین آتی ہے جیسے

اس شعر مین شعر اشک خونین سے جہان ہم روتے + جابجا لالہ ستان ہم بوتے ہم کا لفظ ردیف ہی کہ درمیان دونون قافیون کے ہی یعنی جہان اور روتے اور لالہ ستان اور بوتے کے صنعت متلون اس شعر کو کہتے ہین کہ کئی بحر مین پڑھا جاوے جیسے یہ شعر شعر دیکھکر اُس چہرۂ مہوش کا حُسن + آپ مین آتے نہین ہیرون جین ہم + یہ شعر دو بحر مین پڑھا جاتا ہی اول بحر سریع مفتعلن مفتعلن فاعلان اور دوسری رمل فاعلاتن فاعلاتن فاعلات + مگر اتنا ہی کہ مصرعہ ثانی مین دونون کا جزو اخیر فاعلن ہے اور مصرعہ اول مین سریع کا جزو اخیر فاعلان اور رمل کا فاعلات اور حال مفصل اسکا عروض کے فن مین معلوم ہوجاویگا صنعت تلمیح یہ اسطرح پر ہے کہ کلام شعر ہو کسی واقعہ مشہور پر یا ایسی چیز پر اشارہ کیا جاوے کہ کتب مستعملہ مین مذکور ہو جیسے شعر سودا کا شعر دکھلائیے جاکر تجھے مصر کا بازار + پر وان کوئی خواہان نہین اس جنس گران کا اس شعر مین اشارہ ہے طرف قصہ حضرت یوسف کی کہ وہ مشہور ہی اور یہ شعر فقیر محمد خان گویا کا شعر منہ دکھاتا تو کہان باتین تھین اسکی مجھ تک + لن ترانی کی بھی آئی نہ صدا میرے بعد + اس شعر مین حضرت موسی کے قصہ کیطرف اشارہ ہی حق یہ ہے کہ جو لوگ کہ چاشنی انصاف اور مذاق شعر سے بہرہ رکھتے ہین اُنکے نزدیک یہ شعر جواب نہین رکھتا اور جیسے یہ شعر شعر خزان مین اسلیے لوٹے ہے خاک پہ غنچہ + کہ یہ علاج ہے اسکا جسے ہو استسقا + اس شعر مین اشارہ ہے طرف مسئلہ طب کے

الاعداد صنعت سیاقۃ الاعداد اسطرح پر ہے کہ کلام مین اعداد مذکور کرین خواہ ترتیب سے ہو خواہ بغیر ترتیب کے جیسے یہ شعر سودا کا شعر چہرۂ مہروش ہے ایک سنبل

مشکفام وہ حسن تابان کے دور مین ہو سحر ایک شام وہ مصرع شیخ ابراہیم ذوق
کا مصرع دو تین ٹکڑے سے کیے ہوئے سل کے چار پانچ + اور بعضے شعرا نے عدد
ایک سے دس تک ذکر کیے ہین علی الترتیب اور بعضون نے دس سے ایک تک عکس
ترتیب یہ دونون لطف سے خالی نہین اسی قبیل سے ہے شعر انشاء اللہ خان کا شعر
ایک دو تین چار پانچ چھ سات + آٹھ نو دس ہوے بس انشا بس + صنعت
تنسیق الصفات یہ اسطرح پر ہے کہ ایک موصوف کے کئی اوصاف پے درپے
مذکور کرین شعر تیری شمشیر سر خصم پہ ہے میدان مین + صاعقہ برق بلا قہر
خداوند تعال صنعت توشیح وہ ہے کہ اگر چند شعر ہر مصرع یا ہر بیت کے حرف
اول کو جمع کرین اس سے کوئی عبارت یا نام حاصل ہو جاوے اور کبھی
عبارت مین ابیات کے بیچ یا آخر کے حرفون سے بھی حاصل کرتے ہین ہر کیف
مثال اسکی یہ دو شعر ہین شعر درد غم داغ ہجر رنج فراق + وقت دل بلا بجھ
حوصلہ دل کا + سخت ترکیبی ہو اب کرون کس سے + تجھ سوا ہجر مین گلہ دل کا + ہر مصرع کی
حرف اول جمع کرنے سے لفظ دوست کا حاصل ہوتا ہے علم بدیع کا تمام ہوا

حدیقہ تیسرا علم عروض مین

معلوم کیا چاہیئے کہ شعر اصطلاح مین ایسے کلام کو کہتے ہین کہ اوزان مقرری
مین سے کسی وزن پر ہو اور قافیہ رکھتا ہو اور کہنے والے نے اسکی موزونی کا قصد کیا
ہو اول کلام کے معنی بیان کیے جاتے ہین اسکے تعریف کی قیدون کا فائدہ بیان
کیا جاویگا سُنا چاہیئے کہ کلام اُسے کہتے ہین کہ دو کلمہ سے مرکب ہو مع اسناد کے
یعنی ایک کلمہ کو دوسرے کلمے سے ایسی نسبت ہو کہ کہنے والا اگر کہکر خاموش ہو رہے

تو سننے والے کو فائدہ کامل حاصل ہوجاوے اور پھر انتظار باقی نہ رہے مثلاً کوئی
کہے کہ زید آیا ہے پس سننے والا اُس سے مطلب بالکل سمجھ لیگا اور کلام کے
تمام کرنے کا منتظر نہ رہیگا جب یہ معلوم ہوگیا اب سننا چاہیے کہ کلام کی قید سے
ایک کلمہ خارج ہوگیا اگرچہ ارکان بحورین سے کسی رکن کے وزن پر ہو مثلاً طوطی
فعلن کے وزن پر ہے لیکن چونکہ شعر کے واسطے کلام شرط ہے اور یہ ایک کلمہ ہے اسواسطے
یہ شعر نہین ہے اور سخن بمعنی بھی خارج ہوگیا اسواسطے کہ سخن بمعنی سے سننے والے کو
کچھ فائدہ نہین حاصل ہوتا لیکن یہ امر باقی رہگیا کہ بعضا ایسا سخن موزون اور
مقفی ہوتا ہے کہ اُسمین نسبت مذکورہ نہین ہوتی جیسے یہ شعر داغ ہجران ماہر دیو کے
آتش غم سے تندخویون کے + یہ سخن جب تمام ہوتا ہے کہ اتنا سخن اُسکے ساتھ اور شامل کیا
جاوے مثلاً ہم جان بلب ہین پس کلام کی شرط سے چاہیے کہ اُسکو شعر نہ کہین اور حال
یہ ہے کہ اسکو بھی شعر کہتے ہین اسکا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ کلام سے کلام اصطلاحی یعنے وہ
جو پہلے بیان کیا گیا مراد نہ رکھنی چاہیے بلکہ کلام لغوی مراد رکھنی چاہیے یعنی سخن
اور سخن عام کہ نسبت مذکورہ اُسمین پائی جاوے یا نہین لیکن اس صورت مین
ایک کلمہ بھی تعریف مین داخل ہوجاتا ہے پس بہتر یہ ہے کہ کہا جاوے کہ یہ نہین
ہوسکتا ہے کہ کہنے والا فقط اتنے سخن پر کفایت کرے کسواسطے کہ اُس سے کچھ فائدہ
حاصل نہین ہوتا پس ضرور ہے کہ اُسکے آگے بھی کچھ اور کہیگا اور جب آگے اُسکے
کچھ اور کہا تو وہ سخن اور یہ سخن شامل ہوکر شعر ہوگیا نہ سخن پہلا لیکن فقط اُسی سخن کو
کہنا باعتبار مجاز کے ہے جیسے الفاظ موزون مقفی لے معنی کو بھی باعتبار مجاز کے شعر
کہتے ہین چنانچہ مشہور ہے کہ کسی شاعر نے مولوی نظامی کے خمسہ کے جواب مین

بموجب فرمایش کسی بادشاہ کے ایک خمسہ بمعنی کہا تھا اور قطع نظر اسکے جس شعر کے معنی
کچھ نہین ہوسکتے تو کہا کرتے ہین کہ یہ شعر بمعنی ہے پس بمعنی پر بھی شعر کا اطلاق کرتے ہین
اور قید موزون ہونے کی اسواسطے ہے کہ جو کلام اوزان مقررہ مین سے کسی
وزن پر نہوگا وہ نثر ہے شعر نہین ہے اور قافیہ کی قید اسواسطے ہے کہ بغیر قافیہ کے
بھی موافق اصطلاح کے شعر نہین ہے اور قید قصد کی اسواسطے ہے کہ اگر کسی سے
بغیر اس بات کے کہ وہ ارادہ موزونی کا کرے کلام موزون سرزد ہوجاوے
تو اسکو شعر نہین کہنے کے چنانچہ بعضی آیتین کلام اللہ کی اور بعضی حدیثین موزون
ہین علی الخصوص بسم اللہ بحر سریع مین ہے لیکن شعر نہین ہے بلکہ شعر کا اطلاق کرنا اینبر
منع ہے معلوم کیا چاہیے کہ اس مقام مین کئی امر اور باقی ہین انہین سے ایک امر
یہ ہے کہ کلام کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ ایک مصرع پر بھی اطلاق شعر کا بموجب اصطلاح
کے درست ہے لیکن مصرع کو کوئی شعر نہین کہتا بلکہ شعر دو مصرع کا نام ہے
اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ ازبسکہ عادت شعر کی اکثر بیت کہنے پر جاری
ہے اور ایک مصرع تنہا کم کہتے ہین باعتبار مجاز کے بیت ہی کو شعر کہنے لگے ہین اور
دوسرا یہ کہ شاید اصطلاح علیحدہ ہو یعنی باعتبار ایک اصطلاح کے مصرع اور بیت
شعر ہین اور باعتبار دوسری اصطلاح کے دو فقرہ موزون کا نام شعر ہے اور ایک کا
نام مصرع دوسرا امر یہ ہے کہ ہم لوگ کہ سراسر نقصان اور غفلت سے لبالب اور
مالامال ہین ہرچند بسا اوقات مشاہدہ کرتے ہین کہ ہرگز موزون کرنے کی طرف متوجہ
نہین ہوے اور وزن کا ہرگز خیال نہین ہے قصد کلام موزون سرزد ہوگیا بلکہ
ایسا ہوتا ہی کہ بمجرد سرزد ہونے کے کچھ خیال نہین ہوا کہ یہ موزون ہے اور بعد تین دن کے

جب اُسمین تامل واقع ہوا تو معلوم ہوا کہ خود بخود یہ کلام موزون سرزد ہو گیا ہے لیکن یہ امر حق تعالیٰ کی طرف نسبت نہین کر سکتے کہ آیات کا موزون ہونا اُس جناب مقدس سے بے ارادہ ہوا اور اُسکے موزون ہونے پر اُسکو اطلاع نہو عیاذاً باللہ اس صورت مین لازم آیا کہ وہ آیتین موزونی کے ساتھ متکلم کے قصد سے حاصل ہوئی ہین پس اسپر شعر کی تعریف صادق آئی اور حالانکہ شعر نہین ہے پس بہتر یہ ہے کہ قصد کو موزونی کے ساتھ متعلق نہ کیا چاہئے بلکہ شعر کے ساتھ متعلق کرنا چاہیے یعنے اگر کہنے والا شعر کے ارادے سے موزون کرتے تو شعر والا نثر ہے اس صورت مین آیتون پر سے اطلاق شعر کا اُٹھ گیا کسواسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے آیتون کو شعر کے ارادہ پر نہین فرمایا اور یا چونکہ شعر مین اغلب مبالغہ اور کذب ہوتا ہے اور کلام الٰہی اور حدیث شریف ان امور کے شائبہ سے پاک ہے اس سبب سے ازروے ادب کے اُنپر اطلاق شعر کا منع ہے گو کہ تعریف شعر کی اُنپر صادق آئی ہو اور یا عقیا اصطلاح کے شعر ہے اور اُسمین کچھ قباحت نہین کسواسطے کہ مبالغہ اور کذب کو نفس شعر کے متحقق ہونے مین کچھ دخل نہین کیونکہ اگر کوئی کلام موزون مقفی کہے اور اُسمین کچھ مبالغہ نہو بلکہ سب باتین راست اور سچ ہون وہ شعر ہے اور مبالغہ اور کذب کا شعر مین استعمال کرنا بسبب اسکے ہے کہ طبائع کو ایسی چیزون کی طرف رغبت بہت ہوتی ہے اور تیسرا امر یہ ہے کہ بعضون نے قافیہ کو شعر کی تعریف مین داخل نہین کیا اور کہا ہے کہ قافیہ نفس شعر کے متحقق ہونے کے واسطے نہین ہے بلکہ ایک امر عارض کے واسطے ہے اور وہ یہ ہے کہ قافیہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ شعر مطلع ہے یا نہین اگر دونون مصرع مین قافیہ ہے تو معلوم ہوا کہ وہ شعر مطلع ہے اور اگر

ایک مصرع میں قافیہ ہے پس معلوم ہوا کہ سوا مطلع کے غزل یا قصیدے کے باقی
اشعار میں سے کوئی شعر ہے اور سکاکی نے مفتاح العلوم میں اس قول کو غلط ٹھہرایا
ہے معلوم کیا چاہیے کہ شعر لغت میں بمعنی جاننے کے ہے اور اصطلاح میں کلام
موزون مقفی کو کہ اُسکی تعریف بیان کی گئی اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ جانا جاتا ہے
پس مصدر بمعنی مفعول کے ہے یعنی جانا گیا اور شعر کو بیت بھی کہتے ہیں اور بیت بمعنے
گھر کے ہے اور گھر کے دروازے کے دو کواڑ ہوتے ہیں اسی طرح سے بیت کے دو مصرع
ہوتے ہیں غالباً اور مصرع بمعنی کواڑ کے ہے اور شاید اسواسطے بیت نام رکھا ہے کہ
گھر صحرا نشینان عرب کا اکثر کمل کا ہوتا ہے بطور راول کے اور وہ گھر مرکب ہوتا ہے
رسی اور میخ اور ستون سے اور بیت بھی مرکب ہے سبب اور وتد اور فاصلہ سے اور لغت
میں سبب رسّی کو کہتے ہیں اور وتد میخ کو اور فاصلہ ستون کو اور ان اجزا کا حال آگے
معلوم ہو جائیگا اور اُسکی وجوہات کتابوں میں اور بھی لکھی ہیں لیکن یہاں اُنکا لکھنا بجز
طول کلام اور فائدہ نہ دیگا اب معلوم کیا چاہیے کہ بیت کے پہلے مصرع کے جزو
اول کو صدر کہتے ہیں کسواسطے کہ صدر بمعنے اول اور بلندی کے ہے اور یہ کلمہ
بھی سب اجزا سے اول ہوتا ہے اور اُسی مصرع کی اخیر جزو کو عروض کہتے ہیں کیونکہ عروض
بمعنی طرف کی ہے اور یہ جزو بھی گوشہ اور طرف ہے مصرع کا اور دوسرے مصرع کی پہلے جزو کو
مطلع اور ابتدا کہتے ہیں اور اُسکی وجہ ظاہر ہے اور اسی مصرع کے اخیر جزو کو ضرب
اور عجز کہتے ہیں ضرب بمعنے قسم کے ہے اور قسم کسی شی کی اسکا ٹکڑا اور پارہ ہوتا ہے
اور یہ جزو بھی ٹکڑا ہے مصرع کا اور عجز عین بے نقطہ مفتوح اور جیم مکسور یا ساکن
مضموم اور زا معجمہ سے بمعنی سرین کے ہے اور وجہ تسمیہ اس لفظ کی ترجیہ سے

ظاہر ہی اور جو چار دون اجزا کے درمیان مین ہین اُنکو حشو کہتے ہین اور حشو اُس
روئی کو کہتے ہین کہ تکیہ وغیرہ مین بھری جاوے اور یہ الفاظ بھی درمیان
اجزا کے ہین اور بعضے کہتے ہین یعنی ستون خیمہ کے ہے جسطرح سے خیمہ کی بناد اور
ثبات ستون پر ہوتی ہے مصرع کی بنا اس رکن پر ہوتی ہی اور ضرب یعنی مانند
اور شل کے ہی چونکہ جزو اخیر دوسرے مصرع کا اخیر مین واقع ہونے کے اندر یا
باعتبار موافقت قافیہ کے عروض کے مانند ہی اسواسطے اسکا نام ضرب رکھا ہی اور
بعضی کتابون مین علم عروض کی وجہ تسمیہ مین لکھا ہی کہ مصرع اول کے جزو اخیر کا عروض
کے فن مین بہت ذکر آتا ہے اسواسطے اس علم کا نام عروض ہی رکھا ہی ہم کہتے ہین
کہ شاید معاملہ بالعکس ہو یعنی اصل مین عروض نام علم کا ہی اور عروضی وہ شخص ہے
کہ عروض سے بہت بحث کرے چونکہ عروضی اس جزو سے بھی بہت بحث کرتے ہین
اسی واسطے اس جزو کا نام بھی عروض رکھا باعتبار کثرت بحث اور کثیر الوقوع
ہونے کے گویا یہی جزو عروض ہے واللہ اعلم بالصواب معلوم کیا چاہیئے کہ شعر کے
وزن مین کبھی غلطی واقع ہو جاتی ہی اسواسطے عقلانے چند قاعدے مقرر کیے ہین کہ
اس سے شعر کا موزون اور ناموزون ہونا معلوم ہو جاوے اُنکا نام عروض ہے
اور اس علم کو خلیل ابن احمد بصری نے اول استخراج کیا ہی اور بعد اسکے اور ون نے
بھی بعض بحور اسی کے قیاس پر استخراج کر لیے ہین چنانچہ اسکا حال معلوم
ہو جائیگا اور چونکہ عروض نام مکہ معظمہ کا ہی اور یہ علم جب مستخرج ہوا تھا
خلیل ابن احمد اس زمانہ مین مکہ معظمہ مین تھا اس علم کو تیمناً مکہ کے نام کے
ساتھہ موسوم کر دیا اور اس تسمیہ کی وجہین کتابون مین اور بھی لکھی ہین

لکھنا انکا تطویل کلام موجب ہے بہرکیف ان مطالب کو ہم پانچ فصل مین مذکور
کرتے ہین اور ہر فصل کا نام خیابان ہے حدائقیہ کی مناسبت سے

خیابان پہلا بحور اور دوائر کے بیان مین

پوشیدہ نرہے کہ بیت جس وزن پر ہوتی ہے اُس وزن کو بحر کہتے ہین کیونکہ بحر بمعنی دریا کے ہے اور جیسا کہ دریا سے نہرین بہت چھوٹتی ہین ایسا ہی بحر سے بھی زحافون کے واقع ہونے سے بہت شعبہ حاصل ہوتے ہین چنانچہ حال زحاف کا اور بحرونکے شعبون کا آگے مفصل آویگا اور بحر جن لفظون سے مرکب ہوتا ہے ان لفظون کو اصول اور ارکان اور افاعیل اور تفاعیل اور مفاعیل اور افعال اور مثل اور امثال اور اجزا اور موازین اور اوزان عروض کہتے ہین اور ارکان دس ہین دو انمین سے پانچ حرف کے اور آٹھ سات حرف کے پانچ یہ ہین فعولن اور فاعلن اور سات حرف کے یہ مفاعیلن ۔ فاعلاتن مستفعلن ۔ مفاعلتن متفاعلن ۔ مفعولات ۔ تکے کے پیش سے بتغیر ہین کے اور فاع لاتن مستفع لن یعنی عین ان دونون رکنون کے لاتن اور لن سے منفصل ہے جدا ہوا ہے پہلی فاعلاتن اور مستفعلن سے متصل ہے اور وجہ متصل ہونے کی آگے معلوم ہوجاویگی پس ان چارون رکنون مین فرق اعتباری ہے اور ترکیب ارکان کی تین جزو مین منحصر ہے سبب اور وتد اور فاصلہ سبب دو حرفی کلمہ کو کہتے ہین پس اگر پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو اسکو سبب خفیف کہتے ہین جیسے گل اور یہ کہ کاف اوسمین متحرک ہے اور دوسرے ساکن اور اگر دونون متحرک ہون اسکو سبب ثقیل کہتے ہین جیسے دلی کی پہلے دو حرف وتد سہ حرفی کلمہ کو کہتے ہین پس اگر دو حرف متحرک اور تیسرا حرف ساکن ہو ا

اسکو وتد مفرد دن کہتے ہین بسبب نزدیک ہونے حروف متحرک کے اور وتد مجموع بھی کہتے ہین بسبب اکٹھے ہونے دو حرف متحرک کے مثلاً اگر اور سفر اور اگر دو حرف اول اور اخیر کے متحرک ہون اوربیچ کا حرف ساکن اسکو وتد مفروق کہتے ہین اس سبب سے کہ حرف ساکن نے دونون متحرک مین فرق کردیا ہی اسکی مثال مین تین حرف پہلے اہرمن اور برہمن کے فاصلہ چار حرف یا پانچ حرف کے کلمہ کو کہتے ہین اگر تین حرف متحرک اور چوتھا ساکن ہو اسکو فاصلہ صغری کہتے ہین جیسے جلبی سار لفظ کہ تین حرف متحرک ہین اور چوتھا حرف ساکن ہی اور اگر چار حرف متحرک ہون اور پانچوان ساکن اسکو فاصلہ کبرےٰ کہتے ہین جیسے سمکتن صغرےٰ بمعنی چھوٹے کے اور کبریٰ بمعنی بڑے کے ہے چونکہ چار حرف کا لفظ پانچ حرف کے لفظ سے چھوٹا تھا اسواسطے اول کا نام صغرےٰ رکھا اور دوسرے کا کبریٰ اور بعضی چار حرفی کو فاصلہ صاد بے نقطہ کو کہتے ہین اور وتد اور فاصلہ کوئی علیحدہ جزو نہین کسواسطے کہ چار حرف کا لفظ سبب ثقیل اور سبب خفیف سے مرکب ہے اور پانچ حرف کا لفظ سبب ثقیل اور وتد مفرد دن سے اور حق یہی معلوم ہوتا ہی لیکن جمہور نے اس جزو ثالث کا بھی اعتبار کیا ہی بہرکیف جب یہ معلوم ہوچکا اب ارکان کے ان اجزا سے مرکب ہونے کی حقیقت بیان کیجاتی ہی پوشیدہ نہ رہے کہ فعولن مین اول وتد مجموع ہی اور بعد اُسکے سبب خفیف اور فاعلن مین اسکا عکس اور مفاعیلن مین پہلے وتد مجموع ہی اور بعد اُسکے دو سبب خفیف اور مستفعلن متصل مین دو سبب پہلے اور بعد اسکے وتد مجموع اور فاعلاتن مین اول سبب خفیف ہی اور بعد اُسکے وتد مجموع اور بعد اُسکے سبب خفیف دوسرا یعنی دو سبب خفیف کے بیچ مین ایک وتد مجموع ہے اور مفاعلتن مین اول وتد مجموع ہی اور بعد اُسکے فاصلہ صغریٰ اور جو لوگ فاصلہ کے

قائل نہین ہین اُنکے نزدیک بعد وتد مجموع کے ایک سبب ثقیل اور دوسرا سبب خفیف
ہے اور متفاعلن میں اسکا عکس ہے یعنی فاصلہ یا دو سبب ثقیل اور خفیف اول مین
اور وتد مجموع آخر مین اور مفعولات مین دو سبب خفیف اول اور وتد مفروق بعد
انکے اور فاع لاتن منفصل مین وتد مفروق پہلے اور دو سبب بعد اسکے اور یہ
مفعولات کا عکس ہے اور مستفع لن منفصل مین ایک سبب خفیف اول اور دوسرا
اخیر مین اور وتد مفروق بیچ مین ہے معلوم کیا چاہیے کہ خلیل ابن احمد اس فن کا اُستاد
اور جمع کرنے والا ہے اُسنے کلام عرب مین تجسس اور تلاش کرکے معلوم کیا کہ اشعار
عرب پندرہ بحر مین موزون ہوتے ہین اور وہ یہ ہین طویل مدید بسیط کامل وافر
ہزج رمل رجز منسرح مضارع سریع خفیف مجتث مقتضب متقارب
اور بعد اُسکے ابو الحسن اخفش نے سولھوین اور ایجاد کی اور اُسکا نام متدارک رکھا
انمین سے بحر طویل اور بحر مدید اور بحر بسیط اور بحر وافر اور بحر کامل عربی شعرون کے
ساتھ مختص ہین یعنی اہل عجم انمین شعر نہین کہتے بجز عرب کے اسواسطے کہ وہ
وزن نامطبوع اور نامرغوب ہین اور باقی بحر عجم اور عرب کے اشعار مین مشترک ہین
اور تین بحرین خلیل ابن احمد کے بعد نکالی گئی اور وہ یہ ہین جدید قریب مشاکل
یہ تینون عجم کے اشعار کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہین اور عرب انمین شعر
نہین کہتے بہرکیف یہ سب اُنیس بحر ہوئین اور جاننا چاہیے کہ ان بحرون مین سے
بعضی ایک رکن کی تکرار سے حاصل ہوئی ہین اور بعضی دو رکن کی ترکیب سے
پس جو بحرین کہ ایک رکن کی تکرار سے حاصل ہوئی ہین یہ ہین ہزج رجز رمل کامل
وافر متقارب متدارک۔ اور جو دو رکن کی ترکیب سے حاصل ہوئی ہین یہ ہین

طویل - مدید - بسیط - سریع - خفیف - مجتث - منسرح - مضارع - مقتضب - اصل
بحر ہزج کی مفاعیلن ہے آٹھ بار اور اصل رجز کی مستفعلن آٹھ بار اور اصل
رمل کی فاعلاتن آٹھ بار اور اصل کامل کی متفاعلن آٹھ بار اور اصل وافر کی مفاعلتن
آٹھ بار اور اصل متقارب کی فعولن آٹھ بار اور اصل متدارک کی فاعلن آٹھ بار
اور اصل طویل کی فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن دو بار اصل مدید کی فاعلاتن
فاعلن فاعلاتن فاعلن دو بار اور اصل بسیط کی مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
دو بار اصل سریع کی مستفعلن مستفعلن مفعولات دو بار اور اصل خفیف کی فاعلاتن
مستفعلن فاعلاتن دو بار اور اصل مجتث کی مستفعلن فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن
دو بار اور اصل منسرح کی مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات دو بار اور اصل مضارع کی
مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن دو بار اور اصل مقتضب کی مفعولات مستفعلن مفعولات
مستفعلن دو بار اصل بحر جدید کی فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن ہے دو بار اور اس بحر کو غریب بھی
کہتے ہیں اور اس بحر کو بزرجمہر نے نکالا ہے اور اصل قریب کی مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن ہے دو بار
کہتے ہیں کہ مولانا یوسف عروضی نیشاپوری نے یہ بحر نکالی ہے اور یہ وہ شخص ہے کہ فارسی میں
علم عروض پہلے اسی شخص نے تصنیف کیا ہے اور یہ شخص خلیل ابن احمد سے دو سو
برس کے بعد پیدا ہوا ہے اور اصل بحر مشاکل کی فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن ہے
دو بار ان بحور کی وجہ تسمیہ ہر ایک کے ذکر میں بیان ہو جاوے گی پوشیدہ نہ رہے
کہ حدائق البلاغت میں ذکر انھیں سولہ بحر کا ہے لیکن چونکہ ان تین بحر پر سلسلہ ہونا
علم عروض کے شائقین کو ضرور ہے اس واسطے میری رائے ناقص میں
مناسب معلوم ہوا کہ انکو بھی انھیں کے ساتھ مذکور کرے لیکن جیسے وجوہ انکا

بحر کے بعد ہی چاہیئے کہ ذکر بھی انکے بعد کیا جاوے اب معلوم کیا چاہیئے کہ اصل مین
ان سب بحرون کے آٹھ آٹھ جزو ہین بحر سریع اور خفیف کہ اصل مین اُسکے چھ جزو
ہین جس بحر کے آٹھ جزو ہین اُسکو مثمن کہتے ہین اور اگر دو جزو اُسمین سے گرا دیوین
اُسوقت اُسکو مسدس کہین گے اور اگر چار جزو کی گرا دیوین اُسکو مربع کہین گے
اور عربی کے شعرون مین تین اور دو جزو کی بھی بحر ہوتی ہے اور مثلث یعنے
تین جزو والی بحر کو بعضون نے بمنزلہ پہلے مصرع کے شمار کیا ہو اور اُسکے پہلے
جزو کو صدر اور اخیر کے جزو کو عروض اور بیچ کے جزو کو حشو اور بعضون نے بمنزلہ
دوسرے مصرع کے تصور کیا ہے اور اُسکے پہلے جزو کو ابتدا اور اخیر کے جزو کو عجز اور
بیچ کے جزو کو حشو اور ایسے ہی ثنائی یعنی دو جزو والے کے دو اعتبار کیے ہین لیکن اسمین
حشو نہین ہے اور فارسی اور اُردو مین مثمن اور مسدس کے سوا اور شتمل نہین ہوتا اور
یہ معلوم ہو چکا ہی کہ ان سولہ بحرین سے سریع اور خفیف اصل مین مسدس ہین اور باقی تیرہ
بحر مثمن اور مثمن مین سے جب دو جزو کم کرکے مسدس بنا لیتے ہین اُسکو مجزو نقطہ دار
اور واو مشدد سے کہتے ہین اس سبب سے کہ ہر مصرع سے ایک جزو کم ہو گیا ہے اور
اصل اُن تین بحرون کی بھی مسدس ہے یعنی واضع نے اُنکو چھ جزو پر بنایا ہے پوشیدہ
نرہے کہ ان بحرون کے سبب اور وتد اور فاصلہ مین اگر تقدیم اور تاخیر کیجاوے
تو ایک بحر سے دوسری بحر نکل سکتی ہے اور دوسری بحر نکلنے کے معنی ہین کہ اُسکے
وزن پہ الفاظ حاصل ہو جاتے ہین یعنی وہ بحر جنسے سبب اور وتد اور فاصلے سے
مرکب ہے وہی سب اجزا اسی ترتیب سے یہان ہوتے ہین اور پھر اصل مین انھین
متحرک اور ساکنون کا نام ہو کہ جنسے وہ اجزا مرکب ہوئے ہین لیکن چونکہ ان اجزا کی

تقدیم اور تاخیر سے جو الفاظ اُس وزن پہ حاصل ہوونگے البتہ بمعنے ہوونگے
اور بہتر یہ ہے کہ حتی المقدور رعایت معنی و ار الفاظ کی کیجاوے تو عادت عروضیون
کی سطح یہ ہے کہ وہ الفاظ کہ اُس دوسری بحر مین مستعمل ہوتے ہین اُنکی جگہ پر رکھدیتے
ہین چنانچہ اسکی حقیقت مفصل معلوم ہوجاویگی اور ایک بحر سے دوسری بحر کے
نکلنے کو فک بحور کہتے ہین اور جتنی بحرین کہ ایک دوسرے سے نکلتی ہین اُنکے
حق مین کہتے ہین کہ یہ ایک دائرے سے ہین اور اُنکے واسطے ایک ایک دائرہ
بھی لکھا کرتے ہین تاکہ نکلنا اُن بحور کا اُس سے خوب ظاہر ہوجاوے مثلاً مفاعیلن
مین اول وتد مجموع ہے اور بعد اُسکے دو سبب خفیف اور مستفعلن مین دو سبب خفیف
پہلے ہین اور بعد اُنکے وتد مجموع یہ عکس ہے مفاعیلن کا اور فاعلاتن مین ایک
سبب خفیف اول اور دوسرا سبب خفیف اخیر مین اور بیچ مین وتد مقرون
پس اگر مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن کے مفا سے شروع اور لن پہ تمام کرین
بحر ہزج ہے اور اگر عیلن سے شروع اور مفا پہ تمام کرین یہ صورت ہوجاویگی
عیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفا یہ بحر رجز ہے کیونکہ وہ وزن ہے مستفعلن مستفعلن مستفعلن
مستفعلن کا اگر لن سے شروع اور عی پہ تمام کرین اور کہین لن مفاعی لن مفاعی لن
مفاعی لن مفاعی بحر رمل ہوجاویگی کہ اُسکا وزن یہ ہے فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
فاعلاتن فاعلاتن اسی طرح سے مستفعلن اور فاعلاتن سے تینون بحرین حاصل
ہوتی ہین یعنی اگر مس سے شروع اور لن پہ تمام کرین رجز ہے اور علن سے
شروع اور مستف پہ تمام کرین ہزج اور تفعلن سے شروع اور مس پہ تمام کرین
رمل ہے اور ایسے ہی فا سے شروع اور لن پہ تمام کرنا رمل و رعلاتن پہ تمام کرنا ہزج

اور تن سے فاعلا پر تمام کرنا جزو ہے پس یہ تین بحر ایک دائرہ سے ہین اور ان اوزان
کو خط دائرہ پر لکھنے کا یہ فائدہ ہے کہ بسبب مدور ہونے کے ایک رکن کے جزو اخیر کا
دوسرے رکن کے جزو اول کے ساتھ متصل ہونا بے تکلف معلوم ہو جاتا ہے اس
دائرہ کی صورت یہ ہے اس دائرہ کو مجتلبہ کہتے ہین لا مفتوح سے اور جلب بمعنی کھینچنے کے

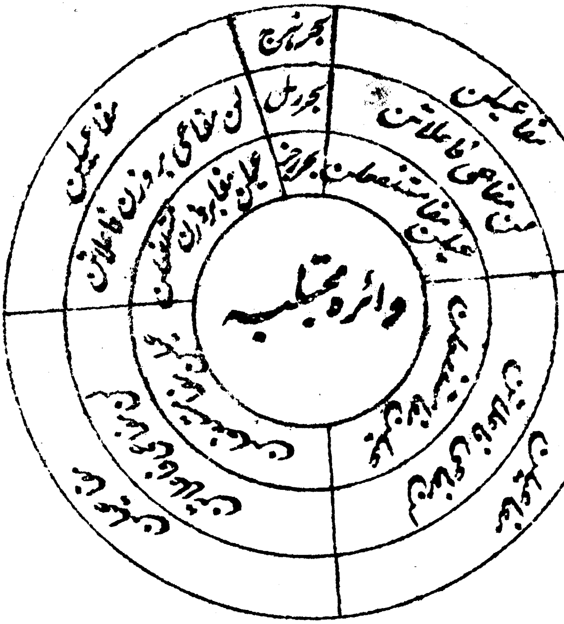

اور کسی شے ایک جاے سے دوسری جاے مین لیجانے کے ہے اور مفاعیلن بحر طویل کا
اور مستفعلن بحر بسیط کا اور فاعلاتن مدید کا جزو ہے اور یہ تینون بحرین دائرہ مختلفہ سے ہین
کہ اسکا بیان آگے آویگا گویا ان تین رکن کو دائرہ مجتلبہ مین دائرہ مختلفہ سے
کھینچ کر لے آئے ہین اور عجم اس دائرہ کو موتلفہ کہتے ہین اسواسطے کہ گویا ان تین رکون
کو باعتبار ترکیب کے آپسمین الفت ہے اور متفاعلن مین پہلے فاصلہ صغرے
اور وتد مجموع اُسکے بعد اور مفاعلن اسکا عکس ہے پس اگر متفا سے شروع کر کے علن

تمام کرین بحر کامل ہوجاوے اور اگر علن سے شروع کرکے متفا پر تمام کرین مفاعلتن کا
وزن حاصل ہو اور یہ بحر وافر ہے ایسی ہی مفاعلتن کے دونون جزو کی تقدیم اور تاخیر سے
وافر حاصل ہوتا ہے پس یہ دونون بحر ایک دائرہ سے ہین اس دائرہ کی یہ صورت ہے

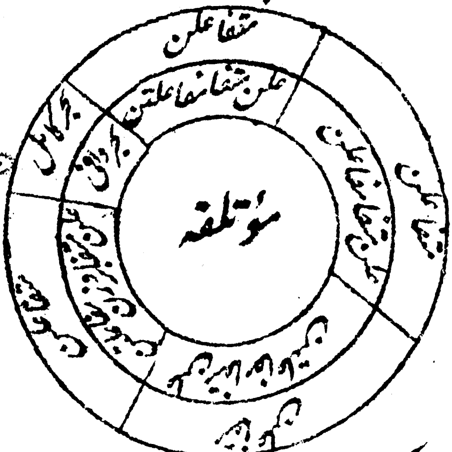

اس دائرہ کا نام موتلفہ ہے لام مکسور سے
اسواسطے کہ ان دو بحر کے ارکان کو
آپس مین الفت ہے یعنی دونون سات
حرف کے ہین اور مرکب ہین وتد
مجموع اور فاصلہ صغری سے اور
فعولن مین پہلے وتد مجموع ہے اور
بعد اسکے سبب خفیف اور فاعلن مین پہلے سبب خفیف ہے اور بعد اسکے وتد مجموع
یعنے اسکا عکس ہے پس فعولن فعولن فعولن فعولن بحر متقارب ہے اور لن سے
شروع کرکے فعو پر تمام کرنا یعنی لن فعولن فعولن فعولن فعو بحر متدارک ہے اور افاعیل
مستعمل اسکے یہ ہین فاعلن فاعلن
فاعلن فاعلن پس یہ دونون
ایک دائرہ سے ہین اور صورت
دائرہ کی یہ ہے پس اس دائرہ کو
متفقہ کہتے ہین فا مکسور سے اسواسطے
کہ اس دائرہ کو ارکان پانچ حرف کے

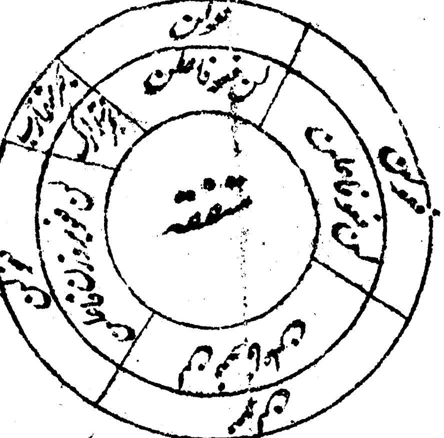

ہوتے اور وتد مجموع اور سبب خفیف سے مرکب ہو ذہین آپسمین اتفاق رکھتے مین اور

فعولن مفاعیلن اگر ارکان کو ارکان ترکیب سے پڑھیں بحر طویل ہے اور اگر فعولن کے
لن سے شروع کرکے مفاعیلن کے مفاعی پر تمام کریں اور پھر مفاعیلن کے لن سے
شروع کرکے فعو پر تمام کریں یہ وزن حاصل ہوویگا لن مفاعی لن فعولن مفاعیلن فعو
بحر مدید ہے اسکے الفاظ مستعمل یہ ہیں فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن اور اگر
مفاعیلن کے عیلن سے شروع کرکے فعولن کے فعو پر تمام کریں اور فعولن کے لن سے
شروع کرکے مفاعیلن کے مفا پر تمام کریں یہ وزن حاصل ہوگا عیلن فعولن مفاعیلن فعولن
مفا یہ بحر بسیط ہے اور اسکے الفاظ مستعمل یہ ہیں مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن پس یہ تین
بحر ایک دائرہ سے ہیں اور صورت دائرہ کی یہ ہے اس دائرہ کو مختلفہ لام مکسور سے کہتے ہیں

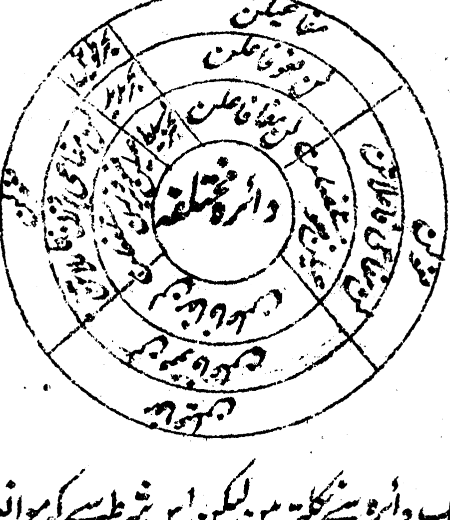

اور بعضے لام مفتوح سے اسواسطے
اس دائرہ کے ارکان باعتبار
حرف کے مختلف ہیں یعنی بعضوں کے
سات حرف ہیں اور بعضوں کے
پانچ حرف اسی طرح سے بحر سریع
اور خفیف بحر مجتث اور بحر مضارع اور
بحر منسرح اور بحر مقتضب یہ چھ بحریں
ایک دائرہ سے نکلتی ہیں لیکن اس شرط سے کہ موافق سریع اور خفیف کی چار بحر باقی بھی
مسدس ہوں کسواسطے کہ وہ دو بحر اصل میں مسدس ہیں اور انکی اجزا چھ سے زیادہ نہیں ہیں
پس یہ چاروں ہمراہ اُن دو کے ایک دائرہ سے جب حاصل ہونگی جب چھ جزو کی ہونگی
امر کی تفصیل یہ ہے کہ لفظ مستفعلن مستفعلن مفعولات کی اگر اسی ترتیب سے پڑھی جاویں

بحر سریع ہوا اور اگر دوسرے مستفعلن سے شروع کر کے پہلے پر تمام کریں مستفعلن مفعولات مستفعلن
حاصل ہو جاوے کہ یہ بحر منسرح مسدس ہے اور اگر دوسرے مستفعلن کے دوسرے
سبب خفیف یعنی تف سے شروع کریں اور پہلے مستفعلن کے مس پر تمام کریں تفعلن
مت عولات مس تفعلن حاصل ہو جاوے کہ یہ بحر خفیف ہے اور بحر خفیف کے الفاظ
مستعمل یہ ہیں فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن یعنی تفعلن مف فاعلاتن متصل کے
وزن پر ہے اسواسطے وتد مجموع دو سبب خفیف کے بیچ میں ہے اور عولات مس تفع
لن منفصل کے وزن پر اسواسطے کہ عولات مس میں دو سبب خفیف اول اور آخر میں ہیں
اور ایک وتد مفروق بیچ میں پس عو اور مس کے وزن پر مس اور لن اور لات کے
وزن پر تفع اس رکن کے منفصل ہونے کی وجہ اس بحر میں یہی ہے اور تفعلن مس فاعلاتن
کے وزن پر ہے اور اگر دوسرے مستفعلن کے وتد مجموع یعنی علن سے شروع کریں
اور پہلے مستفعلن کے تف پر تمام کریں علن مفعولات مستف علن مستف حاصل
ہووے اور یہ بحر مضارع مسدس ہے اسکے الفاظ مستعمل یہ ہیں مفاعیلن فاعلاتن
مفاعیلن کیونکہ عین مفعو کے وزن پر مفاعیلن ہے اور لات مستف کے وزن پر
فاع لاتن منفصل بسبب وتد مفروق ہونے لات کے اور یہی وجہ ہے لاتن کے
منفصل ہونے کی بحر مضارع میں اور علن مستف کے وزن پر مفاعیلن اور اگر مفعولات
سے شروع کر کے پہلے مستفعلن پر تمام کریں مفعولات مستفعلن مستفعلن حاصل
ہووے اور یہ بحر مقتضب مسدس ہے اور اگر مفعولات کے دوسرے سبب
خفیف یعنی عو سے شروع کر کے مف پر تمام کریں عولات مس تفعلن مستفعلن مف حاصل ہے
اور یہ بحر مجتث مسدس ہے الفاظ مستعمل اس بحر کے یہ ہیں مس تفع لن فاعلاتن

چونکہ تفع لن مقابل لات کے واقع ہوا ہے اسی واسطے مس تفع لن اس بحر مین بھی
منفصل ہے پس فاع لاتن اور مستفع لن انھین تین بحر مین منفصل آتی ہین اور باقی بحر
زرین کے متصل صورت دائرہ کی یہ ہے اس دائرہ کو مشتبہ بائی کسرہ سے کہتے ہین

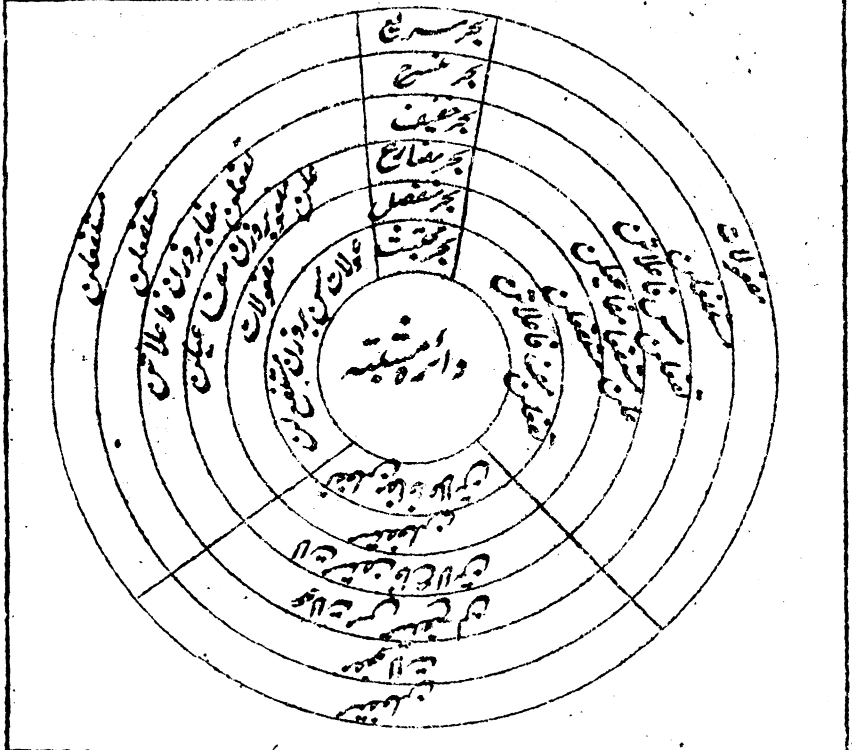

اسی واسطے کہ ان چھ بحور کے ارکان آپس سے اشتباہ رکھتے ہین یعنی خفیف اور بحر
مجتث مین مس تفع لن اور بحر مضارع مین فاع لاتن منفصل ہے اور باقی مین متصل
پس منفصل اور متصل ایک دوسرے سے مشتبہ ہین اور بعضون نے اس دائرہ کا
نام وتد رکھا ہے یعنی ایسا دائرہ کہ جسمین وتد مفروق واقع ہے پس وتد سے مراد وتد
مفروق ہے کسواسطے کہ وتد مفروق سوا اس دائرہ کے اور کسی دائرہ مین نہین واقع
ہوتا یہان تلک دائرون کا حال تمام ہوا۔

خیابان دوسرا زحافون کے بیان مین

زحاف زے نقطہ دار مکسور سے زحف کی جمع ہی اور زحف لغت مین کسی چیز کے اصل سے
گر جانے کو کہتے ہین چنانچہ اس تیر کو کہ نشانہ سے دور گر پڑے تیر زاحف کہتے ہین اور علم
عروض کی اصطلاح آن تغیرات کو کہتے ہین کہ بحور کے ارکان مین واقع ہووین اور
عروضیون کی عادت اس امر پر جاری ہی کہ ایک تغیر کو بھی زحاف کہتے ہین اگرچہ لفظ
جمع کا ہی بصورت ارکان متغیر ہونا تین طرح پر ہی اول یہ کہ کسی حرف متحرک کو ساکن
کرین دوسرے یہ کہ ارکان مین سے بعض حرف کم کرین تیسرے یہ کہ ارکان مین
کچھ اور زیادہ کرین یہ سب زحافات بتیس ہین بعضے ایسے ہین کہ مختص ایک رکن
سے ہین اور بعضے کئی رکن مین واقع ہوتے ہین ہم ان زحافون کو جس جس بحر سے
تعلق رکھتے ہین بیان کرتے ہین اور زحافون کے بیان سے پہلے یہ معلوم کیا چاہیے
کہ اگر رکن بسبب زحاف کے ایسا ہو جاوے کہ کلام عرب مین اس لفظ کا استعمال نہین
ہے تو عروضی اسکی جگہ اور لفظ مستعمل رکھدیا کرتے ہین اور حتی الوسع رعایت اِس
امر کی کرتے ہین کہ لفظ بے معنی نہ ہو اسکا حال مفصل آتا ہی بیان زحافون کا یہ ہے
اضمار متفاعلن کے تے ساکن کرنے کو کہتے ہین اور چونکہ متفاعلن بسکون تا مستعمل نہین ہے
اسواسطے اسکی جگہ مستفعلن رکھدیتے ہین اور یہ زحاف بحر کامل سے مختص ہے کیونکہ
متفاعلن سوا بحر کامل کے اور بحر مین نہین آتا اور جس رکن مین اضمار واقع ہوتا
ہے اسکو مضمر کہتے ہین عصب مفاعلتن کے لام کے ساکن کرنے کو کہتے ہین اور
مفاعلتن بسکون لام کے بجاے مین مفاعیلن رکھدیتے ہین یہ زحاف مختص
بحر وافر سے ہی کیونکہ یہ رکن بھی سواے بحر وافر کے اور بحر مین نہین واقع ہوتا

جس رکن مین عصب واقع ہوتا ہی اُسکو معصوب کہتے ہین۔ وقف مفعولات کی تے کے ساکن کرنے کو کہتے ہین اور اُسکی جاے مین مفعولات رکھتے ہین یہ زحاف تین بحر مین آتا ہے سریع اور منسرح اور مقتضب اس زحاف والے رکن کو موقوف کہتے ہین۔ خبن خے نقطہ دار سے رکن کے پہلے سبب خفیف کے گرانے کو کہتے ہین پس جب فاعلن سے الف گرا دین فعلن رہجاوے عین کے کسرہ سے اور فاعلاتن متصل سے فعلاتن اور جب مستفعلن سے خواہ متصل ہو خواہ منفصل سین دور کرین متفعلن رہجاوے اور اسکی جاے مین مفاعلن رکھدینگے اور مفعولات سے جب فے دور کرینگے معولات باقی رہیگا اسکی جاے مین فعولات رکھدینگے اور یہ زحاف فاع لاتن منفصل مین واقع نہین ہوسکتا کسواسطے کہ اس رکن مین وتد مفروق ہی اور وہ زحاف سوا سبب خفیف کے اور کہین نہین واقع ہوتا یہ زحاف بحر رمل اور رجز مدید اور بسیط اور متدارک اور سریع اور خفیف اور منسرح اور مجتث اور مقتضب مین آتا ہی جس رکن مین یہ زحاف ہو اُسکو مخبون کہتے ہین طے رکن کے پہلے دو سبب خفیف کے چوتھے حرف ساکن گرا دینے کو کہتے ہین پس مستفعلن فے گرانے سے مستعلن باقی رہتا ہی اسکی جگہ مفتعلن رکھتے ہین اور مفعولات واو کے دور کرنے سے مفعلات عین کے پیش کے ساتھہ رہتا ہے اسکی جگہ فاعلات تے کے پیش سے رہتے ہین یہ زحاف بحر بسیط اور رجز بسیط سریع اور منسرح اور مقتضب مین آتا ہے اور بحر خفیف اور مجتث مین نہین آتا کسواسطے کہ انمین مستفعلن منفصل ہے اور چوتھا حرف ساکن وتد مین واقع ہوا ہے نہ سبب خفیف مین اور اس زحاف مین چاہیے کہ چوتھا ساکن دو سبب خفیف مین کا ہو ایسے ارکانون کو مطوی کہتے ہین کف ساتوین حرف ساکن کے

گرانے کو کہتے ہین بشرطیکہ وہ ساکن سبب خفیف مین واقع ہوا ہو پس مفاعیلن نون کے گرانے سے مفاعیل لام مضموم سے رہتا ہی اور فاعلاتن خواہ متصل ہو خواہ منفصل فاعلات تے مضموم سے اور ان رکنون کی جگہ اور رکن نہین رکھتے کسواسطے کہ یہ رکن مستعمل باقی رہتے ہین اور یہ زحاف بحر طویل اور مدید اور ہزج اور رمل اور خفیف اور مجتث اور مضارع مین آتا ہی اور ان ارکانون کو مکفوف کہتے ہین قبض پانچوین حرف ساکن کے گرانے کو کہتے ہین پس مفاعیلن یے کی دور کرنے سے مفاعلن اور فعولن نون کے گرانے سے فعول لام مضموم سے رہتا ہی اور یہ زحاف بحر طویل اور ہزج اور متقارب اور مضارع مین آتا ہی اور انھین ارکانون کو مقبوض کہتے ہین تشعیث فاعلاتن وتد مجموع سے حرف متحرک کی گرانے کو کہتے ہین اور اس متحرک مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک عین گرتا ہی بعضون کے نزدیک لام اور بعضے کہتے ہین کہ یہ زحاف وہ ہی کہ وتد مجموع سے حرف ساکن یعنی الف گرجاوے اور اسکے بعد حرف متحرک کہ اس سے پہلے ہی یعنی لام سے ساکن ہوجاوے پہلی صورت مین فالاتن اور دوسری صورت مین فاعاتن اور تیسری صورت مین فاعلتن لام ساکن سے ہوتا ہے تینون صورت مین مفعولات اسکی جای مین رکھتے ہین یہ زحاف بحر مدید اور خفیف اور رمل اور مجتث مین واقع ہوتا ہی اور بحر مضارع مین یہ زحاف واقع نہین ہوتا اسواسطے کہ اس بحر مین وتد مفروق ہے اور اس زحاف کے واسطے وتد مجموع چاہیے اس رکن کو مشعث کہتے ہین قصر قاف اور صاد بے نقطہ کے ساتھ وہ ہی کہ رکن اخیر سے سبب خفیف کے حرف ساکن کو گرا دین اور اسکے پہلے حرف کو ساکن کر دین جیسے مفاعیلن مین سے لن کے نون کو گرا کر لام کو

ساکن کریں پس مفاعیل لام کے سکون کے ساتھ باقی رہیگا اور فاعلاتن سے
خواہ متصل ہو خواہ منفصل فاعلات اور فعولن سے فعول اور مستفع لن منفصل سے
مستفعل حرف اخیر کے سکون کے ساتھ باقی رہیگا لیکن مستفعل کی جگہ مین مفعولن رکھتی
ہین اور باقی الفاظون کو ویسا ہی استعمال کرتے ہین اور یہ زحاف بحر طویل اور مدید
اور ہزج اور رمل اور متقارب اور مضارع اور خفیف اور مجتث مین آتا ہے اور
ان ارکانون کو مقصور کہتے ہین۔ قطع وہ ہے کہ رکن کے آخر سے وتد مجموع کے حرف
ساکن کو اگرا کر اُسکے پہلے حرف کو ساکن کرے پس مستفعلن سے مستفعل اور فاعلن سے
فاعل اور متفاعلن سے متفاعل لام کے سکون کے ساتھ باقی رہتا ہے لیکن بجاے
اول کے مفعولن اور بجاے دوسرے کے فعلن عین ساکن کے ساتھ اور بجاے
تیسرے کے فعلاتن عین کے کسرہ سے رکھتے ہین بیان سے معلوم ہوا کہ مفعولن مستفعل
سے بدلے ہوئے دو ہین ایک وہ ہے کہ مستفعلن متصل مین قطع کے واقع ہونے سے مستفعل
باقی رہا اور اُس سے مفعولن حاصل ہوا اور دوسرا وہ ہے کہ مستفعلن منفصل مین قصر کے
واقع ہونے سے مستفعل ہوا اور اُسکی جگہ مفعولن رکھا گیا اور یہ زحاف رکن فاعلاتن
متصل مین اسطرح سے ہے کہ اُسکے آخر سے سبب خفیف گرادین اور اُسکے
وتد مجموع یعنی علا کے حرف ساکن کو گراکر لام کو ساکن کردین پس فاعل باقی
باقی رہیگا لام ساکن کے ساتھ اسکو فعلن کے ساتھ بدل لینگے یہ زحاف بحر رجز
اور کامل اور رمل اور متدارک اور بسیط اور مدید اور سریع اور خفیف اور مقتضب مین
واقع ہوتا ہے اور بحر مجتث مین سوا فاعلاتن کے اور کسی رکن مین نہین آتا کسواسطے
کہ مستفع لن اس بحر مین منفصل ہے اور منفصل کے اخیر مین سبب خفیف ہے اور یہ حاف

وتد مجموع مین واقع ہوتا ہے اور بحر مضارع مین بھی بسبب وتد مفروق ہونے کے
نہین آتا پس اگر بحر مجتث اور مضارع مین مفعولن ہو تو معلوم کرنا چاہیئے کہ وہ مقصور ہے
اور اگر سوا انکے بحور مذکورۂ بالا مین واقع ہو تو معلوم کیا چاہیئے کہ مقطوع ہے اور
اسی طرح سے فعلن بحر متدارک مین بدلا ہوا ہوگا فاعلن سے اور باقی فاعلاتن متفعل
ان ارکان کو مقطوع کہتے ہین وقص متفاعلن مضمر کے مخبون کرنے کو کہتے ہین یعنے
اسکی تے کو بسبب اضمار کے ساکن ہوئی بسبب خبن کے گرا دین پس مفاعلن رہیگا
اور اس صورت مین مستفعلن مخبون سے مشتبہ ہو جاویگا کسواسطے کہ جب مستفعلن
مین سے بسبب خبن کے سین گر گیا متفعلن باقی رہا پس اسکی جگہ مین مفاعلن رکھا
جاتا ہے لیکن ان دونون مین فرق یہ ہے کہ مفاعلن متفاعلن موقوص سے بدلا ہوا سوا
بحر کامل کے اور کسی بحر مین نہین آنے کا کسواسطے کہ متفاعلن بھی بحر کامل سے
مختص ہے عقل مفاعلتن معصوب کے مقبوض کرنے کو کہتے ہین یعنے لام مفاعلتن کا
بسبب عصب کے ساکن ہوا تھا اور مفاعیلن سے بدلا گیا تھا جب مفاعیلن معصوب
مین سے یا کو بسبب قبض کے گرا دیا مفاعلن رہگیا پس مفاعیلن مقبوض سے
مشابہ ہو گیا لیکن چونکہ یہ زحاف یعنی عقل مختص مفاعلتن سے ہے پس جب
مفاعلن بحر وافر مین ہوگا تو معلوم ہوگا کہ معقول ہے مقبوض نہین ہے نقص مطوی کرنا متفاعلن
مضمر کا یعنی پہلے متفاعلن مین سے بسبب اضمار کے تے کو ساکن کرین اور پھر
بسبب طے کے چوتھے حرف ساکن کو گرا دین پس متفعلن باقی رہے اس جگہ متفعلن
رکھین گے یہ زحاف بحر کامل سے مختص ہے کف سین لے لفظ سے مفعولات مین وقف
اور کشف کیے بعد کرنے کو کہتے ہین یعنی مفعولات کی تے کو دو بسبب وقف کے ساکن کرین

اور بچہ سبب کف کے گرادین پس مفعولا باقی رہے اسکی جگہ مفعولن رکھیں گے اور یہ
زحاف بحر سریع اور منسرح اور مقتضب مین آتا ہی یہ لفظ شین نقطہ دار سے بھی درست ہے
شکل شین نقطہ دار سے بھی فاعلاتن متصل مین خبن اور کف کے جمع کرنے کو کہتے ہین
پس جب الف فا کا بسبب خبن اور نون بسبب کف کے گرادین فعلات عین
بکسرہ اور مضموم کے ساتھہ باقی رہے اور یہ زحاف بحر رمل اور مدید اور خفیف
اور مجتث مین واقع ہوتا ہے اور بحر مضارع مین اس زحاف کا واقع ہونا ممکن
نہین کسواسطے کہ اس بحر مین فاع لاتن منفصل ہے اور اسمین خبن نہین آسکتا
حذف رکن کے اخیر سے سبب خفیف کے گرانے کو کہتے ہین پس فعولن اور مفاعیلن
اور فاعلاتن سے فعو اور مفاعی اور فاعلا باقی رہتا ہی اور اُنکی جاے مین
فعل اور فعولن اور فاعلن رکھتے ہین یہ زحاف بحر مدید اور خفیف اور ہزج اور رمل
اور مضارع اور مجتث اور طویل اور متقارب مین آتا ہی حذذ جیم مفتوح اور ذال نقطہ دار
سے رکن کے آخر سے وتد مجموع کے گرانے کو کہتے ہین پس مستفعلن سے مستف اور متفاعلن
سے متفا اور فاعلن سے فا باقی رہتا ہی اور اُنکی جگہ فعلن سکون عین کے ساتھہ اور فعلن
عین کے کسرہ کے ساتھہ اور فع رکھتے ہین جاننا چاہیے کہ جس رکن مین یہ زحاف واقع
ہوتا ہی اُسکو احذ الف اور جیم مفتوح سے کہتے ہین اور یہ زحاف بحر بسیط اور کامل
اور رجز اور متدارک مین بہت آتا ہی اور باقی بحورمین سے گو انمین مستفعلن متصل ہووی زحاف
کم آتا ہی اور مستفع لن منفصل مین ہرگز نہین آتا کسواسطے کہ اسمین وتد مفروق ہے وتد مجموع
نہین ہے صلم صاد بے نقطہ سے مفعولات مین سے وتد مفروق کے آگے گرا دینے کو کہتے ہین پس
مفعو باقی رہتا ہی اور اُسکی جگہ فعلن سکون عین کے ساتھہ رکھتے ہین اور اس رکن کو

اسلم کہتے ہین یہ زحاف بحر سریع اور منسرح اور مقتضب مین آتا ہی قطف رکن مفاعلتن مین عصب اور حذف کے جمع کرنے کو کہتے ہین جب لام مفاعلتن کا بسبب عصب کے ساکن ہوا اور سبب خفیف آخر سے بسبب حذف کے گر گیا مفاعل باقی رہا اور اسکی جگہ فعولن رکھا جائیگا یہ زحاف بحر وافر کے ساتھ مختص ہے۔ تبر فعولن مین حذف اور قطع کے جمع کرنے کو کہتے ہین جب لن بسبب حذف کے اور واو فعو کے بسبب قطع کے ساقط ہوا فا باقی رہا معلوم کیا جاہیے کہ مفاعیلن مین جسوقت زحاف خرب اور خرم دونون کو جمع کرتے ہین اسکو بھی تبر کہتے ہین اسکا بیان آگے آتا ہی انشاء اللہ تعالے اور ایسے ارکان کو ابتر کہتے ہین یہ زحاف بحر متقارب اور ہزج مین واقع ہوتا ہے اور مضارع اور طویل مین پایا نہین گیا شاید آتا ہو تسبیغ نہین بے نقطہ اور عین نقطہ دار سے ہی کہ سبب خفیف مین کہ رکن کے اخیر مین واقع ہوا ہو ایک الف زیادہ کرین پس مفاعیلن اور فعولن اور فاعلاتن سے خواہ متصل ہو خواہ منفصل مفاعیلان اور فعولان اور فاعلاتن ہو جاتا ہی لیکن فاعلاتن کی جگہ فاعلیان رکھتے ہین اور یہ زحاف بحر ہزج اور رمل اور مضارع اور متقارب اور خفیف اور مدید اور طویل اور مجتث مین آسکتا ہے اور رجز مین ممکن نہین کسواسطے کہ مستفعلن متصل کے اخیر مین وتد مجموع ہی سبب خفیف نہین ہی اسی واسطے بحر مضارع مین آتا ہی کیونکہ اُسمین مستفع لن منفصل ہے اور اُسکے اخیر مین سبب خفیف ہی ایسے ارکان کو مسبغ کہتے ہین اذالہ وتد مجموع مین کہ رکن کے اخیر مین واقع ہوا ہو الف زیادہ کرنے کو کہتے ہین پس مستفعلن اور فاعلن اور متفاعلن سے مستفعلان اور فاعلان اور متفاعلان ہو جاتا ہی ان ارکان کو مذال کہتے ہین یہ زحاف بحر رجز اور متدارک اور بسیط

اور کامل اور سریع اور منسرح اور مقتضب مین واقع ہوتا ہی اور عروض اور ضرب مین
اکثر آتا ہی اور حشو مین کم اور صدر اور ابتدا مین نہین آتا ترفیل وتد مجموع کے
اندر رکن کے اخیر مین واقع ہوا ہو سبب خفیف زیادہ کرنے کو کہتے ہین پس مستفعلن
اور فاعلن اور متفاعلن سے مستفعلاتن اور فاعلاتن اور متفاعلاتن ہوجاتا ہی
لیکن یہ زحاف فارسی مین بہت کم آتا ہی ان ارکان کو مرفل کہتے ہین جدع دال
بے نقطہ سے رکن مفعولات کے دو سبب خفیف کے گرانے کو کہتے ہین اس صورت
مین لات باقی رہیگا اور اسکی جگہ مین فاع رکھدینگے اور جب فاع الف کی گرانے
سے فع رہجاوے اُسکو منحور کہینگے اور جدع جس رکن مین واقع ہوا ہو اُسکو مجدوع
کہتے ہین یہ زحاف بحر سریع اور منسرح اور مقتضب سے علاقہ رکھتا ہی جب جیم مفتوح سے
مفاعیلن سے دونون سبب کی گرانے کو کہتے ہین اُس صورت مین مفا باقی رہتا ہی اور
فعل لام کے ساتھہ بدل لیتے ہین یہ زحاف بحر ہزج کے سوا اور بحر مین نہین آتا
اور جس رکن مین یہ زحاف ہو اُسکو مجبوب کہتے ہین۔ خرم خے نقطہ وا سے وہ ہی
کہ وتد مجموع سے کہ رکن کے اول مین ہو حرف متحرک اول کو گرا دیوین اور یہ زحاف
اکثر صدر اور ابتدا مین واقع ہوتا ہی پوشیدہ نہ رہی کہ اس زحاف کا نام ہر موضع مین
علیحدہ ہوجاتا ہی اُن مواقع کی تفصیل یہ ہی کہ اگر یہ زحاف فعولن مین واقع ہو عولن
باقی رہیگا اُسکو فعولن سے بدل لینگے اس صورت مین اس زحاف کا نام ثلم
رکھینگے اور اگر فعولن ہی مین خرم کو قبض کے ساتھہ جمع کرلین یعنی فے کو سبب
خرم کے اور نون کو بسبب قبض کے گرا دیوین عول لام مضموم سے باقی رہیگا اُسکو
فعل لام مضموم کے ساتھہ بدل دینگے اس مقام مین اس زحاف کو ثرم ثے

نقطہ والی اور رے بے نقطہ سے کہینگے اور اگر اسی رکن مین خرم اور عصب کو جمع کرین
یعنی میم بسبب خرم کے گرا دیوین اور لام کے سبب عصب کے ساکن کرا دین پس
فاعلتن لام ساکن سے باقی رہیگا اور اُسکو مفعولن سے بدلینگے اس جا مین اس زحاف
کو قصم کہتے ہین اور اگر خرم اور عقل کے ساتھ اُسی رکن مین جمع کرین یعنی مفاعلتن کے
بسبب عصب کے لام اسکا ساکن ہو کر اور بسبب قبض کے گر کر مفاعلتن رہا تھا اور مفاعلن
کے ساتھ بدلا گیا تھا اب بسبب خرم کے اُسکے میم کو گرا کر فاعلن کر لین اس صورت مین
اس زحاف کو اجم کہینگے اور اگر مفاعیلن مین خرم کرین یعنی اسکی میم گرا دین اسکو
اخرم کہینگے اور جب میم گر جائیگی فاعیلن باقی رہا اس صورت مین اس رکن کو اشتر کہینگے
جب اسی رکن مین خرم اور قبض جمع کرین یعنی میم بسبب خرم اور یائے تحتانی
بسبب قبض کے گرا دیوین فاعلن باقی رہے اس صورت مین اس رکن کو اشتر کہینگے
اور جب اسی رکن مین خرم کو کف کے ساتھ جمع کرین یعنی میم بسبب خرم کے اور نون
بسبب کف کے گرا دین فاعیل لام مضموم سے باقی رہیگا اُسکی جگہ مفعول رکھدینگے
اس صورت مین اس رکن کو اخرب کہینگے خے نقطہ دار سے اور رے بے نقطہ سے
اور جب تحت اُسی رکن اخرم کو جب کے ساتھ جمع کرین یعنی میم بسبب خرم گرا اور دونون
سبب کو بسبب جب کے گرا دیوین فا رہیگا اور اُسکو فع سے بدلینگے اس رکن کو ابتر
کہینگے یہ زحاف بحر متقارب اور طویل اور ہزج اور وافر اور مضارع مین بہت
مستعمل ہوتا ہی پوشیدہ نہ رہے کہ جب مفاعیلن مین حذف اور قصر کو جمع کرینگے یعنی
لن بسبب حذف کے گرا دیوین اور یائے تحتانی کو بسبب قصر کے گرا کر عین کو ساکن
کرین مفا باقی رہیگا اُسکو اہتم کہینگے اور جب اہتم کو خرم کے ساتھ جمع کرین یعنی میم مفا کی

گرا دین فاع باقی رہے عین ساکن کے ساتھ یہان تک تمام ہوا بیان زحافات کا
اور غلب یہ ہے کہ کوئی بات اس امر مین باقی نہین رہی معلوم کیا چاہیے کہ کبھی ارکان مین
سے اکٹھا دو حرف کا گرانا جائز نہین ہوتا اس امر کو معاقبۃ کہتے ہین اور کبھی البیاہۃ تاہم
نہ ایک دفعہ دونون کا گرا دینا جائز ہے اور نہ اکٹھا ایک جای دونون کا ثابت
رکھنا جائز ہے اس امر کو مراقبہ کہتے ہین انشا اللہ تعالے ان دو امر کی طرف بحور کی
شالون کے ذکر مین اشارہ کیا جاویگا واللہ خیر الموفقین

خیابان تیسیر التقطیع کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ لغت مین تقطیع بمعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے ہے اور علم عروض کی
اصطلاح مین بیت کے اجزا کو بحر کے اجزا کے ساتھ برابر کرنے کو کہتے ہین اور وہ برابر
کرنا اسطرح پر ہو کہ حروف متحرک اور ساکن بیت بحر حروف متحرک اور ساکن کے
مقابل ہو جاوین اور تخصیص حرکت کی واجب نہین یعنی یہ واجب نہین کہ کسرہ کے
مقابل کسرہ اور فتح کے مقابل فتح اور پیش کے مقابل پیش ہو جیسے طوطی فعلن کے
وزن پر ہے اگر تخصیص حرکت کی ضرور ہوتی پس وہ اس وزن پر نہوتا کیونکہ طوطی
مین پہلے حرف کو ضمہ اور تیسرے کو کسرہ ہے خلاف فعلن کے اور تقطیع مین اُن حرفون کا
اعتبار ہے کہ بولنے مین آتے ہین مثلاً آمدید یا آدم فعلن کے وزن پر ہے کسواسطے کہ
الف کو بسبب کھینچکر پڑھنے کے دو الف اعتبار کرینگے جیسے خوان دل فاعلن کے
وزن پر ہے کسواسطے کہ واو بسبب پڑھے نہ جانے کے تقطیع سے گر پڑی اور کبھی حرکت کو
بجاے حرف کے اور کبھی حرف کو بجاے حرکت کے شمار کرتے ہین جیسے گل تو خوشبو اوپر
وزن مفاعیلن کے ہے کسواسطے کہ زیر لام کا بسبب کھینچکر پڑھنے کے مفا کی الف کی مقابل

شمار مین آیا ہی اور جیسے دو منزل اوپر وزن فعولن کے کہ واو دو کا منزل پیش کے
شمار مین آیا ہی اور اگر مصرع کے بیچ مین دو حرف ساکن واقع ہووین پس اگر پہلا
ساکن حرف مدہ کا ہووے اور دوسرا نون پس نون کو تقطیع مین گرا دینگے اور اگر پہلا
حرف ساکن خواہ مدہ ہو خواہ سوا مدہ کے اور حرف لیکن دوسرا حرف نون نہو بلکہ نون
کے سوا اور حرف ہو اُس دوسرے کو متحرک کر دینگے اور حرف مدہ تین حرف کا
نام ہے الف اور ایسے واو کہ اُسکے پہلے پیش ہو اور ایسی یاے تحتانی کہ اُسکے پہلے
کسرہ ہو مثل کار اور دور اور دیر مثال پہلی یہ شعر ہے شعر کہون کیا خون مراُسنے کیا ہی +
یہ کام اُس مہروش کا ہی سنا ہی + کہون کیا خون مفاعیلن مراُسنے مفاعیلن کیا ہی فعولن +
یہ کام اُس مہ مفاعیلن روش کا ہی مفاعیلن سنا ہے فعولن + مصرع اول مین کہون
اور خون مین دو حرف ساکن جمع ہوے واو اور نون دونون کو تقطیع مین گرا دیا
اور دوسرے مصرع مین کام مین اول الف اور دوسرا میم اور مہر مین اول ہے
اور دوسرا ہے میم اور رے کو متحرک کر دیا اور اگر دو ساکن اخیر مین مصرع
کے واقع ہووین خواہ اول مدہ ہو اور دوسرا نون خواہ غیر اُسکے اُن دونون کو
بحال رکھتے ہین مثال نون کی شعر جدائی مین زبس روتا رہا ہون + نہین ہے
آنکھ مین اک قطرۂ خون + مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل اور مفاعیل کی جگہ فعول بھی
موزون ہی بنظر اسکے کہ نون پڑھا نہین جاتا مثال غیر نون کی شعر کام آیا نہ کچھ اپنا
تن زار آخر کار + سمجھے اکسیر تھے نکلا ہی غبار آخر کار + فاعلاتن فاعلاتن فعلات فعلات
حرف رے فعلات کی تے کے مقابل ہے اگر مصرع کے بیچ مین تین ساکن جمع ہووین
تیسرے ساکن کو گرا کر دوسری کو متحرک کر دیتے ہین مثلاً شعر دوست اپنا نہوا جنے

بست سر تیکا + فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن + سین متحرک ہو کر علا کے عین کے
مقابل ہوا اور اب مقابل لا کے اور تے گر پڑی اگر وہ تینون ساکن مصرع کے اخیر مین
واقع ہوے ہون تیسرے ساکن کو گرا دیتے ہین اور اول اور دوسرے کو بحال
رکھتے ہین جیسے اس مصرع مین شعر بست ہوئی ہین ملنے کی تیرے غیر سے سوخت مفاعلن
فعلاتن مفاعلن فعلات + الف اکثر لفظون کے اول مین آتا ہے اگر پڑھا نہ جاوے
تو تقطیع مین گرا دینگے جیسے اس مصرع مین ع تم اب کمی نہ کرو قتل مین مرے یارے +
کر لفظ تم اب کمی مفاعلن کے وزن پر ہے چونکہ الف پڑھنے مین نہین آتا اسواسطے اسکو گرا کر
لفظ تم کے میم کو بے سے ملا کر لکھتے ہین اس صورت سے تمب کمی اور گر پڑھا جاوے
تقطیع مین نہین گرنے کا مثلاً ع تم اب ہماری قتل کی تدبیر کر چلے + کہ تم اب مفعول کے
وزن پر ہے چونکہ الف تلفظ مین آتا ہے اسواسطے مفعول کی عین کے مقابل واقع ہوا ہے حاصل
کلام کا یہ ہے کہ جو حرف تلفظ مین نہ آویگا اسکو شمار نہ کرینگے اگرچہ لکھا جاتا ہو اور جو لفظ
کہ پڑھنے مین آویگا اسکو تقطیع مین شمار کرینگے اگرچہ لکھنے مین نہ آتا ہو جیسے دو اور
تو اور جو اور گریہ اور خندہ مثلاً اگر دال کے پیش کو کھینچکر پڑھین نہ دوگانی مفاعیلن
کے وزن پر ہے اور اگر پیش کو کھینچکر نہ پڑھین تو فعلاتن کے وزن پر ہو جاوے
اور اگر بے کے کسرہ کو کھینچ کر پڑھین گریہ دل فاعلاتن کے وزن پر اور اگر کھینچ کر
نہ پڑھین مفتعلن کے وزن پر ہو جاوے۔

خیابان چوتھا بیچ بیان بحور کے

اور ہر بحر کی مثال لکھی اُسکے ضمن مین مذکور کیجائیگی

معلوم کیا چاہئیے کہ جس بحر مین زحاف واقع نہین ہوا اُسکو سالم کہتے ہین کسواسطے

کہ اپنی اصل سے گر گیا ہے اور بسبب تغیرات کے اور زحافات کے بحر کی صورتین اور
شکلین متعدد ہو جاتی ہین اور بعضی صورتین ایسی ہین کہ اُسکو شعراے عجم استعمال کرتے ہین
اور بعضی کو شعراے عرب کسواسطے کہ شعراے عجم زحافات کو بعضی جا ایسے اجزا مین
استعمال کرتے ہین کہ شعراے عرب اُن اجزا مین وہ زحاف استعمال نہین کرتے
اور بعضے مقام مطابق شعراے عجم کے بھی ہوتے ہین اس کتاب مین جو بحر اور زحاف
کہ شعراے عجم بہت مستعمل کرتے ہین وہی بیان کیے جاتے ہین معلوم کیا چاہیے کہ شعراے
عجم نے سلف مین بحور دائرہ مختلفہ کو یعنی طویل اور مدید اور بسیط اور بحور دائرہ مولفہ
کو یعنی کامل اور وافر ہرگز استعمال نہین کیا اور متاخرین مین سے پہلے مولوی جامی
نے بحر کامل مین فارسی شعر کہا ہے اور بعد اُنکے یہ بحر شعراے فارس مین مستعمل ہو گئی اور
باقی دائرون کی بحرین شعراے عجم مین بہت مستعمل ہین سوا مقتضب کے کہ دائرہ مشتبہ سے ہے
اسکو استعمال کم کیا ہے جو بحور کہ شعراے عجم نے اُنکو ترک کیا ہے وہ یہ ہین مدید اور بسیط
اور وافر اور مقتضب اور جو بحور کہ اُنکے نزدیک بہت مستعمل ہین یہ ہین ہزج اور
رجز اور رمل اور سریع اور خفیف اور مجتث اور مضارع اور منسرح اور متقارب
اور متدارک اور بحر کامل کو سالم استعمال کرتے ہین اور مزاحف استعمال
نہین کرتے بحر ہزج معلوم کیا چاہیے کہ ہزج لغت مین آواز خوش آیندہ اور
گانے کی طرح کی آواز کو کہتے ہین اور چونکہ عرب مین اکثر اشعار کہ اُنکو آواز خوش
سے گاتے ہین اسی بحر مین ہین اس مناسبت سے اس بحر کا نام بھی ہزج
رکھا ہے اصل اس بحر کے آٹھ رکن ہین مگر دو رکن کم کرکے مسدس بھی استعمال
کرتے ہین چنانچہ معلوم ہو جاویگا۔ ہزج مثمن سالم شعر شیخ ای شانہ ان زلفون کو

یا ان سودا اُنکا دل اٹکا + اسیر ناتوان ہی یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا تقطیع - نہ کھینچ اے شا
مفاعیلن ہ ان زلفون مفاعیلن کو یان سودا مفاعیلن کا دل اٹکا مفاعیلن میرے
تا مفاعیلن تواں ہے یہ مفاعیلن نہ دے زنجی مفاعیلن رکو جھٹکا مفاعیلن - ہزج
مثمن اخرب ع اے دل نہ کر اُس خط کا نظارہ کہ ہے افعی تقطیع - ای دل ان مفعول
کر اُس خط کا مفاعیلن نظارہ مفعول کہ ہے افعی مفاعیلن اس بحر مین صدر اور ابتدا
اخرب ہے اور عروض اور ضرب سالم ہے اور حشو مین ایک رکن اخرب اور ایک رکن سالم
ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف - شعر مقدور نہین اُسکی تجلی کے بیان کا + جون شمع
سراپا ہو اگر صرف زبان کا + تقطیع - مقدور مفعول نہین اُسکی مفاعیل تجلی کے مفاعیل
بیان کا فعولن + جون شمع مفعول سراپا ہو مفاعیل اگر صرف مفاعیل زبان کا فعولن
اس شعر مین صدر اور ابتدا اخرب ہے اور عروض اور عجز محذوف ہے اور حشو مکفوف
ہزج مثمن اشتر - شعر بزم غیر سے اُٹھنا یار کا کا تعجب ہے + معتقد ہون مین اپنے جذبہ
محبت کا تقطیع - بزم غی فاعلن رسے اُٹھنا مفاعیلن یار کا فاعلن تعجب ہے
مفاعیلن + معتقد فاعلن ہون مین اپنے مفاعیلن جذبہ فاعلن محبت کا مفاعیلن
صدر اور ابتدا اشتر ہے کس واسطے کہ مفاعیلن سے میم سبب خرم نے اور یا سے
تحتانی سبب قبض کے گر کر فاعلن باقی رہا اور انھین دونون زحاف کے
جمع کرنے کو اشتر کہتے ہین اور عروض اور ضرب سالم ہے اور حشو مین ایک رکن اشتر
اور ایک سالم ہے - ہزج مقصور محذوف ع نہ کھینچ آہ نہ کھینچ آہ دل پارہ ہے نازک +
تقطیع نہ کھینچ آہ مفاعیل نہ کھینچ آہ مفاعیل دل پارہ مفاعیل ہے نازک فعولن
مقصور اور فعولن محذوف ہے اور اس مصرع کو ساتھ اگر مصرع ثانی اخرب مکفوف مکسور

لگادیوین شعر ناموزون نہ ہو ویگا اور باقی اوزان ہزج مثمن کے رباعی کی بحث مین بیان کیے جاوینگے - ہزج مسدس مقصور شعر نہ کھینچ اے شانہ زلف یار کو آہ + کہ دل بھی ہے اسی زنجیر مین قید + تقطیع - نہ کھینچ ای شا مفاعیلن رہین قید مفاعیل اگر اس وزن مین کہ دل بھی ہے مفاعیلن اسی زنجی مفاعیلن رمین قید مفاعیل اگر اس وزن مین عروض اور ضرب مختلف ہو جاوے اس طرح کہ ایک مقصور اور دوسرا محذوف ہو شعر ناموزون نہین ہوگا - ہزج مسدس اخرب مقبوض اشتر مسبغ شعر کہتا ہے کہ اب نہ کھینچ تو آہین + ہین دل سے تری تو ہم تلک راہین + تقطیع کہتا ہے مفعول کہ اب نہ کھین مفاعلن چ تو آہین مفاعیلان ہین دل سے مفعول تری تو ہم مفاعلن تلک راہین مفاعیلان - اور اگر نون کو بسبب غنہ ہونے کے اعتبار نہ کرین رکن مفاعیلن کا سالم ہو جاویگا پس یہ وزن اخرب مقبوض باقی رہیگا اور کبھی اس وزن مین زحافات بدل بھی جاتے ہین جیسے اس شعر مین شعر بیٹھا وہ رقیب کے جو پہلو مین + اٹھا یہ درد دل کہ کھینچی آہ + تقطیع - بیٹھا وہ مفعول رقیب کے مفاعلن جو پہلو مین مفاعیلن + اٹھا یہ مفعولن درد دل فاعلن کہ کھینچی آہ مفاعیلان + صدر اخرب اور ابتدا اخرم اور عروض سالم اور ضرب مسبغ اور پہلے مصرع کا حشو مقبوض اور حشو دوسرے مصرع کا اشتر ہے - ہزج مسدس اخرب مقبوض شعر کہتے ہین کہ وہ نگار آتا ہے + کیا فائدہ جی ہی تن سے جاتا ہے + تقطیع کہتے ہین مفعول کہ وہ نگا مفاعلن ر آتا ہے مفاعیلن + کیا فائ مفعول جی ہے تن مفاعلن سے جاتا ہے مفاعیلن + ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف شعر دیوانہ روسے یار ہون مین + اس کام مین ہوشیار ہون مین + اس کا وزن یہ ہے مفعول

مفاعلن فعولن - ہزج مسدس اخرم محذوف و اشتر شعر دیکھا ہی روے یار مین نے + دیکھی ہے اب بہار مین نے + وزن مفعولن فاعلن فعولن + ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور شعر رہتا ہے سدا خیال دلدار + نے طالب باغ ہون نہ گلزار + وزن مفعول مفاعیلن مفاعیل - ان دو تین صورتون کے باہم جمع کرنے سے شعر ناموزون نہین ہوتا بحر رجز - رجز لغت مین بمعنی اضطراب اور شتابی کے ہی اور اس بحر کو رجز اسواسطے کہتے ہین کہ عرب اکثر شعر اپنے فخر اور بیان شجاعت مین معرکہ اور میدان مین اسی بحر مین پڑھتے ہین اور وہ مقام اضطراب و شتابی کا ہی اور شاید اسواسطے اسکا نام رجز ہو کہ رجز ان اشعار فخریہ کا نام ہی کہ معرکہ مین پڑھتے ہین پس چونکہ اکثر وہ اشعار اسی بحر مین ہوتے ہین اس مناسبت سے اس بحر کا نام بھی رجز رکھدیا لیکن قائل کو یہ بھی خیال ہو کہ مقابلہ بالعکس ہی یعنی چونکہ وہ اشعار اکثر اسی بحر مین ہوتے ہین ان اشعار کا نام اسی مناسبت سے ہو گیا بعضے کہتے ہین کہ رجز حرف رے کے کسرہ سے اور جیم کے سکون کے ساتھ ایسے اونٹ کو کہتے ہین کہ کانپتا ہوا چلے اور ایک دفعہ حرکت کرے اور پھر ٹھہر جاوے اور اس بحر مین ارکان کے اول مین دو سبب خفیف ہین پہلے ایک حرکت ہی اُسکے بعد سکون ہے اس مناسبت سے اس بحر کا رجز نام رکھا ہی یہ وجہ ظاہرا اچھی معلوم ہوتی ہی اصل اس بحر کی مستفعلن ہے رجز مثمن سالم شعر ساغر ہی گلرنگ کا پھر کر مجھے دے ساقیا - زہد و ورع جھگڑا ہی کیا عہد جوانی مفت ہی - تقطیع - ساغر ہی مستفعلن گلرنگ کا مستفعلن پھر کر مجھے مستفعلن دے ساقیا مستفعلن + زہد و ورع مستفعلن جھگڑا ہے کیا مستفعلن عہد جوا مستفعلن نی مفت ہے مستفعلن + شعرائے فارس مین سے بعضون نے اس بحر مین

آٹھ آٹھ رکن کا مصرع بھی کہا ہے لیکن اردو مین اسکو ہرگز استعمال نہین کرتے اسواسطے اسکی مثال نہین لکھی گئی - رجز مثمن مطوی مخبون شعر خون جو کیا ہے بجگیہ تو نے مرا دل و جگر + لیتے ہین تجھسے حشر مین انتقام دو + تقطیع + خون جو کیا مفتعلن ہے بجگیہ مفاعلن تو نے مرا مفتعلن دل و جگر مفاعلن + اور اسی طرح سے دوسرا مصرع اور اگر رکن مخبون کو مطوی پر مقدم کرین تو یہ وزن ہو جاوے مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن اس وزن مین اشعار اردو دیکھے نہین گئے بہرحال مثال اسکی یہ ہے ؎ دل و جگر خون ہے مرا سرشک خون بہتے سدا + تقطیع - دل و جگر مفاعلن خون ہے مرا مفتعلن سرشک خون مفاعلن بہتے سدا مفتعلن + رجز مثمن مطوی مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن مثال ع چہرہ کو اس بت کے قمر دیکھے تو جل جاوے وہین + تقطیع - چہرہ کو اس مفتعلن بت کے قمر دیکھے تو جل مفتعلن جا وے وہین مفتعلن - رجز مسدس سالم مستفعلن مستفعلن مستفعلن دو بار مثال ؎ ہمکو ملا جو لطف کوے یار کا + کب وہ صبا کو لطف ہو گلزار کا + رجز مسدس مطوی مفتعلن مفتعلن مفتعلن دو بار مثال شعر ظلم کا اب اس سے گلا لطف ہو کیا - جو نہ سنے شکوہ کا کیا فائدہ ہے + بحر رمل - رمل لغت مین بوریا بننے کو کہتے ہین اور اس بحر کا اسواسطے رمل نام رکھا ہے کہ یہان دو سبب کے درمیان مین وتد ہے اور سبب بمعنی رسی کے ہے پس جیسے بوریہ کو رسی سے بنتے ہین اسی طرح سے وتد کو دو سبب کے ساتھ بنا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ رمل ایک قسم راگ کی ہے اور وہ اسی بحر کے وزن پر ہے اس مناسبت سے اس بحر کا نام بھی رمل رکھدیا ہے - رمل مثمن سالم + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن دو بار اس بحر مین عروض و ضرب کو اشعار اردو مین سالم کم آتا کرتی ہین بلکہ اکثر زحاف استعمال کرتے ہین اسواسطے کہ اگر سالم ہو ذرے شعر بے لطف ہو جاتا ہے

رمل مثمن مقصور۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات مثال شعر غیر جب کہتے ہین کہ جو
چھوڑ دے تو کوے یار ۔ دیکھکر انکی طرف تکنے لگون ہون سوے یار ۔ رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ۔ دل نہ کر مست زراہ بیقراری بیشتر +
ناز کو اتی ہے بان الحاج وزاری بیشتر + رمل مثمن مشکول ۔ فعلات فاعلاتن فعلات
فاعلاتن مثال ۔ خدا ہے مجھسے راضی نہ یہ بت ہی مجھسے مائل + رہے یون ہی
باز ماندہ نہ ادھر کے نہ اودھر کے + فعلات مشکول ہے کسواسطے کہ فاعلاتن مین سے
الف بسبب خبن کے گر پڑا اور نون بسبب کف کے اور شکل اکھٹین دونون حالت
کے جمع ہونے کا نام ہے جیسے کہ زحافون کی بحث مین مفصل ہو چکا رمل مثمن مخبون
مشعث مقصور ۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان مثال شعر شمع کو منھ کے ترے
سامنے ہے آب وتاب + کہ ہے خورشید ترا چہرہ وہ کرم شب تاب + صدر سالم ہے
اور ابتدا اور حشو دونون مصرع کے مخبون اور عروض اور ضرب مشعث مقصور
یعنی فاعلاتن مین سے حرف متحرک وتد کا بسبب تشعیث کے گرا اور دونون سبب
قصر کے گرکر ماقبل اسکا ساکن ہوکر فاعات یا فالات باقی رہا اسکو فلان سے بدل
کر لیا اور عروض اور ضرب مین فعلن سکون عین یا کسرہ عین سے یا فعلات کسرہ
عین سے بھی درست ہی ۔ رمل مثمن مخبون فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن مثال شعر
یار کا چہرہ رخشان ہے دلارشک دہ گل + اور وہ کاکل شکین ہے عجب غیرت
سنبل + اور بعضون نے رمل مثمن مخبون کو دوچند بھی استعمال کیا ہے یعنی سولہ
فعلاتن دونون مصرع مین اور چونکہ ہر مصرع بسبب آٹھ رکن کے بیت
طویل ہو جاتا ہی اسواسطے عوام اسکو بحر طویل کہتے ہین یہ مصرع اسپر ہے

ع آہ وہ یار ستمگار جفاجو کہ جون باد بہاری آنکی ایک آن مین لیتا ہے چھپا رو + تقطیع -
آہ وہ یا فاعلاتن ر ستمگا فاعلاتن ر جفاجو فعلاتن کہ جو ن با فعلاتن د بہار آ فعلاتن نکی
ایک آ فعلاتن فعلاتن فعلان مثال شعر داغ دل سینہ مین آتش ہے آہ + آہ اک
مقصور فاعلاتن فعلاتن فعلان مثال شعر داغ دل سینہ مین آتش ہے آہ + آہ اک
شعلہ سرکش ہے آہ + عروض اور ضرب مشعث اور مقصور ہے یعنی فعلان عین ساکن کے ساتھ
اسواسطے کہ فاعلاتن ہوا بسبب تشعیث کے اور نون گرگرتے ساکن ہوئی بسبب قصر
کے پس فاعات کو فعلان سے بدل لیا بحر سریع - اس بحر مین سریع اسواسطے کہتے ہین
کہ سرعت لغت مین بمعنی جلدی اور شتابی کے ہے اور چونکہ اس بحر مین سبب نسبت وتد کے زیادہ
ہین جلد تر پڑھا جاتا ہی بہر کیف اس بحر کہ اکثر مزاحف استعمال کرتے ہین - سریع مطوی موقوف
مفتعلن مفتعلن فاعلان مثال شعر کیا کرون تشخیص کا اُسکی بیان + منہ مین ہوئی جاتی
ہے ساکت زبان + اور بجاے مطوی موقوف کے مطوی مکسوف یعنی فاعلن بھی آسکتا ہے
یعنی مفعولات مین بسبب طے کے واو گرکر مفعلات ہوا اور تے اُسکی بسبب وقف
کے ساکن ہوکر بسبب کسف کے گر پڑی مفعلا باقی رہا اور وقف اور کسف کے
جمع ہونے کا نام کشف ہے پس مفعلا کو فاعلن سے بدل لیا مثال شعر زلزلے ایک
شخص کو تھا درد سر + لائی قضا اُسکے تیئن اُسکے گھر + اور عروض مین فاعلات
اور ضرب مین فاعلن جمع کرنا بھی درست ہی اسمین کچھ مثال کی حاجت نہین ہے
اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مصرع مفتعلن مفتعلن فاعلن کے وزن پر اور دوسرا
مصرع مفتعلن مفعولن فاعلن یا فاعلان کے وزن پر ہووے مثال شعر چہرہ
روشن نہین کچھ حور سے کم + لب نہین اُسکے گوہر سے کم + آسکے کو مفعولن کے

وزن پر ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک مصرع اس وزن پر ہو مفعولن مفعولن فاعلان
یا فاعلن اور دوسرا وزن سابق پر یعنی مفتعلن مفتعلن فاعلان یا فاعلن مثال
شعر اُسکے چہرہ پہ کب ہے عرق + ہے وہ مہ نو کے قریب اب شفق - تقطیع + اُسکی چہ
مفعولن رہ پہ کب مفعولن ہے عرق فاعلن + ہے وہ مہ مفتعلن نو کے قری مفتعلن ب
شفق فاعلن - سریع مطوی مقطوع مجدوع مفتعلن مفعولن فاع شعر نالہ ہمارا
ہے موزون - سنگ کو بھی کرتا ہے خون + مستفعلن سے نے سبب طے کے گرکر مفتعلن
حاصل ہوا اور اُسمین سے بسبب قطع کے ساکن وتد مجموع کا یعنی نون گرکر اور لام
ساکن ہوکر مستفعلن رہا اور مفعولن حاصل ہوا اور مفعولات مین سے بسبب جدع
کے دو سبب خفیف گرکر اور لات کی تے ساکن ہوکر اُسکی جگہ فاع رکھا گیا اور
اُس وزن مین مجدوع کیا ہے منحور بھی آتا ہے مثال عشق کا دیوانہ ہے دل ابرو سے
اُسکے جان بسمل - اُسکا وزن یہ ہے مفتعلن مفعولن فع رکن فع کا منحور ہے کس واسطے کہ بحر
مفعولات کی دونوں سبب اور تے کو گرانے کا نام ہے پس جب لا باقی رہا اُسکو فع سے
بدل لیا سریع مجنون مکسوف مستفعلن مستفعلن فعولن مثال شعر اے دل بچا زلفون
مین اس صنم کی + ہر چین اُسکی قید ہے ستم کی + فعولن مجنون مکسوف ہے کس واسطے
کہ سبب یا خبن سے مفعولات کی تے گر پڑی اور سبب کشف کی تے ساکن ہوکر ساقط
ہوئی فعولا باقی رہا فعولن سے بدل گیا بحر منسرح اس بحر کو منسرح اس واسطے کہتے
ہین کہ انسراح بدن سے کپڑے اُتارنے کو کہتے ہین اور اس بحر مین کبھی اختصار
ایسا ہوتا ہے کہ دو رکن مستفعلن مفعولات کو شعراے عرب ساری بیت اعتبار
کر لیتے ہین پس اس نقصان اور اختصار کو کپڑے اُتارنے سے تشبیہ دیکر اس بحر کا

منسرح نام رکھا ہے اس بحر کو شعراے عرب و شعراے عجم سوا مزاحف کی سالم استعمال نہین
کرتے اور عرب مثمن اور عجم مسدس نہین استعمال کرتے اور اردو مین بھی شعرای فارس
کے اتباع سے مثمن ہی استعمال کیا ہے اس بحر مین عروض و ضرب یا موقوف یا مکسوف
یا مجدوع یا منحور الی ہین - منسرح مطوی مکسوف مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن شعر
یار دکھاتا ہے رخ تاب کسے دید کی - حضرت موسی بھی یہان دعوی سے خاموش
ہین - منسرح مطوی مکسوف مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلات شعر حضرت
دل ہم تمھین کہتے نہ تھے بار بار + طرۂ خوبان کی قید ہے سخت دشوار کہ مصرع
اول مین عروض اور مصرع ثانی مین حشو مطوی مکسوف ہے یعنی فاعلات کسواسطے
کہ مفعولات مین سے واو گر پڑی بسبب طے کے اور تے ساکن ہوئی بسبب وقف کے
پس مفعلات رہگیا اسکو فاعلات سے بدل کیا تقطیع - حضرت دل مفتعلن
ہم تمھین فاعلن کہتے نہ تھے بار بار فاعلات + طرۂ خو مفتعلن بان کی قید فاعلات
سخت ہے دش مفتعلن وار ہے فاعلن + اس بحر مین اختلاف زحافات کا دونون
مصرع مین جائز ہے اور جیسے اس شعر مین شعر حال دل خستہ آہ مین نے جو انسے کہا + تو
بولے یہ چپ ہی رہ سننے کی طاقت کہان + پہلا مصرع اس وزن پر ہے مفتعلن فاعلات
مفتعلن فاعلن اور دوسرا مفاعلن فاعلن مفتعلن فاعلان + تقطیع - حال دل
مفتعلن خستہ آہ فاعلات مین نے جو ان مفتعلن سے کہا فاعلن + تو بولے یہ مفاعلن
چپ ہی رہ فاعلن سننے کی طا مفتعلن قت کہان فاعلان + مصرع اول مین
مفتعلن مطوی اور فاعلان حشو مطوی موقوف کسواسطے کہ بسبب طے کے
مفعولات کی واو گر گئی اور بسبب وقف کے اسکی تے ساکن ہوگئی اسکو

فاعلان کر لیا اور فاعلن عروض مین مطوی مکسوف واو مفعولات کی بدستور طے کے سبب سے
گر گئی اور تے ساکن ہو کر گر پڑی بسبب کسف کے پھر اسکو فاعلن سے بدل لیا اور
مفاعلن مخبون یعنی سین مستفعلن کا بسبب خبن کے گر کر مفاعلن بجاے اسکے رکھا اور
حشو اور ضرب مثل سابق کے ہے - منسرح مطوی مکسوف منحور مجدوع مفتعلن فاعلن
مفتعلن فع مفتعلن فاعلن مفتعلن فاع - مثال شعر کان مین اُسکے زربس نالون
سے ملو + حال دل زار کب کرتا ہے مسموع + مصرع اول مین مفتعلن مطوی اور فاعلن
مکسوف اور فع منحور ہے کسواسطے کہ فاعلن بجاے ع سے الف گر پڑا ہے اور فاع
مین سے الف گرنے ہی سے منحور ہوتا ہے اور مصرع ثانی مین ضرب مجدوع ہے یعنی
فاع الف کے ساتھ باقی بدستور منسرح مسدس مطوی مفتعلن فاعلات مفتعلن مثال
شعر نالہ دل نارسا ہی یار تلک + اپنی پہونچ کب ہے گلعذار تلک - منسرح مسدس
مطوی مقطوع مفتعلن فاعلات مفعولن - مثال شعر حالت دل کیا کہون مین مہرو کو +
لوگون نے بیکار رکھا ہے خو کو + عروض اور ضرب مقطوع ہے اور باقی مطوی بحر مضارع لغت
مین بمعنی مانند کے ہے اور یہ بحر مانند بحر منسرح کے ہے کسواسطے کہ منسرح مین مفعولات
مین وتد مفروق ہے اور بحر مضارع مین بھی فاع لاتن منفصل مستفعلن وتد مفروق پر
اور خلیل ابن احمد نے کہ اس فن کا واضع ہے کہا ہے کہ بحر منسرح کی مشابہت سے مین نے
اس بحر کا نام مضارع رکھا ہے کسواسطے کہ اس بحر کے دو رکن یعنی فاع لاتن منفصل مین
وتد دو سبب خفیف پر مقدم ہے معلوم کیا چاہیے کہ اس بحر کو سالم استعمال نہین کرتے
بلکہ مراعات اور زحافات مین سے خبن اور شکل اس بحر مین نہین واقع ہو سکتا
کسواسطے کہ خبن حرف ساکن کے گرانے کو کہتے ہین اُس سبب کے کہ رکن کے اول مین ہو

اور فاع لاتن منفصل کے اول مین وتد مفروق ہو اور شکل ضبن اور کف کے جمع کرنے کو کہتے
ہین جب جنین کا اس بحر مین آنا ممکن نہو اشکل کے نہ آنے کی وجہ بھی ظاہر ہوگئی پوشیدہ
نہ رہے کہ اس بحر مین رکن مفاعیلن کی ہے اور نون دونون کا گرانا اور دونون کا
ثابت رکھنا جائز نہین ہے اس امر کو مراقبہ کہتے ہین چنانچہ پہلے معلوم ہوچکا - بحر
مضارع مثمن اخرب - مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن شعر شور جنون ہمارا آخر کو
رنگ لایا + جو دیکھنے کو آیا ہاتھون مین سنگ لایا + مضارع مثمن اخرب مکفوف
مقصور مفعول فاع لات مفاعیل فاع لاتن مثال شعر ترے ہی دیکھنے کے نہ
آوے جو کام چشم + تو زخم چہرہ پر ہے کہ اسکا ہی نام چشم + اور بجاے فاعلان کے
فاعلن بھی آسکتا ہے خواہ عروض اور ضرب دونون مین اور خواہ ایک مین فاعلات
اور دوسرے مین فاعلن اور ایک مصرع مین بجاے رکن فاعلات کے فاع لاتن سالم
اور بجاے مفاعیل کے مفعول کے ہونے سے شعر ناموزون نہین ہوتا مثال شعر ظاہر ہے اپنی
سوزش دل سے کہ آفتاب + محشر کے روز اپنی ہی چہرہ پہ ہے داغ کا + مضارع مثمن مکفوف مقصور
مفاعیل فاع لان مفاعیل فاع لان مثال شعر ہوا سمین ہے کب ہے زہر دلا دکھیا رمین ت
نہا زلف یار مین بجا زلف یار مین تقطیع ہوا سمین ہے مفاعیل کب ہے زہر فاعلان دلا دکھیا
مفاعیل یار مین فاع لان - نہ بجا زلف مفاعیل یار مین فاعلان نہا زلف مفاعیل
یار مین فاعلان + مفاعیل مکفوف اور فاع لاتن مقصور ہے + مضارع مسدس اخرب
مکفوف مفعول مفاعیل فاع لاتن شعر شکوہ ہے کسی کا ہمین نہ اے دل + وسے بیٹھے
جان اب تو اسکو دے دل + مضارع مسدس اخرب معقوب مفعول فاع لات مفاعیلن
ع دیتی ہے زلف یار مین دھوکا + اور معلوم کیا چاہیے کہ مضارع کو جب مجرد دیتے

اُسمین سے کوئی جز و کم کرتے ہین رکن فاع لاتن کا گراتے ہین ۔ رکن مفاعیلن
بحر مجتث اجتثاث دونون تاے مثلث کے ساتھ افتعال کے وزن پر لغت مین بیخ
جڑسے اُکھاڑنے کے ہے اور چونکہ اس بحر کے مسدس کو بحر خفیف سے نکالا ہے گویا بحر
مجتث بحر خفیف ہی اپنی اصل سے دور کیا ہوا اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ بحر مجتث کی
اصل مستفع لن فاعلاتن مستفع لن فاعلاتن مثمن ہے اور جب اسکو مسدس کیا مستفع
لن فاعلاتن فاعلاتن اور بحر خفیف کی اصل فاعلاتن مستفع لن فاعلاتن ہے پس
مجتث مسدس مین مستفع لن مقدم ہے دو فاعلاتن پر اور بحر خفیف مین مستفع لن
دو فاعلاتن کے بیچ مین ہے گویا بحر خفیف کے مستفعلن کو بیچ مین سے اول مین لکھکر
مجتث مسدس ما حصل مین مسدس کا نام لیکن مثمن کو مجاز اُ کہتے ہین چنانچہ تامل
کرنے والون پر ظاہر ہے اور معلوم کیا چاہیے کہ شعراے عرب اس بحر کو اکثر مسدس
اور مربع استعمال کرتے ہین لیکن شعراے عجم سوا مسدس کے استعمال نہین کرتے
اور اس بحر کے اندر زحافات مین سے طی نہین آسکتا اسواسطے کہ طے وہ سبب سے
کہ رکن کے اول مین بے فاصلہ واقع ہوئی ہون چوتھے ساکن کے گرانے کو کہتے ہین
اور چوتھا ساکن مستفع لن منفصل مین سبب کا نہین ہے بلکہ وتد مفروق کا ہے اور
مستفع لن کی نہین اور نون مین معاقبت ہے یعنی یہ دونون اکھٹے ساقط نہین ہوتے
مجتث مثمن مخبون مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن مثال شعر ہے زخم دل سے
گل تر کو آرزوے تراوت + اور اپنے اشک سے ہے ابر ایک ہوے طراوت +
مجتث مثمن مخبون مقصور مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان شعر میری نظر مین لوکم
حور خلد سے تو نہین + بجاؤن گا ترے کوچہ کو چھوڑ سوے جنان + اور فعلان مین

کسرہ کیساتھ عروض مین فعلان عین کے سکون سے اور فعلن عین کے کسرہ اور سکون سے بھی درست ہے شعر چمن مین صبح جب اُس منگجو کا نام لیا + صبا نے تیغ کا آب رواں سے نام لیا + کبھو نہ انکو مین وکیا تلاش دنیا مین + کبھو نہ فکر و تردد سے کوئی کام لیا + پہلے شعر مین عروض اور ضرب فعلن عین کے کسرہ سے اور دوسرے شعر مین عروض فعلان عین ساکن سے اور حشو مین بجاے فعلاتن کے فعولن بھی درست ہے شعر مشعور داغ سوزان سے ہے آفتاب خجل + اور اشک سے بھی ہے رنگ شراب ناب خجل غی سوزان مفعولن کے وزن پر ہے بحر خفیف اس بحر کو خفیف اسواسطے کہتے ہین کہ ہر رکن مین سبب نے وتد مجموع کو احاطہ کر لیا ہے اسی واسطے سب ارکان ہلکے ہوگئے ہین اور خفیف بھی لغت مین بمعنی ہلکے کے ہے اور شاید یہ وجہ ہو کہ چونکہ دو سبب خفیف وتد مجموع کو محیط ہین گویا سارے اجزا ارکان کے سبب خفیف ہی ہین پس بسبب اسباب خفیفہ کے بحر خفیف نام رکھا ہے پوشیدہ نہ رہے کہ اس بحر کو شعراے عجم نے مسدس مزاحف استعمال کیا ہے اور تمام اجزا سالم مستعمل نہین مگر صدر اور ابتدا کبھی سالم مستعمل ہے اور مزاحف مین سے مخبون یا مقصور اور مسبغ یا عروض اور ضرب مقصور یا محذوف یا مشعث یا مقطوع یا مخبون ہوتا ہے اور اس بحر مین بھی طے نہین آتا اسیوجہ سے کہ مجتث مین گذری - بحر خفیف مسدس مخبون فاعلاتن مفاعلن فعلاتن مثال شعر یار مہرو کو دیکھکر نہ رہا دل + ہاتھ سے اُسکے آہ اب نہ بچا دل + بحر خفیف مسدس مشعث مقصور فاعلاتن مفاعلن فعلات مثال شعر ہاے وہ شوخ بے وفاے مہر + نرگسین چشم و گل رخ و مہ چہرہ اور ابتدا سالم ہے اور حشو مخبون اور عروض اور ضرب مشعث مقصورہ ہے اور اس وزن مین عروض کا مخبون

مقصور اور ضرب کا شعث مقصور بھی آتا ہو سکتا ہے مثال شعر رکھے خالق صلات آپکی ذات ۔۔ نہ کھلیگا تو مین رہونگا رات ۔۔ اور عروض یا ضرب مین مقطوع اور مجنون محذوف بھی لانا درست ہے مقطوع فعلن عین ساکن کے ساتھ بدل لیا اور محذوف مقصور فعلن عین کے کسرہ سے ہے کیونکہ فاعلاتن کو جب مخبون کیا فعلاتن ہوا اور جب محذوف کیا تن کو اسکے آخر سے گرا دیا فعلا باقی رہا اسکی جگہ فعلن عین کے کسرہ سے رکھدیا بحر مقتضب۔ اقتضاب لغت مین ایک چیز سے دوسری چیز کے نکالنے کو کہتے ہین اس بحر کو بحر منسرح سے نکالا ہے اسواسطے کہ بحر منسرح مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات ہے اور بحر مقتضب مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن ہے پس دونون مین وہی ارکان ہین لیکن ترتیب کا فرق ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اسکا نام مقتضب اسواسطے رکھا ہے کہ یہ بحر کلام عرب مین مجزو مستعمل ہوتا ہے یعنے دو جزو اخیر کے اس سے گرا کر استعمال کرتے ہین اور یہ بحر مشتق ہے جزو سے اور جزو کے معنی نکالنے کے ہین اور یہی معنی ہین اقتضاب کے پس دو جزو کی اخیر سے گرلے کے سبب سے اسکو مقتضب کہا ہے مقتضب مثمن مطوی فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن شعر یار بیوفا سے ہین شوخ دلربا سے کب امید وصل ہوئی کب امید وصل ہوئی مقتضب مثمن مطوی مقطوع فاعلات مفعولن فاعلات مفعولن مثال شعر ہاے یہ نصیب اپنے جسکی وہ تمنا ہے ۔ بعد مرگ بھی کا ہے خاک پر نہ آنکلا ۔ جب وتد مجموع مستفعلن کا بسبب قطع کے گرا کر لام کو ساکن کیا مستفعلن ہو گیا اسکی جگہ مفعولن رکھدیا بحر کامل۔ اسکو کامل اسواسطے کہتے ہین کہ یہ بحر جیسی دائرہ مین وضع کی گئی ہے تمام ویسی ہی مستعمل ہوئی ہے بہرصورت وہ یہ ہے متفاعلن متفاعلن

مفتاعلن مفتاعلن + شعر مجھے آرزوے وفا رہی تجھے مشق جور وجفا رہی - کہون کیا کہ تیرے ستم سے اب مرے سر پہ ایسی بلا رہی + بحر متقارب اسکو متقارب اسواسطے کہتے ہین کہ متقارب بمعنی نزدیک کے ہی اور اس بحر مین وتد اور سبب قریب قریب ہین کسواسطے کہ یہ بحر فعولن فعولن فعولن فعولن دو بار ہی پس فعولن مین فعو اور لن قریب ہی اسی طرح سب مین اس بحر کو شعراے عجم نے بہت استعمال کیا ہی اگر مثمن مستعمل ہی اور اُسکے عروض اور ضرب سالم یا مقصور یا محذوف مستعمل ہوئی ہے متقارب مثمن سالم فعولن فعولن فعولن فعولن شعر مجھے گل کی ہنسنے پہ آتا ہی رونا + کہ اس طرح ہنسنے کی خوبھی کسو کی + متقارب مثمن مقصور فعولن فعولن فعولن فعول + مثال شعر الٰہی مین بندہ گنہگار ہون + گناہون سے اپنے گرانبار ہون + فعولن مقصور ہے متقارب مثمن محذوف یعنی بجاے فعولن کے فعل کسواسطے کہ جب فعولن سے بسبب حذف کے لن گرادیا فعو باقی رہا اُسکو فعل سے بدل لیا شعر لب بام کثرت جو یکسر ہوئی + تلے کی زمین ساری اوپر ہوئی + متقارب مثمن مقبوض اثلم فعولن فعولن فعول فعلن شعر یہ عشق اب کیا بسا ہی دل مین + کہ بحر خون بہ رہا ہی دل مین + اور فارسی مین مولوی جامی نے اس وزن کو سولہ رکن پر مبنی کیا ہی اور قطع نظر اسکے اُردو اشعار مین بہت مستعمل ہی اسی وزن پر ہی غزل میر تقی کی اُسکا مطلع یہ ہی + کرو توکل کہ عاشقی مین نہ یون کروگی تو کیا کروگی + الم ہی یہ تو درد مند و کہان تلک تم دوا کروگے + فعولن کا نون بسبب قبض کے گر کر فعول رہگیا اور نے اُسکی بسبب حزم کے گر کر عولن رہگیا اُسکو فعلن سے بدل لیا اور یہ امر زحاف کی بحث مین معلوم ہو چکا ہی کہ جب وقت خرم سے فعولن کے نون کو گراتی ہین اور اُسمین کچھ اور تغیر نہین کرتے

اُسکو اثلم کہا کرتے ہین اور اس وزن کی ایک طرح اور بھی ہے کہ ایک رکن اثلم کہا کرتے ہین اور اس وزن کی طرح اور بھی ہو کہ ایک مقبوض ہو اور ایک سالم اور اُسکو بھی سولہ رکن پر مبنی کیا ہو مثال شعر سرو خرامان ہو ترے قد پر - اور گل تر بھی ہو ترے رخ پر - عاشق شیدا والہ و رسوا حیرت دل سے سوزش جان سے معلوم کیا جاہیے کہ اس بحر مین اور صورتین مستعمل کم ہین اسواسطے لکھی نہین گئین بحر متدارک اس بحر کو ابوالحسن اخفش نے استخراج کیا ہو چنانچہ پہلی بحور کی بحث مین مذکور ہو چکا اس بحر کو متدارک اسواسطے کہتے ہین کہ متدارک بمعنی ملنے والے کے ہے اور یہ بحر بعد خلیل ابن احمد کی استخراج یا کران بحرون سے کہ خلیل نے نکالی نہین ملگئی ہو اور بحر سولھوین کی گئی اور احمد عروضی نے اسکا نام غریب رکھا ہو کسواسطے کہ غریب بمعنی نادر کے ہو اور یہ بحر بھی بسبب تنہا مستخرج ہونے کے نادر اور غریب رکھا ہو بہر کیف اصل اسکی آٹھ بار فاعلن ہو - بحر متدارک مثمن سالم فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن مثال شعر زلف و رخ خال و خط یار کا دیکھکر + تقطیع زلف و رخ فاعلن خال و خط فاعلن یار کا فاعلن دیکھکر فاعلن اس وزن مین بعض رکن کا مذال ہونا بھی درست ہو چنانچہ ع شب کو رشک زلف سے مہ کو رخ روی سے + تقطیع شب کو رشک فاعلات زلف سے فاعلن مہ کو رخ فاعلات روی سے فاعلن - فاعلات کے وتد مجموع مین بسبب ازالہ کی الف زیادہ کیا ہو - متدارک مثمن مخبون فعلن فعلن فعلن فعلن عین کے کسرہ سے اور یہ وزن بھی سولہ رکن پر مبنی ہوسکتا ہو چنانچہ سع تری باتھون سے کچھ مرے حق مین دیرا نہ بھلا ہی ہوا نہ برا ہی ہوا + کہا تجھسے رقیبون نے گرچہ برا نہ بھلا ہی ہوا نہ برا ہی ہوا + متدارک مثمن مقطوع فعلن فعلن فعلن فعلن عین کے سکون سے ع مین جو دیکھا مضطر

دل کو ویسا پایا کب بسمل کو - اور اس وزن یعنی مثمن مقطوع کو صوت الناقوس بھی کہتے ہین یعنی آواز سنکھ کی اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کسی سمت کو تشریف فرما ہوئے تھے رستے مین ایک بتخانہ تھا وہان سنکھ بجتا تھا اسکی آواز آپ نے سنکر فرمایا کہ اسمین سے یہ آواز آتی ہے حقا حقا حقا حقا فعلن فعلن فعلن فعلن کے وزن پر ہے پس گویا آواز ناقوس کی متدارک مثمن مقطوع ہے یہان بیان ان بحرون کا جو مستعمل بہت ہین تمام ہوا حدائق البلاغت کے مصنف نے اگرچہ بحر قریب اور جدید اور مشاکل ذکر نہین کیا لیکن مترجم کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ طالبین کے فائدہ کیواسطے انکو بھی یہان لکھے بحر قریب اس بحر کو مولانا یوسف عروضی نے خلیل ابن احمد کے دو سو برس کے بعد استخراج کیا ہے اور چونکہ اسکے ارکان بحر ہزج اور مضارع کے ارکان سے قریب قریب ہین اسواسطے اسکا نام قریب رکھا ہے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ چونکہ یہ بحر ایسی نزدیکی مین مستخرج ہوئی ہے اور یہ نسبت سولہ بحر سابق کے مستحدث ہے اسواسطے اسکو قریب کہتے ہین اصل اس بحر کی مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن ہے لیکن مستعمل مزاحف ہے بحر قریب مکفوف مفاعیل مفاعیل فاعلاتن مثال شعر غبار آکے ترے دل مین بھی نہ نکلا + غبار ہمکو تری طرف سے بھی نہ آیا + حرف رے اور نے کا مصرع ثانی سے تقطیع مین گر گیا عروض اور ضرب فاعلات ہو یہ وزن مکفوف مقصور ہو جاوے اور بجاے فاعلات کے مفاعلن بھی درست ہے اور یہ وزن مکفوف محذوف ہو جاویگا بحر جدید کہتے ہین کہ اس بحر کو بزرجمہر نوشیروان کے وزیر نے استخراج کیا ہے اور اسکو سبب نئے ہونے کے جدید کہتے ہین اور بعضے اسے بھی غریب کہتے ہین بہرصورت اسکی اصل فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن ہے بحر جدید مخبون فعلاتن فعلاتن مفاعلن مثال

شعر تیرے قد سے ہی صنوبر بس اب خجل + تیری زلفون سے ہمیشہ ہے شب خجل +

بحر مشاکل یعنی مانند کے ہی اور اسکو مشاکل اسواسطے کہتے ہین کہ یہ بحر بحر قریب کے مانند ہی ارکان مین اور فراق اسی قدر ہی کہ یہان فاعلاتن دو مفاعیلن پر مقدم ہے اور بحر قریب مین موخر ہی کیف اصل اسکی فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن ہے اُردو مین اس بحر کو کم استعمال کیا ہی بحر مشاکل مکفوف مقصور فاعلات مفاعیل مفاعیل مثال شعر بار غم کا اُٹھانا ہی بڑا آہ + داغ ہجر کو کھانا ہی بڑا آہ + تقطیع + بار غم ک فاعلات اُٹھانا ہی مفاعیل بڑا آہ مفاعیل + داغ ہجر فاعلات کو کھانا ہی مفاعیل بڑا آہ مفاعیل + رہے ہجر کے لفظ تقطیع مین متحرک ہو گئی ہی فاعلاتن اور مفاعیلن پہلے سے نون بسبب کف کے گرا ہی اور دوسرے مفاعیلن سے نون گر کر لام ساکن ہوا ہی بسبب قصر کے اور اگر فاعلات کی تے کو ساکن کرین تو یہ بھی مقصور ہو جاوے گا

بیان ان تین بحر کا ہو چکا اب خیابان پنجم کو شروع کیا جاتا ہے

خیابان پانچوان رباعی کے اوزان مین

معلوم کیا چاہیے کہ رباعی مخترع شعرائے عجم کی ہی اور اُردو گویون نے بھی فارسی گویون کی اتباع سے یہ وزن اختیار کیا ہی اور رباعی کا وزن مختص بحر ہزج کے ساتھ ہی اور اُسمین نو زحاف آتے ہین اور سبب اُن زحافون کے چوبیس وزن حاصل ہوتے ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ جو چار مصرع ان چوبیس وزن مین سے کسی وزن پر ہونگے اُنکو رباعی کہینگے نہ مطلق چار مصرع کو اور نہ اُن چار مصراع کو کہ کسی اور وزن پر ہون جیسے کہ طریقہ عوام کا ہی کہ جب دو بیت اسطرح کی کہ مصرع اول اور دوم اور چہارم ہم قافیہ ہو دیکھتے ہین اُسکو رباعی کہدیتے ہین

بہر کیف زحاف اوزان رباعی کے یہ ہین خرم اور خرب اور قبض اور کف اور ہتم
اور جب اور بتر اور شتر یہ آٹھ زحاف ہین اور خرم اور ہتم کا جمع کرنا نوان زحاف ہے
اب جاننا چاہئیے کہ مفاعیلن مین جب یہ زحاف واقع ہوتے ہین اُنسے کئی صورتین
حاصل ہوتی ہین اُنکی تفصیل یہ ہے مفاعیلن مین سے جب خرم کے میم گر پڑا فاعیلن رہا
اُسکو مفعولن سے بدل لیا اور جب بسبب خرب کے میم اور نون گر گیا باقی رہا فاعیل
کیونکہ خرب خرم اور کف کے جمع کرنے کو کہتے ہین کہ وہ میم اور نون گر گیا ہوتا ہی پس
مفعول سے بدل لیا اور جسوقت بسبب قبض کے پانچوان حرف ساکن گرا دیا
مفاعلن باقی رہا اور جسوقت بسبب کف کے ساکن ہفتم گر گیا مفاعیل
لازم مفہوم سے باقی رہا اور جسوقت بسبب حذف کے لن اخیر سے گر گیا مفاعی
باقی رہا اُسکو فعولن سے بدلا اور بسبب قصر کے نون فعولن کا گر کر ما قبل اُسکا ساکن
ہوگیا فعول لام ساکن سے باقی رہا یہ اہتم ہی کیونکہ حذف اور قصر کو جمع کرنے کو ہتم کہتے
ہین اور جسوقت بسبب جب کے دو نون سبب اخیر سے گر پڑے مفا رہا اُسکو فعل سے بدلا
اور جسوقت مجبوب یعنی مفا سے میم بسبب خرم کے گرا دی فا باقی رہا فع سے
بدل لیا اُسکو ابتر کہتے ہین اور جسوقت میم بسبب خرم کرا دریای تحتانی بسبب قبض کے
گر پڑی فاعلن رہا اسکو اشتر کہتے ہین اور جسوقت مفاعیلن مین سے میم بسبب خرم کے
گر گئی اور نون بسبب حذف کے ساقط ہوا فاعی رہا اور عی کی یای تحتانی بسبب قصر کے
گر کر عین ساکن ہوگئی فاع باقی رہا پس اجتماع حذف اور قصر کا ہتم ہوا اور خرم اور ہتم
اجتماع سے فاع حاصل ہوا مجموع ارکان مزاحف رباعی کہ اس تفصیل کے ساتھ
حاصل ہوتے ہین مفعولن اخرم مفعول اخرب مفاعیلن مقبوض مفاعیل مکفوف فعول اہتم فعل مجبوب

فع ابتر فاعلن اشتر فاع اجتماع خرم اور ہتم سے حاصل ہوا اوران نوارکان مزاحف
اور مفاعیلن سالم سے باہم ترکیب ہو کر رباعی کے اوزان چوبیس حاصل ہوتے ہین ان
چوبیس وزن مین سے بارہ وزن وہ ہین کہ انمین صدر اور ابتدا اخرب یعنی مفعول اور
بارہ وہ ہین کہ انکی صدر اور ابتدا اخرم یعنی مفعولن آتی ہے تفصیل بارہ اوزان
اخرب کی یہ ہے اول یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو مقبوض اور ایک
سالم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم ہووے اور وہ یہ ہے مفعول مفاعلن مفاعیلن
فاع دوسرا یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور ایک جزو حشو کا مکفوف اور ایک سالم اور
عروض اور ضرب اخرم اہتم اور وہ یہ ہے مفعول مفاعیل مفاعیل فاع تیسرا یہ کہ صدر
ابتدا اخرب اور دونون جزو حشو کے مکفوف اور عروض اور ضرب مجبوب اور
وہ یہ ہے مفعول مفاعیل مفاعیل فعل چوتھا یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور
ایک جزو حشو کا سالم اور ایک جزو اخرم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم وہ یہ
مفعول مفاعیلن مفعولن فاع پانچوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب
اور حشو کا ایک جزو مقبوض اور ایک جزو سالم اور عروض ور ابتدا ابترا ور وہ
یہ ہے مفعول مفاعلن مفاعیلن فع چھٹا یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو کا ایک
جزو مکفوف اور ایک سالم اور عروض اور ضرب ابتر ہو وہ یہ ہے مفعول مفاعیل مفاعیلن
فع ساتوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب ہو اور حشو کا ایک جزو سالم ہو اور ایک
اخرب اور عروض اور ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعول مفاعیلن مفعول فعول آٹھوان یہ ہے
کہ صدر اور اخرب اور حشو کا ایک جزو سالم اور ایک اخرم اور عروض
اور ضرب ابتر وہ یہ ہے مفعول مفاعیلن مفعولن نوان یہ ہے کہ صدر اور

ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو سالم اور ایک جزو اخرب اور عروض اور ضرب مجبوب وہ یہ ہے مفعول مفاعیلن مفعول فعل دسوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو مکفوف اور عروض ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعول مفاعیل مفاعیل فعول گیارہوان یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب ور حشو کا ایک جز مقبوض اور ایک مکفوف اور عروض اور ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعول مفاعلن مفاعیل فعول بارہوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب ور حشو کا ایک جزو مقبوض اور ایک جزو مکفوف اور عروض اور ضرب مجبوب وہ ہے مفعول مفاعلن مفاعیل فعل ان بارہ وزن کو آسانی سے سمجھنے کے واسطے یہ شکل شجرہ کے لکھتے ہین اسکو شجرہ اخرب کہتے ہین سب اوزان رباعی کے بیان کے بعد لکھا جائیگا تفصیل بارہ اوزان اخرم کی یہ ہے اول یہ کہ صدر اور ابتدا اخرم ہو اور حشو ایک جزو اشتر اور ایک سالم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم وہ یہ ہے مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع دوسرا یہ ہے کہ صدر اور ابتدا خرم اور حشو کا ایک جزو اخرب اور ایک سالم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم وہ ہے مفعولن مفعول مفاعیل فاع تیسرا یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اشتر اور ایک جزو مکفوف اور عروض اور ضرب مجبوب وہ یہ ہے مفعولن فاعلن مفاعیل فعل چوتھا وہ کہ صدر اور ابتدا اور حشو اخرم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم وہ ہے مفعولن مفعولن مفعولن فاع پانچوان یہ کہ صدر اور ابتدا اور حشو اخرم اور عروض اور ضرب ابتر وہ یہ ہے مفعولن مفعولن مفعولن فع چھٹا یہ کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اشتر اور ایک جزو سالم اور عروض اور ضرب ابتر وہ ہے مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع ساتوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اخرب اور ایک مکفوف اور

عروض اور ضرب اہتم اور وہ یہ ہے مفعولن مفعول مفاعیل فعول آٹھوان یہ کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اخرب اور ایک سالم اور عروض اور ضرب ابتر وہ یہ ہے مفعولن مفعول مفاعیل فع ـ نوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اخرم اور ایک جزو اخرب اور عروض اور ضرب مجبوب وہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اشتر اور ایک جزو مکفوف اور عروض اور ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعولن فاعلن مفاعیل فعولن اور بارہوان یہ کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اخرم ایک اخرب اور عروض اور ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعولن مفعولن مفعول فعل اور ان بارہ اوزان کو بھی بہ شکل شجرہ کے لکھتے ہین اور اسکو شجرۂ اخرم کہتے ہین صورت ان شجر کی یہ ہے

شجرۂ اخرب

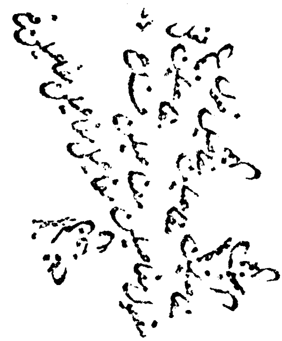

شجرۂ اخرم

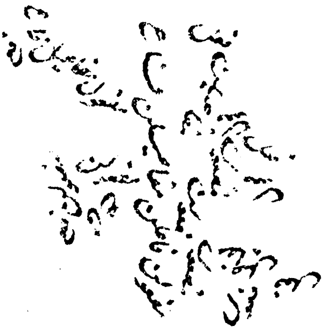

معلوم کیا چاہیے کہ ہر مصرع رباعی کا وزن علیحدہ ہونا اور شجرۂ اخرم کے اوزان کو آپس مین جمع کرنا بھی درست ہے اب اگر ہر وزن کے واسطے ایک ایک رباعی لکھی جاوے تو طول ہوتا ہے اسلیے دو رباعی واسطے مثال کے تحریر ہوتی ہین باقی کو اسی پر

قیاس کر لینا چاہئیے پہلی رباعی ایوان عدالت مین تمھاری پاشاہ + کیا ظلم کو ہو
دخل عیاذاً باللہ + شیشہ کا جو وان طاق سے رہتے ہی پاؤن + پتھر سے نکلتی ہی صدا
بسم اللہ + ہر مصرع اس رباعی کا شجرۂ اخرب کے دوسرے وزن پر ہے دوسری رباعی
یاران زمانہ کا نہ پوچھو کچھ کار + دو دن تک رہتا ہی بہت انکا پیار + جب دیکھتے
ہین کہ لیچکے مطلب دل + پھر کرتے ہین دوستی سے بالکل انکار + مصرع اول
اور چہارم شجرۂ اخرب کے پہلے وزن پر ہے اور مصرع دوسرا شجرہ اخرم کے دوسرے
وزن پر اور مصرع تیسرا شجرۂ اخرب کے بارھوین وزن پر - یہان یک فن عروض کا
تمام ہوا اور حتی الوسع ہر مطلب مین تفصیل بخوبی کی گئی ہی تاکہ مبتدیون کو اس فن
کا سمجھنا آسان ہو جاوے واللہ اعلم بالصواب

حدیقہ چوتھا قافیہ کے علم مین

قافیہ اُن کئی حرفون کا نام ہی کہ بیت کی ہر مصرع کے یا مصرع ثانی کی اخیر مین یا حکم
اخیر مین الفاظ مختلفہ کے اندر مکرر واقع ہوئی ہون اور مستقل نہون یعنی بغیر ضم ضمیرہ کے
نہ آتے ہون جیسے کار اور یار کہ اسمین حرف قافیہ کا ری اور الف ہی اور علیحدہ نہین
آیا بلکہ کار اور یار کے ضمن مین ہے اور کاف اور یے داخل قافیہ کے حرفون مین نہین
چنانچہ معلوم ہوجایگا اور اختلاف اُن لفظون کا تین طرح پر ہے یا باعتبار لفظ اور
معنی دونون کے مختلف ہون مثلاً زر داور درد یا باعتبار معنی کے لفظ کے فقط
کہ ایک جا بمعنی آواز کے اور دوسری جا بمعنی قصد کے ہووے یا باعتبار لفظ کے فقط
جیسے سرد اور ہرد معلوم کیا چاہئیے کہ قافیہ اخیر مین وہان ہوتا ہی کہ جس شعر مین ردیف نہو
اور حکم اخیر مین وہان ہوتا ہی کہ بعد قافیہ کے ردیف بھی ہو اور بے استقلال ہونیکی قید

اسواسطے ہی کہ یہ تعریف ردیف پر صادق نہ آئے کسواسطے کہ ردیف کلمہ مستقل ہوتی ہے اور اُسکا حال مفصل بیان ادر تکرار کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر ایک مصرع کے اخیر مین لفظ بار اور کار یا درد اور زرد اور سوا سے اسکے واقع ہووے پس اُسکو قافیہ نہین کہہ سکینگے ادر حال یہ ہی کہ وہ قافیہ ہی کسواسطے کہ مصرع کلام موزون ہی اُسپر اطلاق شعر کا درست ہی اور شعر بدون قافیہ کے معتبر نہین ہوتا پس اسکا جواب دو طرح پر ہی اول یہ کہ بعضون کے نزدیک قافیہ شعر کی تعریف مین داخل نہین ہے بلکہ ایک امر عارضی کی شرایط سے ہی یعنی قافیہ سے یہ معلوم ہوجاتا ہی کہ وہ مطلع ہی یا غیر مطلع اور غزل ہی یا مثنوی یا سوا اسکے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ وہان یہ اعتبار کرلینگے کہ اگر دوسرا مصرع اُسکے ساتھ لگائینگے اسکے اخیر مین فلان لفظ ہوگا پس اس اعتبار سے تکرار لازم آگئی ہی معلوم کیا چاہیئے کہ قافیہ کی تعریف مین بہت بحث ہی بیان اُسکا تحریر کرنا بتدیون کو مفید نہین ایک رسالہ مترجم نے زبان فارسی مین تالیف کیا ہے سب اُمور اُسمین بالاستیعاب مذکور کیے ہین اگر کسی شائق کو اسکی تفصیل منظور ہو اسکو مطالعہ کرے بہرکیف مشہور یہ ہے کہ قافیہ کے نو حرف ہین یعنے قافیہ اُن نو حرفون مین سے کوئی حرف ہوتا ہی خواہ ایک حرف ہو خواہ زیادہ اور یہ بھی نہہے کہ سب نو حرف ایک جا جمع ہوتے ہین چنانچہ اسکا حال مفصل معلوم ہوجائیگا اور ان نو حرفون مین سے ایک حرف بیچ مین ہوتا ہی اُسکو روی کہتے ہین اور چار حرف اسکے پہلے اور چار اُسکے بعد آتے ہین اور وہ پہلے چار مع حرف روی کے حروف اصلی کلمہ کے ہوتے ہین اور چار اُسکے بعد زاید ہوا کرتے ہین اور قافیہ کے کئی نام ہوتے ہین اور چند امور ایسے ہوتے ہین کہ قافیہ مین اُنسے احتراز چاہیئے

کہین بر سبیل وجوب کے اور کہین بر سبیل جواز کے ان سب کا حال کئی شعبون مین مذکور کیا جاتا ہے

شعبہ پہلا حروف قافیہ کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ روی اُس لفظ کے اخیر کو کہتے ہین کہ مصرع یا بیت کے اخیر مین واقع ہوا ہو اور وہ حرف غالباً اصلی ہوتا ہی اور کبھی حرف زائد کو حکم مین اصلی کے اعتبار کرتے ہین جیسے درد اور زرد کہ انکی دال اصلی ہے اور نقش اور کشش مین اول کا شین اصلی اور دوسرے کا شین مصدری زاید ہے مگر چونکہ مقابل مین حرف اصلی کے واقع ہوا ہی اُسکو بھی روی اعتبار کیا ہی اور حکم مین حرف اصلی کے ٹھہرالیا ہی اور آٹھہ حرف کہ روی کو لاحق ہوتے ہین اُنمین سے چار حرف اُسکے پہلے ہوتے ہین اور چار اُسکے بعد پہلے چار حرفون مین سے ایک ردف ہے اور دوسرا قید اور تیسرا تاسیس اور چوتھا دخیل اور وہ چار کہ روی کے بعد آتے ہین ایک اُنمین سے وصل ہے اور دوسرا خروج اور تیسرا مزید اور چوتھا نائرہ بیان ہر ایک کا مفصل یہ ہے ردف رے کے کسرہ سے الف اور ایسے واو ماقبل مضموم اور یاے تحتانی ماقبل کو کہتے ہین کہ اُنکے اور روی کے بیچ مین کوئی اور حرف واسطہ نہو اور اگر ہو تو حرف ساکن ہو اول مثل کار اور بار دور اور شور دیر اور سیر اور یہ حروف غالباً اصلی ہوتے ہین اور کبھی یہ حروف زائد بھی ہوتے ہین اور زائد ہونا اُس صورت مین ہے کہ روی کا حرف بھی زائد ہو اور حکم مین حرف اصلی کے اعتبار کر لیا ہو مثلاً ایک مصرع مین قافیہ دین ہو اور دوسرے

شعر مین زرین نون وین کا اصلی ہے اور نون زرین کا زائد کسواسطے کہ زر کے
ساتھ یاے تحتانی نسبت کیواسطے لاحق ہوئی ہے اور نون غنہ بھی یاے نسبت کے
ساتھ لاحق ہوگیا ہے پس جب نون زرین کا روی ٹھہرا یاے تحتانی اسکے مقابل
مین وین کے لی کے حرف ردف کے حکم مین معتبر ہوئی یہ فائدہ جلیلہ ہے اور اس
فن کی کتابون مین لکھا ہے اور دوسرا مثل دوست اور پوست کے کہ تاے
لی روی ہے اور واو ردف اور سین ردف اور روی مین واسطہ واقع ہوا ہے
جو ردف کہ اسمین اور روی مین کسی حرف کا واسطہ ہو اسکو علی الاطلاق ردف
کہتے ہین اور اس حرف ساکن کو ردف زائد اور ردف زائد چھ حرفو ردف
اصلی کہتے ہین اور اس حرف ساکن کو ردف زائد اور ردف زائد چھ حرفون
مین سے کوئی حرف ہوتا ہے وہ چھ حرف یہ ہین خے نقطہ دار اور رے بے نقطہ
اور سین بے نقطہ اور شین نقطہ دار اور فے اور نون مثل دوخت اور سوخت
اور آرد اور کارد اور دوست اور پوست اور داشت اور کاشت بافتہ اور یافتہ
اور راندہ اور ماندہ اور خواجہ نصیر الدین طوسی نے رسالہ معیار الاشعار مین اس
حرف کو ردف مین داخل نہین کیا بلکہ روی مین داخل کیا ہے اور روی مضاعف
نام رکھا ہے یعنے روی دوچند معلوم کیا چاہیئے کہ واو اور یاے تحتانی ردف کی کبھی
معروف ہوتی ہے اور کبھی مجہول معروف وہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ انکے ماقبل کا کھینچ کر
پڑھا جاوے جیسے ضمہ جور اور دور کا اور کسرہ شیر اور میر کا اور مجہول وہ ہے
کہ ضمہ اور کسرہ انکے ماقبل کا کھینچ کر پڑھا نہ جاوے جیسے ضمہ کور اور شور کا اور کسرہ
دیر اور زیر کا ان دونون کا جمع کرنا بھی جائز ہے مثال ضمہ کی ان دو شعرون مین

سوداکے سے ہر سنگ مین شرار ہی تیرے ظہور کا + موسیٰ نہین کہ سیر کرون کوہ طور کا +
ہمتو قفس مین آن کے خاموش ہورہے + ای ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا + مثال
کسرہ کی اس شعر مین سے رحم کے قابل ہے ظالم حال اس نخچیر کا + جلد چھوڑ اک
ہاتھ کب ہنگام ہے اب ذبح کا + قید حرف ساکن ہے ردف کے سوا خواہ واو
ماقبل مفتوح اور یاے تحتانی ماقبل مفتوح ہو خواہ سوا انکے اور حرف اور تاسیس
اور روی کے بیچ مین کوئی اور حرف نہو جیسے داد و داور غور کے دال اور غین کے
نحتے اور رے وردا ور زروی اور سوا اسکے یہ حروف بارہ ہین بے اور خے نقطہ
دار اور رے بے نقطہ دار اور زے نقطہ دار اور سین بے نقطہ دار اور شین نقطہ دار
اور فے اور نون اور واو اور غین نقطہ دار اور ہاے ہوز اور یاے تحتانی جیسے
ابر اور گبر کاف فارسی سے بمعنی آتش پرست کی اور سخت اور تخت اور درد اور زرد
رزم اور بزم مست اور دست دشت اور گشت مغز اور نغز جفت اور مفت ہند
اور سند دور اور غور فتح ماقبل سے پیک اور لیک یہ فارسی کی لفظون کا حال ہے
والا عربی کے لفظون مین اور حرف بھی قید کی واقع ہوتے ہین مثل عین اور میم
اور قاف اور سوا انکے جیسے شعر اور قعر اور عقل اور نقل اور عمر اور خمر - تاسیس
الف کا نام ہے کہ تاسیس اور روی کے بیچ مین ایک حرف متحرک ہو جیسے کہ کامل اور
شامل کا الف کہ میم تاسیس اور روی مین واسطہ ہے اور یہ حرف صنعت لزوم
مالایلزم کے قبیل سے ہے کہ علم بدیع مین مفصل حال اس صنعت کا معلوم ہو چکا پس تکرار
اس الف کی واجب نہین مگر لازم کرلین اور اگر لازم نہ کرلین تو قافیہ کامل کا
دل کے ساتھ بھی درست ہے دخیل وہی حرف متحرک ہے کہ الف تاسیس اور روی مین واسطہ

ہوتا ہی جیسے میم کامل اور شامل کا اور ذیل مین تخصیص حروف کی ضرور نہین کسواسطے
کہ قافیہ کامل کا جاہل اور عادل کے ساتھہ ہوسکتا ہی اور ایک حرف کا لازم کرلینا
بھی لزوم مالایلزم کے قبیل سے ہے وہ چار حرف کہ روی سے پہلے واقع ہوتے ہین
اُنکا بیان ہوچکا اب جو حرف کہ بعد روی کے آتے ہین مذکور کیے جاتے ہین ایک اُنمین
سے وصل دوسرا مزید تیسرا خروج چوتھا نائرہ ہی اور یہ حرف ہمیشہ زائد ہوتے ہین کسواسطے
کہ روی کہ حروف مین سے حرف اخیر کا نام ہی پس جو حرف بعد اُسکے آویگا زاید ہی
ہوگا اب سنا چاہئیے کہ وصل اُس حرف کو کہتے ہین کہ روی کے ساتھہ متصل ہووے
اور مزید وہ کہ وصل سے متصل ہووے اور خروج وہ کہ مزید سے متصل ہووے
نائرہ وہ کہ جو خروج سے متصل ہووے اور ان حرفون مین سے بجز وصل کے
اشعار اُردو مین واقع نہین ہوتا اور وہ بھی اغلب بعضین الفاظ مین ہوتا ہی کہ فارسی
مین مثلاً خفتہ اور نہفتہ کہ تے حرف روی کا ہی اور ہاے ہوز حرف وصل کا کہ زاید ہے
اور تین حرف باقی اشعار فارسی مین اکثر الوقوع ہین اُسکی مثالین بھی فارسی مین
تلاش کرنی چاہئین اور چونکہ اشعار اُردو مین نہین آتے اُنکی مثال اُردو کے
اشعار مین نہین ہے اسواسطے اُنکا بیان ترک کرتے شعبہ دوسرے کو لکھتا ہون

شعبہ دوسرا حروف قافیہ کی حرکتون کے بیان مین

معلوم کیا چاہئیے کہ حروف قافیہ کی حرکتون مین سے ایک توجیہ ہی اور وہ حرف
روی کے ماقبل کی حرکت کا نام ہی بشرطیکہ روی ساکن ہو جیسے سر اور گر کے سین
اور کاف کا فتحہ اس حرکت کا اختلاف درست نہین ہے مگر جبکہ روی بسبب حرف
وصل کے متحرک ہوجاوے مثلاً ایک جا ہے مسافری اور دوسری جاے جوہری

کہ نفے مسافری مکسور ہے اور جوہری کی مفتوح اور روف اور قید کے ماقبل کی حرکت کو حذو کہتے ہین پس یہ حرکت روف مین الف کے ماقبل فتحہ اور واو کے ماقبل ضمہ اور یاے تحتانی کے ماقبل کسرہ ہوتا ہے اور قید مین بھی یہ تینون حرکتین حذو ہوتی ہین جیسے دست اور رست مین فتحہ اور چست اور شست مین ضمہ اور ہند اور سندھ مین کسرہ اور وہ حذو کہ ردف کے ساتھ ہو اُسکا اختلاف درست نہین مگر جو کہ قید کے ساتھ ہوگی اُسکا وہان اختلاف جب درست ہے کہ روی متحرک ہو جاوے جیسے آہستہ اور بستہ اور رشتہ ہای ہوز کا کسرہ اور یاے موحدہ کا فتحہ اور رشتہ کی شین کا ضمہ اور الف تاسیس کے ماقبل کی حرکت کا رس اور وصل کی حرکت کا اشباع نام رکھتے ہین اور اشباع کا اختلاف بھی روی کے متحرک ہونیکی صورت مین درست ہے مثلاً مشاطری اور برابری مین تاے بے نقطہ مکسور اور یاے موحدہ مفتوح ہے اور جب روی بسبب حرف وصل کے متحرک ہو جاوے اُسکی حرکت کو مجری کہتے ہین جیسے ہمسری اور افسری کی رے کی حرکت یعنی کسرہ اور جب وصل اور خروج سے متصل ہو جاوے اُسکی حرکت کو نفاذ کہتے ہین مگر ازبسکہ حرف خروج کا اشعار اردو کے قافیہ مین خود ہی نہین واقع ہوا اسی واسطے یہ حرکت بھی نہین واقع ہوسکتی پس اشعار اردو کے قافیہ مین پانچ حرکتین پہلی آسکتی ہین جیسے معلوم ہو چکا

شعبہ تیسرا روی کے اوصاف کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ روی جب ساکن ہو مثل سر اور گر کی رے ایسی روی کو مقید کہتے ہین اور جب بسبب وصل کے متحرک ہو جاوے اُس روی کو مطلق کہتے ہین جیسے خفتہ اور بنفتہ کی تے کہ متحرک ہے اور اگر روی کے ساتھ کوئی اور حرف حروف ماقبل سے ہے

یا حروف مابعد مین سے متصل ہوگا اُسکو روی مجرد کہینگے جیسے وہی سر کا کہ اُسمین رے
کے سوا کوئی اور حرف قافیہ کا نہین ہے پس روی مجرد ہے اور بسبب ساکن ہونے کے
روی مقید بھی اس سے اور اگر کوئی حرف قافیہ دوسرا بھی ہوگا اُس حرف کے ساتھ
اُسکو منسوب کرینگے مثلاً کار اور بار مین رے کو روی مقید مع ردف کے
اور دست اور مست مین تے کو روی مقید مع حرف قید کے اور کامل اور شامل
مین لام کو روی مقید مع تاسیس کے اور اسی طرح سے باری کے لفظ مین رے کو روی
مطلق مع قید کی ردف کے اور دستی اور مستی مین روی مطلق مع قید کے اور
کاہلی اور جاہلی مین روی مطلق مع تاسیس کے کہینگے

شعبہ چوتھا قافیہ کے عیبون کے بیان مین

عیب قافیہ کے کئی طرح پر ہین ایک اُنمین سے یہ ہے کہ ایک جاے مین روے
حرف اصلی ہو اور دوسری جاے مین حرف زائد کو بتکلف روی کر لیا ہو جیسے مثلاً
کالی اور لالی کہ یاے تحتانی کالی کی اصلی ہے اور لالی کی زائد ہے اور اسی قبیل سے ہے
یہ شعر بھی شعر آپ کو کہتا ہے بیدل عشق مین بیتاب غیر + ہاے صد افسوس پر تیرے
بھی پہونچا تا بغیر + یعنی تا بغیر مین بے نقطہ تا سے متصل ہوکر حکم مین روی کے ہوگئی
اور اسمین عیب ایک اور اعتبار سے بھی ہے کہ پہلے قافیہ مین روی ساکن ہے اور
دوسرے قافیہ مین روی متحرک اور عیب دوسرا یہ ہے کہ حرکت توجیہ کی مختلف ہو
جیسے مسافری اور جوہری مین اس عیب کا نام اقوی ہے عیب تیسرا اختلاف
روی کا اور یہ عیب فاحش ہے اور کسی طرح سے درست نہین مگر جبکہ دونون روی
قریب المخرج ہون جیسے خشک اور رگ اور لب اور تپ اور سیاہ اور صباح اور

ہیئات اور واس و رحق یہ ہے کہ کاف فارسی اور تازی اور ایسی ہی یائے فارسی اور تازی کے اختلاف کا مضائقہ نہین اور سیاہ اور صباح وغیرہ کا اختلاف ہرگز مناسب نہین اس عیب کو یعنی اختلاف ردی کو اکفا کہتے ہین یہ چوتھا اختلاف روف کا جیسے کوئی شخص کار کو دور کے لفظ کے ساتھ قافیہ کردے اور یہ اختلاف کسی طرح سے جائز نہین ہے عیب پانچوان اختلاف حرف قید کا خواہ دونون قریب المخرج نہون جیسے لفظ شعر کا قافیہ عمر کے ساتھ خواہ ہون جیسے بحر اور شہر اور یہ بہت معیوب نہین ہے کسواسطے کہ فارسی اشعار مین بہت آیا ہے عیب چھٹا یہ کہ حرکت اشباع کی یعنی حرکت دخیل کی مختلف ہو بشرطیکہ روی مقید ہو جیسے کابل کو تجاہل کے ساتھ قافیہ کیا جاوے عیب ساتوان اختلاف حذو کا جیسے نور بالضم کو دور بالفتح کے ساتھ قافیہ کرین اور تین عیب یعنی اختلاف قید اور اختلاف اشباع اور اختلاف حذو کو سناد سین مہملہ کے کسرہ سے کہتے ہین عیب آٹھوان یہ ہے کہ ایک کلمہ کو مکرر مذکور کرین ایک معنی مین اسکو ایطا کہتے ہین مثلاً مصرع اول مین فانہ کو قافیہ کرین اور مصرع ثانی مین بھی اسی کو قافیہ کرین اور اسکو شایگان بھی کہتے ہین اور ایطا دو قسم ہے ایک اول خفی اور دوسرا جلی خفی وہ ہے کہ تکرار کلمہ کی اسمین خوب ظاہر نہو جیسے دانا اور بینا کہ ہرچند الف اسمین زائد اور مکرر ہے لیکن بسبب کثرت استعمال کے جزو کلمہ معلوم ہوتا ہے اور جلی وہ ہے کہ اسمین تکرار کلمہ کی ظاہر ہو جیسے ستمگر اور کاریگر کہ گر کا زائد اور مکرر ہونا خوب ظاہر ہے اور ایطائے جلی سخت عیب ہے ایسے قافیہ کا ایک بیت مین لانا ہرگز درست نہین مگر غزل یا قصیدے مین کئی شعر کے بعد لانے کا مضائقہ نہین عیب نوان یہ ہے کہ قافیہ باعتبار معنی کے اپنے مابعد پر موقوف ہو

اسکو تضمین کہتے ہین اسکی مثال یہ ہے ؎ رکھتا تو ہے ہر چند ستمگر تو یاد + عاشق کے مزار پر جفا سے آلا + اتنا بھی سمجھ لے کہ دل سوختہ کا + وہ شعلہ بھڑکتا ہے کہ سوزان ہی گیا لفظ الا کا مابعد یعنی مصرع ثالث سے متعلق ہے اور اسکا سمجھنا مابعد پر موقوف ہے مگر مترجم کے نزدیک اسکے عیب مین داخل ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے عیب دسوان یہ ہے کہ قافیہ کو قصیدہ یا غزل مین بدل ڈالین اور یہ سخت عیب ہے لیکن اگر اسکے بدل لینے پر کوئی اشارت کردین تو عیب نہین رہتا چنانچہ متاخرین اکثر بعد غزل تمام کرنے کے اُس قافیہ کے غیر مین غزل تحریر کرنے کے ارادہ پر مقطع مین اشارہ کر دیتے ہین عیب گیارہوان وہ ہے کہ ایک لفظ کو دو ٹکڑے کرکے ایک جزو کو قافیہ مین اور دوسرے کو ردیف مین داخل کرین اسکو قافیہ معمول کہتے ہین چنانچہ اس شعر مین

؎ وہ شوخ سیم تن مرے ملنے سے کیا ہو خوش مانے اشرفی ہو پاس مرے اور نہ روپیے

اس شعر سے پہلے شعرون مین تو ہے اور لو ہے قافیہ اور ردیف ہے اور اس شعر مین روپیہ کے لفظ کی دو جزو کرکے لفظ رو کو قافیہ اور پیے کو ردیف مین داخل کر دیا

شعبہ پانچوان قافیہ کی تقسیم مین باعتبار وزن کے

معلوم کیا چاہیے کہ اگر قافیہ مین دو ساکن متصل واقع ہوئے ہون اُس قافیہ کو مترادف کہتے ہین جیسے غدیر اور امیر کہ حرف رے کا اور یاے تحتانی متصل واقع ہوئے ہین اور دونون ساکن ہین اور اگر ان دونون ساکن کے بیچ مین ایک متحرک واسطہ و اُس قافیہ کو متواتر کہتے ہین جیسے محرم اور مرہم کہ اول مین حاے حطی اور میم کے بیچ مین حرف رے کا اور دوسرے مین رے اور میم کے بیچ ہاے ہوز واسطہ ہے اور متحرک ہے اور اگر ان دو ساکن کے بیچ مین دو متحرک حرف واسطہ ہون اُسکو متدارک

کہتے ہین جیسے برگ تر اور فرق سر کہ اول مین دونون رے بے نقطہ کے بیچ مین گاف
اور تے فوقانی واسطہ ہین اور دونون متحرک ہین اور دوسرے ہین دونون رے کے
بیچ مین قاف اور سین واسطہ ہین اور دونون متحرک ہین اور اگر ان دو ساکن کے
بیچ مین تین متحرک واسطہ ہون اسکو قافیہ متراکب کہتے ہین جیسے روز ازل اور
اوج زحل کہ اول مین واو اور لام کے بیچ مین زے نقطہ دار اور الف اور زے
نقطہ دار واسطہ ہین اور تینون متحرک ہین اور دوسرے مین واو اور لام کے
بیچ مین جیم اور زے نقطہ دار اور حاے حطی واسطہ ہین اور متحرک ہین اور ایک
قسم قافیہ کی اور ہے کہ اسکو متکاوس کہتے ہین یعنی دو ساکن کے بیچ مین چار متحرک
واسطہ ہون مگر اس قسم کے الفاظ فارسی مین بھی نہین آتے ہے جاے الفاظ اردو
اور عرب کے قافیون کے ساتھ خاص ہے اسواسطے اسکی مثال یہان قوم نہین کی
گئی معلوم کیا چاہیے کہ یہ تقسیم ظاہرا موافق خلیل ابن احمد عروضی کی تعریف کے ہے اور
خلیل ابن احمد کے موافق حد قافیہ کے بیت کی حرف اخیر سے ساکن اول تک ہے
کہ اسکے ماقبل ہو پس لفظ غدیر مین حرف یاے تحتانی اور رے بے نقطہ قافیہ ہے
کسواسطے کہ غدیر مین پہلا ساکن ماقبل روی کے یاے تحتانی ہے اور لفظ محرم مین حاے
حطی اور رے بے نقطہ اور میم اور برگ تر مین پہلے رے بے نقطہ اور کاف اور تے
اور رے بے نقطہ اخیر کی اور اوج زحل مین واو اور جیم اور زے نقطہ دار اور حاے حطی اور لام
قافیہ ہے لیکن اس صورت مین یہ امر لازم آتا ہے کہ حروف قافیہ کے نو مین محصور نہین
رہتے بلکہ زیادہ ہو جاتے ہین کسواسطے کہ محرم مین حے اور رے اور برگ تر مین سے
اور کاف اور تے اور اوج زحل مین واو اور جیم اور حے اس تعریف کی موافق قافیہ مین داخل ہین

اور چاہیئے کہ ان حرفون کا بھی کچھ نام ہوتا اور حال یہ کہ کسی کے نزدیک انکے واسطے نام نہین ہے جب یہ معلوم ہو چکا اب چاہیئے کہ قافیہ مترادف بحر ہزج مین جب ہوتا ہی کہ عروض اور ضرب مقصور ہو یعنی مفاعیل لام کے سکون سے یا ابتر ہو یعنی فعول لام کے سکون سے مثال سے بدلا ہوا اور بحر رمل مین جب ہوتا ہی کہ مقصور ہو یعنی فاعلات تے کے سکون سے یا مشعث ہو یعنی مفعولن مفاعلتن سے بدلا ہوا کیونکہ فاعلتن بسبب سکون لام کے مستعمل نہ تھا اور بحر مضارع مین قصر اور تسبیغ کی حالت مین کسواسطے کہ مضارع مسدس کے اخیر مین مفاعلن ہے اور وہ جب مقصور ہوگا مفاعیل سکون لام کے ساتھ باقی رہیگا اور جب مسبغ ہوگا مفاعیلان ہو جائیگا اور بحر سریع مین وقف کی حالت مین کسواسطے کہ وقف سے جب تے مفعولات کی ساکن ہوئی مفعولان سے اسکو بدل لیا اور بحر رجز مین تذال ہونے کی حالت مین کسواسطے مستفعلن بسبب الف زیادہ کرنے کی مستفعلان ہو جائیگا اور بحر متقارب مین قصر کی حالت مین یعنی جسوقت فعولن سے فعول لام ساکن ساتھ رہجاوے اور قافیہ متواتر بحر ہزج مین جب واقع ہوتا ہے کہ عروض اور ضرب یا سالم ہون یعنی مفاعیلن یا محذوف ہون یعنی فعولن بدلا ہوا مفاعی سے اور بحر رجز مین جبکہ مقطوع ہون یعنی مفعولن مستفعل سے بدلا ہوا بسبب سکون لام کے اور بحر رمل مین جبکہ سالم ہون یعنی فاعلاتن یا مخبون ہون یعنی فعلاتن بدون الف کی یا مقطوع ہون یعنی فعلن عین ساکن سے کسواسطے کہ فعلاتن مین قطع اسطرح سے ہوتا ہی کہ اسکے آخر سے سبب خفیف گرا دین اور اسکے وتد مجموع مین سے حرف ساکن کو گرا کر اسکے ماقبل کو ساکن کرین پس اس صورت مین فاعل لام ساکن کے ساتھ باقی رہتا ہی اسکو فعلن سے بدل لیا کرتے ہین

اور بحر مضارع مین جب واقع ہوتا ہی کہ عروض اور ضرب سالم ہون یعنی فاع لاتن
منفعل اور بحر متدارک مین جبکہ مقطوع ہون یعنی فعلن علن کے سکون سے
بدلا ہوا اُس فاعل سے کہ فاعلن سے بسبب نون کے گرنے کے اور لام کے
ساکن ہو جانے کے باقی رہا تھا اور بحر متقارب مین جبکہ سالم ہون یعنی فعولن اور
رباعی مین ابتر یعنی فع کیونکہ اسکے ماقبل یا مفاعیلن آویگا یا مفعولن پس مفاعیلن
یا مفعولن کے نون اور فع کے عین کے بیچ مین ایک حرف متحرک واقع ہو گیا
اور قافیہ متدارک بحر رجز مین جب آتا ہو کہ سالم ہون یعنی مستفعلن یا مخبون یعنے
مفاعلن بدلا ہوا مستفعلن محذوف السین سے اور بحر رمل مین محذوف یعنی فاعلن
بدلا ہوا فاعلا سے اور بحر متدارک مین جبکہ سالم ہون یعنی فاعلن اور بحر مضارع مین
جبکہ محذوف ہون یعنی فاع لن بدلا ہوا اُس فاع لا سے کہ فاع لاتن منفعل سے
باقی رہا ہی اور بحر سریع مین جبکہ مطوی مکسوف ہون یعنی فاعلن کسواسطے کہ مفعولات
سے جب ساکن جو تھا یعنی واو بسبب طے کے اور تاے فوقانی بسبب کسف
کے گر پڑی مفعلا باقی رہا اُسکو فاعلن سے بدل لیا اور بحر منسرح مثمن مین بھی مطوی
مکسوف کسواسطے کہ عروض اور ضرب اسمین مفعولات اور طے اور کسف سے
مفعلا رہکر فاعلن سے بدلا جائیگا اور بحر ہزج مین جبکہ مخبون ہون یعنے مفاعلن اور
متقارب مین محذوف یعنی فعل بدلا ہوا فعو سے کسواسطے کہ اسکے پہلے فعولن
ہوگا پس فعولن کے نون اور فعل کے لام کے بیچ مین دو متحرک واقع ہوے اور
بحر کامل مین سالم یعنی متفاعلن یا مضمر یعنی مستفعلن بدلا ہوا متفاعلن مضمر سے
یعنی جونکہ اُسکی تے بسبب اضمار کے ساکن ہوتی تھی مستفعلن سے بدلا گیا اور قافیہ

متراکب بحر زمین لشبرط عروض اور ضرب کے مطوی واقع ہونے کے آتا ہے یعنے
متفعلن اور قافیہ متکاوس اشعار فارسی مین بھی نہین آتا چہ جائے اشعار اُردو کے
اِسواسطے اسکی مثال مرقوم نہین ہوئی

شعبہ چھٹا ردیف کے بیان مین

ردیف وہ لفظ ہو کہ بعد قافیہ کے واقع ہو خواہ ایک کلمہ ہو خواہ زیادہ اکثر اس
بات پر ہین کہ ردیف سبب ہی متحد المعنی چاہیئے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ اگر ردیف
باعتبار معنی کے مختلف ہو مضایقہ نہین اور یہ امر حق ہی کسواسطے کہ فارسی اشعار مین
اسطرح کی ردیف کثیر الوقوع ہی اور اگر کوئی کہے کہ ایسے لفظ کو کہ بعد قافیہ کے
متحد اللفظ اور مختلف المعنی ہو اُسکو ردیف کہنا کیا ضرور ہی چاہیئے کہ اُسکو بھی قافیہ کہین
اور وہ شعر ذو قافیتین ہو کسواسطے کہ قافیہ کے ہونے کے واسطے اختلاف معنی کا
بھی کفایت کرتا ہے۔ ہم کہتے ہین کہ اگر فقط ایک شعر مین یہ امر ہو تو یہ کہنا بھی ممکن
ہے اور اگر غزل مین ایک ردیف اس صفت کے ساتھ ہووے اور باقی ردیفین
متحد المعنی وہان ذو قافیتین اعتبار کرنا درست نہین بہرکیف مثال ردیف
متحد المعنی کی اس شعر مین سودا کے شعر جی مراجہ سے یہ کہتا ہے کہ ٹل جاؤنگا +
ہاتھ سے اس دل نالان کے نکل جاؤنگا + ٹل اور نکل قافیہ ہی اور جاؤنگا ردیف
اور مثال ردیف متحد اللفظ اور مختلف المعنی کی یہ شعر شعر مرین ہم اوبجے بزم یارین
قانون + یہ دیکھتے ہین عجب اس دیار مین قانون + پہلے مصرع مین قانون بمعنی ساز کے
اور دوسرے مصرع مین بمعنی قاعدہ کے اور یہ اشعار سودا کے قصیدہ کی اسی طرح کی
ردیف رکھتے ہین مطلع شل زبان خامہ ہین گرچہ بنی وا ام دو + معنی تو انہین ایک ہے

گوکہ ہووے بنام دو + اور بعد چند اشعار کے یہ شعر کہا ہی شعر چاہے تھی طبیع
میری یون طول دے اس کلام کو + کیسے بنی علی سے یون اسکا صلہ تمام دو +
اور باقی اشعار مین دو معنی عدد کے ہی اور اس شعر مین دنیے سے مشتق ہے اور
کبھی تمام شعر قافیہ اور ردیف ہی ہوتا ہی سے سر اپنا نثار فرق جانان کیجیے + زر
اپنا نثار فرق جانان کیجیے + گھر کافی ہی ایک کوے دلدار ہین + گھر اپنا نثار فرق
جانان کیجیے + اور اختلاف ردیف کا باعتبار لفظ کے ہرگز درست نہین لیکن بعد
اشارہ کے اگر ردیف کا باعتبار لفظ کے ہرگز کو بدل دین مضائقہ نہین چنانچہ
اردو گویون کی رسم ہی کہ ایک غزل لکھکر مقطع مین اشارہ کرکے دوسری غزل
ردیف بدل کر کہتے ہین اور چونکہ یہ امر بہت شہرت رکھتا ہی اسمین احتیاج مثال کی
نہین اور کبھی دو قافیتین شعر مین دونون قافیہ کے بیچ مین ردیف لاتے ہین
اس ردیف کو حاجب کہتے ہین اور یہ ایک قسم صنائع لفظی کی ہی اسکی مثال علم
بدیع کے شجرہ مین مذکور ہو چکی اور یہ شعر بھی اسی قبیل سے ہے شعر چھٹنا ترا خیر سے
ہے یار اب معلوم + ہم پھرتے ہین پر بہر دیار اب محروم + اس مقام مین حدیقہ چوتھا

قافیہ اور ردیف کے علم کا تمام ہوا

حدیقہ پانچوان معمی کے فن مین

معلوم کیا چاہیے کہ یہ فن ایک شعبہ ہی بدیع کا اور معما ایک صنعت ہی صنائع لفظی سے
لیکن ازبسکہ اس فن کے قواعد اور فروع اسکے منتشرہ ہین گویا بر اسے ایک فن علیحدہ
معلوم ہوتا ہی اور یہ فن طبائع فہیم کے نزدیک الطف فنون کا اور الذ اشیا کا ہے
لیکن چونکہ بیشتر اشخاص کو بسبب دقت کی اس طرف رغبت کم ہی اسواسطے صاحب مناقب ولا

بوٹرس صاحب پرنسپل بہادر دام اقبالہ کا ارشاد اس طرح پر ہوا کہ اس فن کو ترک کرنا چاہیے
اس سبب سے مترجم بموجب اس عبارت کے کہ المامور معذور اس حدیقہ کے ترجمہ
سے ہاتھ اُٹھا کر خاتمہ کا ترجمہ کرتا ہے

خاتمہ کتاب کا سرقات شعری یعنی شعر کی چوری کے بیان مین

شعر کی چوری یہ ہے کہ دوسرے شاعر کے شعر کا مضمون فقط لیکر شعر مین باندہ لین
یا اُسکا شعر اپنی طرف منسوب کر لین اور یہ کئی طرح پر ہے اُسکا حال بتفصیل آویگا معلوم
کیا چاہیے کہ بیان کرنا اغراض مختلفہ کا درمیان شعرا کے شائع ہے مثلاً کسی کی مدح
سخاوت یا شجاعت کی مدح بخل یا نامردی کی یہ چوری مین داخل نہین یعنی اگر کسی نے
کسی کی سخاوت یا شجاعت کی مدح کی پھر دوسرے نے بھی انھین مین سے کسی
چیز کی مدح کی تو یہ نہین کہینگے کہ اُسنے اُس پہلے شاعر کا مضمون چورا لیا کسواسطے کہ
یہ امر عادت مین داخل ہو گیا ہے انھین چیزون کی مدح بیان کرینگے فصیح اور غیر فصیح اسمین
شریک ہے لیکن وہ امور کہ اغراض پر دلالت کرین مثل استعارہ اور تشبیہ اور کنایہ البتہ اُنکا
سرقہ ہو سکتا ہے یعنی اگر ایک شخص نے ایک تشبیہ یا استعارہ اختراع کیا اور دوسرے نے بھی
اُسی کو استعمال کیا تو کہہ سکتے ہین کہ اُسنے اُس پہلے شاعر کی تشبیہ یا استعارہ کو چورا لیا مگر بعضے
تشبیہین یا استعارے ایسے ہین کہ سب شعرا مین شائع ہو گئے ہین مثلاً آنکھ کی تشبیہ
نرگس یا زبان کی سوسن یا رخسار کی یا ماہ سے اور بہادر کی تشبیہ شیر سے یا سخی کی حاتم سے
اور علی ہذا القیاس اس قسم کی تشبیہات کا استعمال سرقہ مین داخل نہین جب یہ
معلوم ہو چکا اب جاننا چاہیے کہ شعر مین سرقہ دو قسم پر ہے ایک ظاہر اور دوسرا غیر ظاہر
اور سرقہ ظاہر کئی قسم پر ہے قسم اول کہ دوسرے کے شعر کو بغیر تغیر کے اپنا ٹھہرالین اسکو نسخ اور

ابتہال کہتے ہین یہ سرقہ کمال معیوب ہے اور اگر کوئی ایسا موزون کرے کہ وہی بعینہٖ
دوسرے کے دیوان مین نکل آوے اور اُس کہنے والے کو اصلا اُسپر اطلاع نہو
اسکو توارد کہتے ہین نہ سرقہ اور یہ کمال تیزی فکر پر دلالت کرتا ہی قسم دوسری یہ ہی
کہ کسی کے مضمون کو تمام الفاظ یا بعضے الفاظ کو لیکر اُسکی ترتیب بدل دین اگر اول سے
اُسکی ترتیب بہتر ہوگی البتہ طبائع کے مقبول ہوجاویگی جیسے یہ شعر درد کا شعر
جب آنکھ نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ + جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہیہات + اور اس
شعر مین بعینہٖ وہ الفاظ موزن کرلیے ہین شعر دیکھا نہ تھا کچھے جب ہم دیکھتے تھے سب
کچھ + جب ہمنے تجھکو دیکھا پھر ہمنے کچھ نہ دیکھا + قسم تیسری یہ ہی دوسرے کا مضمون
لیکر اور الفاظ مین باندہ لین جیسے یہ دو سرا شعر سودا کے اشعار کیا تاب ہی جو منھ پہ ترے
آوے آفتاب + دیکھے جو بھر نگاہ تو جل جاوے آفتاب + کرتی ہے مرے دل مین تری
جلوہ گری رنگ + اس شیشہ مین ہر آن دکھاتی ہی پری رنگ + ان دو شعرون مین
وہ دونون مضمون بندھے ہین شعر خورشید کو کیا طاقت جو سامنے وہ آوے + گرمی سے
ترے رخ کے وہ صاف ہی جل جاوے + ترے جلوے سے میرے دل مین ہردم برق
کوندے ہی + پری کی سوتی رفتار اس شیشہ کو روندے ہی + اور سرقہ غیر ظاہر بھی کئی
کئی قسم پر ہی اول یہ ہی کہ معنی دو شعر کے آپسمین مشابہت رکھتے ہون جیسے ان دو
شعرون مین شعر گلشن دہر مین جون خار ہی اب قدر مری + جسکے دامن سے لگون وہ
ہی چھڑاتا ہی مجھے + یون کدورت مجھسے ہی عالم کو مانند غبار + آسرا لون جسکے دامن کا
وہ دامن دے جھٹک + قسم دوسری یہ ہی کہ شعر اول مین ادعا خاص ہو اور دوسرے مین عام
جیسے یہ دو شعر شعر گر صید گہ مین باقی کوئی نہین تو ظالم + گو صید ناتوان ہون پر کر شکار مجھکو +

بتنا ہاتر سے شکار کو عالم میں اب نہیں - باقی بتیر نرگس خوبان کوئی غزال + پہلے
شعر میں فقط صید گاہ کے شکاروں کی نفی ہے اور دوسرے میں تمام عالم کی شکار کی
قسم تیسری یہ ہے کہ مضمون کو ایک جاے سے دوسری جاے میں نقل کریں جیسے ان
دو شعروں میں جرأت کے شعر بتبر گل بازی کا ولا کاش تو پاتا + ہاتھوں سے جو گرتا
تو وہ آنکھوں سے اٹھاتا شیخ ابراہیم ذوق شعر میرے زخموں میں پر کر دو نمک اب
بچاؤ گے + گر گیا گر زمین پر یہ تو آنکھوں سے اٹھاؤ گے + اول شعر میں نسبت آنکھوں سے
اٹھانے کی گلبازی کی طرف ہے اور دوسرے میں نمک کی طرف قسم چوتھی یہ ہے کہ
دوسرے شعر کے معنی پہلے شعر کے معنی کے ضد ہوں جیسے ان دو شعر میں شعر صندلی
رنگ پہ میں مر ہی گیا + درد سر کیا کہ اب او وہ سر ہی گیا + صندلی رنگوں پہ کیا دیں
جان ہم + کسکو ہے اس درد سر کا اب دماغ + قسم پانچویں یہ ہے کہ کسی اور مضمون سے
کچھ لیکر اور چیزیں ایسی بڑھاویں کہ بہ نسبت اول کے زیادہ لطف ہو جاوے
جیسے ان دو شعروں میں شعر اول مومن کا شعر خونبہا قاتل بیرحم سے مانگا کیجئے +
کہ فرشتے مجھے یاں داغ ورم دیتے ہیں + دوسرا شعر شیخ ابراہیم ذوق کا شعر
کہتی تھی ماہی بریاں کہ دبیران قضا + داغ دیتے ہیں اُسے جسکو درم دیتے ہیں + ظاہر
ہے کہ اول شعر میں داغ درم دینا اور خونبہا مانگنا محض ادعا ہے اور دوسرے شعر میں
داغ دینا اور صاحب درم ہونا ثابت ہے اول شعر سے داغ اور درم کا مضمون اخذ
کر کے ایسی طرح سے ادا کیا کہ اُسکی نسبت بہت بلیغ ہو گیا - جاننا چاہیئے کہ جب یہ معلوم
ہو جاوے کہ دوسرے شخص نے پہلے شعر میں سے اُس مضمون کو چرالیا ہے اُسوقت اُس پر سرقہ کا
حکم کرینگے ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ بطریق توارد کے ہوا ور ان مثالوں کے اشعار کا بھی یہی

حالی ہی اور اسی بحث کی ملحقات مین سے تضمین اور اقتباس ہے اور یہ وہ ہی کہ دوسرے کلام کو ایسی طرح سے اپنے کلام مین لے آوے کہ سیاق کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی اسی کا کلام ہی چنانچہ اکثر کلام اللہ کی آیت یا حدیثون کو اپنے کلام مین مذکور کرتے ہین اور فارسی اور اُردو کہنے والے اکثر اُسپر اشارت بھی کردیتے ہین تاکہ سرقہ کے احتمال سے کلام مبرا ہو جاوے جیسے یہ شعر سودا کا شعر ہین کیا کون کہ کون ہون سودا بقول درد + جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون + مصرع اخیر خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ والغفران کا ہی ترجمہ حدائق البلاغت کا تمام ہوا اور شائقین کو بروقت مطالعہ کرنے کے یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ مترجم فقط کتاب کے اصل مطلب پر قانع نہین ہوا بلکہ جس مقام مین سوا اُسکے اور مطلب مناسب پائے ہین اُسمین زیادہ کردیے ہین اور چند جا ایسا بھی ہوا ہی کہ جو ترتیب مصنف کی اپنی راے ناقص مین پسند نہین آئی اُسکو تغیر دیکر اور ترتیب سے لکھا ہی ازبسکہ انسان ضعیف البنیان کی سرشت سراپا سہو اور خطا ہی اگر وہ مترجم کی زعم کے موافق نہو کیش مروت مین چشم پوشی کرنا بہتر اُس سے ہی کہ کسی کے اظہار عیب مین سعی کرین صدق اللہ عزوجل اذا مروا باللغو مروا کراما ؕ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ نسخہ ترجمۂ حدائق البلاغت مولفۂ عالم اجل ماہر اکمل مجمع دانائی مولنا امام بخش صاحب صہبائی حسب استدعاء شائقین مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین بعلو ہمتی معلے القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام پنڈت شیام ناتھ صاحب بماہ فروری سنہ ۱۹۱۰ء دوسری مرتبہ چھپا

زر کامل العیار ترجمۂ اُردو معیار الاشعار جو
ایک مستند و معتبر کتاب فن عروض و قافیہ مین
درسی معرکہ کی کتاب ہے مشہور و معروف شعرا
مین اسکا درس و تدریس جاری ہے علم عروض
و قافیہ مین اور ملکہ شعرگوئی مین بغیر از پڑھے
اس کتاب کے حاصل نہین ہوتا تقطیع و اوزان
درست نہین ہوتے نقاد سخن مشہور جہان نامی
شعراے زمان منشی سید مظفر علیخان تخلص اسیر
اسکے مترجم ہین۔

مطلع خورشید ۔ فن قافیہ مین نادر کتاب
ہے شایق فن کو اس سے بڑی مدد ملتی ہے
فن قافیہ مین نہایت بکار آمد کتاب جسکی شعرا
کو ہر وقت ضرورت ہوتی ہے مصنف اسکے
مولوی منظور احمد ہین۔

گنج شایگان ۔ یہ بھی کتاب فن قافیہ مین نایاب
ہے شعرگوئی کی معین و مددگار ہے۔

شجرۃ العروض ۔ فن عروض و بحور و اوزان
مین نادر کتاب ہے مصنفہ منشی مظفر علیخان
صاحب اسیر اوستاد مستند و معروف ہے اہل
اردو مین مفید ٹھہرا ہے۔

عروض سیفی ۔ معروف و مشہور درسی کتاب
ہے۔ اسمین بحور و اوزان شعر و قواعد شعرگوئی
نہایت صراحت سے درج ہین۔

میزان الافکار ۔ شرح معیار الاشعار مصنفہ
مولانا مفتی سعد اللہ صاحب۔

معیار البلاغۃ ۔ علوم معنی و بیان و قافیہ
و اقسام نظم و نثر مصنفہ منشی دیبی پرشاد صاحب
متخلص بہ سحر بزبان اُردو۔

مختصر المعانی ۔ یہ کتاب علم معانی و بیان
اعلے درجہ کی ہے۔ یہ کتاب شرح ہے مفتاح العلوم
ابو یعقوب یوسف سکاکی جسمین نو علمون کا
بیان ہے صرف و نحو و اشتقاق و معانی
و بدیع و بیان و قوافی و عروض و منطق وغیرہ
اسمین سے تیسری قسم جو علم ادب و بلاغت
پر مشتمل تھی اُسکی شرح علامہ مسعود بن عمر بن
عبد اللہ الشیخ سعد الدین التفتازانی جو علوم
نحو و صرف و معانی و بیان و کلام و اصول
و منطق مین اپنے وقت کے امام تھے۔ یہ
کتاب داخل درس ہے علماے عصر نے
اسکے آسان ہو جانے کی غرض سے اسپر
حواشی بھی تحریر کیے ہین۔ جو ہر صفحہ صفحہ پر
درج ہین ہے۔

نصاب الصبیان - بحور اور اوزان شعر کے بتلانے مین درسی کتاب ہے سوا اسکے لغات کے معنی مین معلوم ہو سکتے ہین بزبان فارسی -

شرح نصاب الصبیان - ابو نصر فراہی نے نصاب الصبیان جو تصنیف فرمائی ہے اسمین مختلف بحرون کے قطعات ہین - اس سے عروض کا فائدہ بھی حاصل ہو سکتا ہے - اسکی شرح فارسی زبان مین کریم الدین دشت بیاضی نے لکھی ہے - جو وسیلۂ ادراک معانی قرآنی و ذریعہ حصول مقاصد احادیث نبوی ہے -

کلیات و دواوین وغیرہ

انتخاب دیوان [illegible]ب - کلام بینظیر استاد [illegible] زبان [illegible]

انتخاب کلیات ظفر - بڑے دیوان سے اشعار دلچسپ زبان اردو مین انتخاب کرلیے ہین

آفتاب داغ - غزلیات دلچسپ و کلام لاجواب جناب داغ دہلوی بزبان اردو -

انتخاب داغ - استاد زمان نواب مرزا خان دہلوی کے کلام کا نہایت دلچسپ اور مقبول انتخاب ہے -

کلیات میر تقی - استاد مسلم الثبوت سخنوری

کلیات ناسخ - لکھنوی -

کلیات آتش - کلام خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی -

کلیات سودا - استاد الاستاد میرزا رفیع السودا -

کلیات انشاء اللہ خان -

کلیات نساخ - شامل دس کتاب (۱) شاہد عشرت (۲) سخن شعرا - (۳) اشعار نساخ (۴) مرغوب دل (۵) دفتر بے مثال (۶) گنج تواریخ (۷) چشمۂ فیض (۸) قند پارسی (۹) زبان ریختہ (۱۰) قطعۂ منتخب - اور ہر رسالہ اسی کتاب مذکور سے علیحدہ بھی فروخت ہوتے ہین -

شاہد عشرت - کلام مولوی عبد الغفور خان نساخ - سخن شعرا - مرغوب دل - گنج تواریخ زبان ریختہ -

قطعۂ منتخب - کلام مولوی عبد الغفور خان نساخ -

کلیات صنعت - کلام میان کریم الدین تخلص صنعت -

کلیات نظیر اکبرآبادی - استاد مستند -